وأن هذا صراطي مستقيما فاتبعوه ولا تتبعوا السبل فتفرق بكم عن سبيله (الانعام: ١٥٣)

اور یہ کہ یہ دین میرا راستہ ہے جو مستقیم ہے سو اس راہ پر چلو اور دوسری راہوں پر مت چلو کہ وہ راہیں تم کو اللہ کی راہ سے جدا کر دیں گی

عقیدہ کے موضوع پر علامہ ابن ابی زید القیروانی ؒ کے مقدمہ پر مدینہ یونیورسٹی کے سابق وائس چانسلر شیخ عبد المحسن بن حمد العباد کی عظیم الشان شرح بنام قطف الجنی الدانی کا اردو ترجمہ بنام

بنیادی عقائد

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ و تقدیم

عبد اللہ ناصر الرحمانی

مکتبہ عبد اللہ بن سلام لترجمۃ کتب الاسلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی

کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے

درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.kitabosunnat.com

[illegible] ٩

وأن هذا صراطي مستقيما فاتبعوه ولا تتبعوا السبل فتفرق بكم عن سبيله (الانعام، ۱۵۳)

اور یہ کہ یہ دین میرا راستہ ہے جو مستقیم ہے سو اسی راہ پر چلو اور دوسری راہوں پر مت چلو کہ وہ راہیں تم کو اللہ کی راہ سے جدا کر دیں گی

عقیدہ کے موضوع پر علامہ ابن ابی زید القیروانی کے مقدمہ پر مدینہ یونیورسٹی کے سابق وائس چانسلر شیخ عبدالمحسن بن حمد العباد کی عظیم الشان شرح بنام قطف الجنی الدانی کا اردو ترجمہ بنام

بنیادی عقائد

ترجمہ و تقدیم

عبداللہ ناصر الرحمانی

مکتبہ عبداللہ بن سلام لترجمۃ کتب الاسلام

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

نام کتاب : بنیادی عقائد (مقدمۃ فی العقیدۃ للقیروانی کی شرح کا اردو ترجمہ)

مولف : فضیلۃ الشیخ عبدالمحسن حمد العباد (حفظہ اللہ)

صفحات : ٣٣٦

مترجم : فضیلۃ الشیخ عبداللہ ناصر رحمانی (حفظہ اللہ)

ناشر : مکتبہ عبداللہ بن سلام لترجمۃ کتب الاسلام

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

فہرست مضامین

مقدمہ از مترجم 10

مقدمہ از شارح 13

تعارف ابن ابی زید القیروانی 21

شرح سے قبل چند اہم فوائد کا ذکر 23

(۱) عقیدہ کے باب میں اہل السنۃ والجماعۃ کا منہج یہ ہے کہ سلف صالحین کے فہم کے مطابق کتاب وسنت کی اتباع کی جائے...... 24

(۲) اہل السنۃ والجماعۃ کا دیگر گمراہ فرقوں کے مابین وسطیت واعتدال پر قائم رہنا۔ 38

(۳) اہل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ فطرت کے مطابق ہے۔ 45

(۴) صفاتِ باری تعالیٰ میں گفتگو ذاتِ باری تعالیٰ میں گفتگو کی فرع ہے...... 48

(۵) سلف صالحین اسماء وصفات میں نہ تو تاویل کے قائل تھے اور نہ ان کے معنی میں تفویض کے قائل تھے۔ 49

(۶) مشبہ اور معطلہ دونوں نے اپنے اپنے عقیدے میں تمثیل وتعطیل کو جمع کر دیا ہے۔ 51

(۷) بعض متکلمین کا علمِ کلام کی مذمت کرنا اور علمِ کلام کیساتھ تعلق کی وجہ سے حیرت وندامت کا اظہار کرنا۔ 54

(۸) کیا یہ بات درست ہے کہ آج مسلمانوں کی اکثریت اشعری مذہب پر قائم ہے؟ 62

(۹) ائمہ اربعہ اور ان کے مذاہب کے فقہاء کا عقیدہ۔ 64

(۱۰) عقیدے کے موضوع پر سلفی منہج کے مطابق تصنیف کردہ کتب کا بیان۔ 71

ابن ابی زید القیروانی کے مقدمہ کا متن 75

مقدمہ کا اردو ترجمہ 79

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

آغاز شرح	85
اللہ تعالیٰ کی الوہیت کا اثبات، اور اللہ تعالیٰ سے سات چیزوں کی نفی۔	87
توحید کی تین اقسام اور ان کی تعریفات۔	88
سورۃ الفاتحہ اور سورۃ الناس توحید کی مذکورہ تینوں اقسام پر مشتمل ہیں۔	89
توحید کی ان اقسام میں باہم نسبت۔	92
قبولیت اعمال کی دو شرطیں: اخلاص اور اتباع سنت۔	94
اللہ تعالیٰ کے ناموں میں "الاول" اور "الآخر" بھی ہیں۔	104
"اللہ تعالیٰ کی صفات بیان کرنے والے اسکی کسی صفت کی ماہیت و کیفیت تک نہیں پہنچ سکتے" کی شرح۔	106
"تفکر کرنے والے اللہ تعالیٰ کے کسی امر کا احاطہ نہیں کر سکتے" کی شرح۔	108
"تفکر کرنے والے اللہ تعالیٰ کی آیات سے نصیحت و عبرت حاصل کرتے ہیں" کی شرح۔	108
"غور و فکر کرنے والے، اللہ تعالیٰ کی ذات کی کیفیت و ماہیت میں تفکر نہیں کرتے" کی شرح	112
علم غیب اللہ کیلئے ہے، مخلوق صرف وہی کچھ جان سکتی ہے جو اللہ تعالیٰ سکھائے۔	113
العلو، القدرۃ، السمع اور البصر اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ہیں۔	119
اللہ تعالیٰ کے بذاتہٖ اپنے عرش پر ہونے کا اثبات۔	124
اللہ تعالیٰ کیلئے صفت "العلم" کا اثبات اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کا علم ہر شی پر حاوی و محیط ہے۔	129
اللہ تعالیٰ کی صفت استواء علی العرش کا اثبات اور ان لوگوں پر رد جو استواء کی تاویل، استیلاء سے کرتے ہیں۔	134
اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات کا تعلق، اللہ تعالیٰ کے علم غیب سے ہے جن پر ہمارے لئے کتاب و سنت کی وحی کے بغیر کلام کرنا جائز نہیں۔	140
اللہ تعالیٰ کے تمام نام حسنیٰ ہیں۔	140
اللہ تعالیٰ کے تمام نام مشتق ہیں۔	141

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اللہ تعالیٰ کے نام متعین عدد میں محصور نہیں ہیں۔	143
اللہ تعالیٰ کے ننانوے ناموں کا بیان۔	146
اللہ تعالیٰ کے بعض ناموں کا اطلاق غیر اللہ پر جائز ہے اور بعض کا نہیں۔	153
اللہ تعالیٰ کے تمام اسماء وصفات ازلی وابدی ہیں۔	155
اللہ تعالیٰ کیلئے صفت کلام کا اثبات اور یہ کہ اس کلام کی کوئی انتہاء نہیں۔	157
ایمان بالقدر اور اس کے کتاب وسنت سے دلائل کا بیان۔	162
مراتب قدر: علم، کتابت، ارادہ اور خلق وایجاد۔	166
ایمان بالقدر کا تعلق ایمان بالغیب سے ہے، تقدیر کا علم دو طریقوں سے حاصل ہو سکتا ہے	168
اس عالم ہستی میں جو بھی خیر وشر ہے، سب اللہ تعالیٰ کی قضا وقدر سے ہے۔	169
لفظ ارادہ معنی کونی وقدری کے ساتھ ساتھ معنی دینی وشرعی دونوں کیلئے مستعمل ہے۔	171
اللہ تعالیٰ نے جن امور کے فیصلے فرما دیئے اور انہیں لوح محفوظ میں لکھ دیا وہ بلا تغیر وتبدل رونما ہو کر رہیں گے۔	172
آیت کریمہ ﴿ يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَاءُ وَيُثْبِتُ ﴾ کا معنی۔	173
حدیث شریف "لا يرد القضاء إلا الدعاء.....الحدیث" کا معنی۔	173
کسی شخص کیلئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے کسی حکم کے چھوڑنے یا اللہ تعالیٰ کے کسی حرام امر کے ارتکاب کرنے کے سلسلے میں تقدیر کو بطور دلیل وحجت پیش کرے۔	175
حدیث احتجاج آدم علی موسیٰ کا معنی۔	176
افعال عباد، اللہ کی مخلوق ہیں، اور یہ بندوں کی مشیئت سے واقع ہوتے ہیں، بندوں پر آسانی کی جاتی ہے اور اسے اختیار دیا گیا ہے۔	180
ہدایت اور گمراہی اللہ تعالیٰ کی مشیئت وارادہ سے حاصل ہوتی ہے	183
ہدایت ورشاد اور ہدایت توفیق میں فرق۔	184
اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں پر سب سے بڑی نعمت یہ ہے کہ انہیں صراط مستقیم کی ہدایت	

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

دینے کیلئے ان کی طرف کتابیں نازل کیں اور رسول بھیجے۔ 187
تمام رسولوں پر ایمان لانا واجب ہے خواہ ان کا تذکرہ قرآن مجید میں ہو یا نہ ہو۔ 188
نبی اور رسول میں فرق 191
ہمارے نبی محمد ﷺ کی رسالت کا بیان 194
امت محمدیہ کی دو قسمیں ہیں: امت دعوت، امت اجابت 196
قیامت پر ایمان اور یہ کہ قیامت قائم ہونے کا علم صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ 201
لفظ قیامت کا اطلاق اس موت پر ہوتا ہے جو صور میں پھونک کے وقت زندہ لوگوں کو
حاصل ہوگی، اور بعث بعد الموت پر بھی ہوتا ہے۔ 201
قرآن میں قیامت کا اثبات تین طریقوں سے۔ 204
قیامت کے دن بندوں کا اٹھایا جانا دنیوی جسموں کے ساتھ ہوگا۔ 209
وسائل بخشش 213
صغیرہ وکبیرہ گناہوں میں فرق 216
بندہ مسلم کبیرہ گناہ سے توبہ کیے بغیر اگر مر جائے تو اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے۔ 220
نافرمان مسلمانوں کا انجام 221
نافرمان مسلمان اگر اپنے گناہوں کی وجہ سے جہنم میں داخل ہوں گے تو ہمیشہ جہنم میں
نہیں رہیں گے۔ 222
جنت اور جہنم کا بیان 225
جنت اور جہنم پیدا کی جا چکی ہیں اور اس وقت بھی موجود ہیں۔ 225
جنت اور جہنم کے اس وقت موجود ہونے کو تسلیم نہ کرنیوالوں پر رد۔ 227
جنت اور جہنم دونوں ہمیشہ قائم رہیں گی، ان پر کبھی فنا نہیں آئے گی۔ 230
آدم علیہ السلام کس جنت سے نکالے گئے تھے؟ 233
قیامت کے دن مومنین کا اپنے رب کو اپنی آنکھوں سے دیکھنے کا بیان۔ 234

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

رؤیت باری تعالیٰ کے متعلق ایک اشکال اور اس کا جواب	235
میدان محشر کے حالات	237
قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کا فیصل قضاء کیلئے آنے کا اثبات۔	237
بندوں کا اللہ تعالیٰ پر پیش کیا جانا اور اللہ تعالیٰ کا ان کا حساب لینا۔	239
وزن اعمال کا اثبات	242
پل صراط کا بیان	245
حوض کوثر کا بیان	247
ہمارے نبی ﷺ کے حوض کا بیان	247
حوض کوثر پر اہل بدعت کا ہیبت ناک انجام	249
روافض کی ہذیان گوئی	249
اس دور کے ایک گمراہ شخص کے صحابہ کے متعلق باطل نظریہ کا رد	250
ایمان کی تعریف وحقیقت	257
اہل السنۃ والجماعۃ کے نزدیک ایمان کی تعریف	257
ایمان کی تعریف سے عمل کو خارج کرنے والے دو گروہ کا بیان۔	259
ایمان نیکی کے کاموں سے بڑھتا ہے جبکہ معصیتوں کے ارتکاب سے گھٹتا ہے۔	260
اسلام اور ایمان میں فرق	262
اہل قبلہ میں سے کوئی شخص کسی گناہ کے ارتکاب سے کافر نہیں ہو جاتا۔	264
برزخی حیات	265
شہداء کی برزخی زندگی اور اس کی نعمتوں کا بیان	265
قبر میں مومنوں کو نعمتیں حاصل ہوتی ہیں اور کافروں کو عذاب	266
قبر کا فتنہ اور امتحان	266
فرشتوں پر ایمان کی حقیقت	271

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ملائکہ کی ایک بڑی تعداد انسانوں کی حفاظت اور ان کے اعمال کی کتابت پر متعین ہے۔ 274
بعض ملائکہ کو قبض ارواح کی ڈیوٹی سونپی گئی ہے۔ 276
صحابۂ کرام کا بیان 278
صحابیٔ رسول کی تعریف 279
فضائل صحابہ کتاب وسنت سے 281
صحابہ میں سب سے افضل خلفاء راشدین ہیں 286
عدالتِ صحابہ پر اجماع امت کا ثبوت 288
صحابۂ کرام کے متعلق امت پر کیا واجب ہے 291
مسلمانوں کے حکام اور علماء کی اطاعت بھی ضروری ہے 302
منصب امارت یا حکومت پر فائز ہونا کن امور سے ہوتا ہے 304
حکام کے ساتھ خیر خواہی 306
حکام کی اطاعت معروف میں ہے معصیت میں نہیں 312
حکام کے ساتھ خیر خواہی کا تقاضا 316
سلف صالحین کے نقش قدم کی پیروی کا بیان 321
دین میں جھگڑے سے یکسر گریز کیا جائے 326
بدعات کو کلی طور پر ترک کرنے کا بیان 331

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

مقدمہ از مترجم

الحمدلله رب العالمين والصلاة والسلام على أشرف الأنبياء والمرسلين إمام المتقين وقدوة الكاملين وعلى آله وصحبه وأهل طاعته أجمعين، وبعد:

زیرِ نظر کتاب ہمارے ادارہ "مکتبة عبد الله بن سلام لترجمة كتب الاسلام" کی ایک انتہائی تحریر پیشکش ہے، اس انتہائی اہم اور نافع کتاب کو پیش کرتے ہوئے ہم اپنے خالق ومالک کے سامنے اظہارِ شکر کیلئے سربسجود ہیں۔ فنحمد الله تعالیٰ ونشكره، فبنعمته وفضله سبحانه وتعالیٰ تتم الصالحات.

یہ کتاب اصول وفروع کا ایک حسین امتزاج ہونے کے ساتھ ساتھ، تمام مسائل کو کتاب وسنت واقوالِ سلف صالحین کی روشنی میں پیش کرنے کا گرانقدر مجموعہ ہے۔

امام عبداللہ ابو محمد بن ابی زید القیروانی، جن کا چوتھی صدی ہجری کے محدثین وفقہاء میں شمار ہوتا ہے نے "الرسالة" کے نام سے ایک مبسوط کتاب تالیف فرمائی، اس کتاب پر ایک نہایت مختصر مگر جامع مقدمہ تحریر فرمایا، جو اگرچہ چند سطور پر مشتمل ہے، مگر اس پر علوم ومعارف اور معانی ومطالب کا ایک بحرِ زخار موجزن ہے۔

یہ بات بالکل درست اور مبنی بر حقیقت ہے کہ ابن ابی زید نے اصول وفروع کے حوالے سے ان چند سطور کے کوزے میں دریا بند کر دیا ہے۔ اس مختصر مقدمہ کو وقت کے عظیم محدث سابق وائس چانسلر مدینہ یونیورسٹی، کتبِ کثیرہ ونافعہ کے مؤلف، فضیلۃ الشیخ عبدالمحسن بن حمد العباد حفظہ اللہ تعالیٰ نے ایک نہایت نفیس اور لطیف شرح کے ساتھ مزین، منور اور معطر فرما دیا۔

شیخ موصوف ومحترم نے ہر مسئلہ پر قرآن وحدیث کے دلائل کا انبار لگا دیا ہے، نیز جابجا اقوالِ ائمہ سلف کے ذکر سے کتاب کی اہمیت وافادیت کو مزید بڑھا کر اس کے حسن میں چار چاند لگا دیئے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

شیخ عبدالمحسن بن حمد العباد جو عصر حاضر میں منہج سلف صالحین اہل الحدیث کے امین ومحافظ تصور کیے جاتے ہیں تحریر وتقریر میں بڑے نمایاں اور منفرد مقام کے حامل ہیں۔ زیر نظر کتاب ہمارے اس موقف کی پوری پوری تائید کرے گی۔ ہمارا یہ متواضع سا ادارہ جو اپنی تاسیس کا ایک سال مکمل کر چکا ہے، اس لحاظ سے انتہائی منفرد و متمیز ہے کہ اس کے اہداف ومقاصد میں سر فہرست موضوع "اہتمام بالعقیدۃ السلفیۃ" ہے، ہماری اب تک نشر ہونے والی تمام کتب کا بنیادی موضوع عقیدہ ہی ہے، بالخصوص "توحید اسماء وصفات" کے حوالے سے ہمارے ادارہ کی جہود انتہائی قابل قدر اور لائق تحسین وستائش ہیں۔ "وذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء"

قارئین کرام! اس قدر اہتمام عقیدہ سے ہمارا مقصود، لوگوں کو اس اہم موضوع سے روشناس کرانا ہے، کیونکہ عقیدہ، دین اسلام کی اساس ہے، قبولِ اعمال کا انحصار، اصلاحِ عقیدہ پر ہے (دیگر شرائط وقیود کی پابندی کے ساتھ ساتھ) بالخصوص آج کے پرفتن دور میں تو عقیدہ کی معرفت نہایت ہی مؤکد ومہم ہے، رسول اللہ ﷺ نے پرفتن دور میں ان لوگوں کو کامیاب اور فائز المرام قرار دیا ہے جو اس صافی منہج کو سینے سے لگائے بیٹھیں گے جسے اصحاب رسول اللہ نے پوری زندگی تھامے رکھا "المتمسک یومئذ بما أنتم علیہ لہ أجر خمسین رجلا" گویا یہ کام، مٹھی میں آگ کا انگارہ دبانے کے مترادف ہے، لہذا علم وعمل اور بالخصوص عقیدے کی معرفت نہایت ہی اہم اور ضروری امر ہے، ورنہ بمصداق حدیث رسول ﷺ: [یصبح الرجل فیھا مؤمنا ویمسی کافرا ویمسی مؤمنا ویصبح کافرا یبیع دینہ بعرض من الدنیا]

نہایت ہی خطرناک تلوار ہمارے سروں پر لٹک رہی ہے یعنی پرفتن دور میں انسان صبح کو مومن، شام کو کافر، اور شام کو مومن اور صبح کو کافر بن جائے گا، دنیا کے معمولی مال، اور گھٹیا عہدوں کی خاطر اپنا دین بیچ ڈالے گا۔

مخرج بھی ہے کہ بندہ علم، عمل، عقیدہ اور خلق میں پہاڑ جیسی صلابت واستقامت پر قائم

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ہو جائے، اور کتاب وسنت اور منہج اصحاب رسول ﷺ وسلف صالحین کو سینے سے چمٹا رکھے "ما أنا عليه اليوم وأصحابي"

[تركت فيكم ما إن اعتصمتم به لن تضلوا أبدا كتاب الله وسنة رسوله] والتوفيق بيد الله تعالى.

کتاب ہذا العقیدہ کے اہم مسائل پر مشتمل ہے، اس کی تیاری میں جن احباب نے حصہ لیا سب کا تہہ دل سے ممنون ہوں نیز اضافہ علم وعمل کیلئے دعا گو ہوں۔

اللہ تعالیٰ ہماری نیتوں کو اپنی رضاء کیلئے خالص بنادے، اس کتاب کا نفع عام بنادے، میرے والدین اور جملہ اساتذہ کرام کی مغفرت فرمادے۔

اس متواضع سی نیکی کو میرے لئے ذخیرہ آخرت بنادے، إنه سميع قريب مجيب للدعوات، وصلى الله على نبيه محمد و على آله وصحبه وأهل طاعته أجمعين.

وکتب ذلک/ عبداللہ ناصر رحمانی

مدیر مکتبة عبدالله بن سلام لترجمة كتب الاسلام

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

مقدمہ از شارح

الحمدلله رب العالمين ،الرحمن الرحيم، مالک يوم الدين، واشهد ان لا إله إلا الله وحده لاشريک له، إله الأولين والآخرين،وقيوم السموات والأرضين، وأشهد أن محمدا عبده ورسوله، سيد المرسلين، وإمام المتقين، وقائد الغر المحجلين، المبعوث رحمة للعالمين، صلى الله وسلم وبارک عليه، وعلى آله الطيبين الطاهرين، وعلى من اتبعهم بإحسان وسار على نهجهم إلى يوم الدين.

أما بعد:

تمام تعریفیں،اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے، بڑا مہربان،نہایت رحم کرنے والا ہے،روزِ جزاء کا مالک ہے،میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں،تمام اولین وآخرین کا وہی معبود ہے،اور آسمانوں اور زمینوں کے نظام کو وہی سنبھالنے والا ہے۔

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اسی کے بندے اور رسول ہیں،تمام رسولوں کے سردار ہیں، تمام متقین کے امام ہیں، اس اُمت کے رہبر ورہنما ہیں،جن کے اعضاءِ وضوء قیامت کے دن چمک رہے ہونگے،جو تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں۔اللہ تعالیٰ آپ پر اور آپ کی پاکیزہ آل پر، اور صحابہ کرام جیسی مثالی اور مبارک جماعت پر، اپنی رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے،اللہ تعالیٰ نے اصحابِ کرام کے ذریعے اپنے دین کو حفاظت اور ظہور وغلبہ عطا فرمایا۔

اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر بھی اپنی رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے جو اچھے طریقے سے صحابہ کرام کی اتباع کرتے رہیں اور ان کے منہج کی پیروی کرتے رہیں،قیامت کے قائم ہونے تک۔

اما بعد:

اہل السنۃ والجماعۃ کے عقیدہ کی(کئی اعتبار سے)ایک ممتاز اور نرالی شان ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

(۱) یہ نہایت صاف ستھرا اور بالکل واضح عقیدہ ہے۔

(۲) اس میں ابہام یا پیچیدگی کا کوئی شائبہ تک نہیں۔

(۳) یہ مبارک عقیدہ نصوص وحی یعنی قرآن وحدیث سے مستمد وماخوذ ہے۔

(۴) سلف صالحین اسی عقیدہ پر قائم تھے۔

(۵) یہ عقیدہ فطرت کے عین مطابق ہے۔

(۶) عقل سلیم جو شبہات کے امراض سے پاک ہو بھی اسی عقیدہ کو قبول کرتی ہے۔

دوسرے تمام عقائد شخصیات کی آراء اور متکلمین کے اقوال سے ماخوذ ہونے کی بناء پر اہل السنۃ والجماعۃ کے عقیدہ سے یکسر مختلف ہیں۔ ان میں بری طرح سے ابہام، پیچیدگی، خبط اور خلط ہے۔ بھلا یہ فرق کیوں نہ ہو؟ اہل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے، جبریل امین کے واسطے سے، رسول اکرم ﷺ پر اترا، اور دیگر تمام عقائد ان مبتدعین کی اختراع ہیں جو زمین سے نکلے اور جنھیں اللہ تعالیٰ نے ایک حقیر پانی کے قطرہ سے پیدا کیا۔

اہل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ نبی ﷺ کی بعثت اور نزول وحی کے ساتھ ہی شروع اور ظاہر ہوا جس پر نبی ﷺ اور آپ کے اصحاب کرام قائم رہے، نیز وہ سب لوگ قائم ہیں جو آج اصحاب رسول ﷺ کے پیروکار ہیں۔

دوسرے تمام عقائد کا زمانہ نبوت میں کوئی وجود نہیں تھا، صحابہ کرام میں سے بھی کسی نے انھیں اختیار نہ کیا، بلکہ ان عقائد کے حاملین میں سے کچھ لوگ، دور صحابہ میں پیدا ہوئے تھے، مگر اکثر اس کے مبارک دور کے ختم ہونے کے بعد پیدا ہوئے، لہٰذا یہ سارے عقائد، محدثات امور میں سے ہیں، (جنھیں رسول اللہ ﷺ نے بدعت کہا،) اور ان سے پوری زندگی ڈراتے رہے۔

آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے: [وإياكم ومحدثات الأمور؛ فإن كل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة] یعنی: تم نئے نئے امور سے بچو؛ کیونکہ ہر نئی چیز بدعت ہے، اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

بدعت گمراہی ہے۔

(متکلمین کے عقائد اگر حق ہیں تو) یہ بات نہ تو معقول ہے، اور نہ کسی صورت قابل قبول کہ حق صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جیسی پاکیزہ جماعت سے مخفی اور اوجھل ہو اور ان لوگوں کو حاصل ہو جائے جو صحابۂ کرام کے مبارک زمانہ کے بعد آئے۔

لہذا ان عقائد میں اگر کوئی بھی خیر کا پہلو ہوتا تو سب سے پہلے یہ صحابۂ کرام کو نصیب ہوتے، لیکن چونکہ یہ عقائد سراسر شر ہیں، لہذا اللہ تعالی نے صحابۂ کرام کو ان سے محفوظ رکھا اور بعد میں آنے والوں کو مبتلا فرما دیا۔

یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہے کہ اہل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ جو نور وحی سے ماخوذ ہے، اور متکلمین کے عقائد جن کا منبع لوگوں کی آراء و عقول ہیں، کے درمیان وہی فرق ہے جو اللہ تعالی اور اس کی مخلوقات کے بیچ۔

یہ بالکل وہی بات ہے جو شریعت کے حوالے سے کی جاتی ہے، یعنی شریعت اسلامیہ جو انتہائی رفیع القدر اور منزل من اللہ ہے، اور ان گھٹیا وضعی قوانین و دساتیر کہ جنہیں انسانوں نے بنایا، کے مابین وہی فرق ہے جو اللہ تعالی اور اس کی مخلوق کے درمیان۔

﴿ أَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُونَ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ حُكْمًا لِقَوْمٍ يُوقِنُونَ ﴾

ترجمہ: ”کیا یہ لوگ پھر سے جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہیں، یقین رکھنے والے لوگوں کیلئے اللہ تعالی سے بہتر فیصلے اور حکم کرنے والا کون ہو سکتا ہے؟“ (المائدۃ:۵۰)

اکثر لوگوں کی عقلوں کو کیا ہو گیا کہ عقیدہ اور شریعت کے تعلق سے اس انتہائی واضح اور روشن حقیقت سے غافل ہیں، وہ انتہائی بہتر چیز کے بدلے، انتہائی ردی اور گھٹیا چیز خریدے بیٹھے ہیں۔

اے اللہ! جو مسلمان راہ راست سے گمراہ ہو گئے انہیں سلامتی کے راستے پر چلا دے، انہیں ظلمتوں اور تاریکیوں سے نکال کر نور کی طرف پھیر دے، بلاشبہ تو سننے والا اور قبول فرمانے والا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

علماءِ سنت نے، قدیم وجدید، ہر دور میں ایسی کتب تالیف فرمائی ہیں، جو اہل السنۃ والجماعۃ کے عقیدہ کی بہترین توضیح شمار ہوتی ہیں، کچھ مختصر، کچھ مطول۔

مختصر کتب میں، امام ابن ابی زید القیروانی المالکی رحمہ اللہ کا اپنے رسالہ پر لگایا ہوا ایک مقدمہ ہے جو سلف صالحین کے منہج کے عین مطابق، مختصر اور مفید ہے، یہ مقدمہ اصول وفروع کا ایک حسین مرقع ہے، جبکہ اصول وفروع کا ایک ہی کتاب میں جمع ہونا، تالیفی دنیا میں ایک نادر چیز ہے، اس لحاظ سے یہ مقدمہ ایک بہترین تحفہ ہے جو اس شخص کو کہ جو عبادات ومعاملات کی فقہ میں مشغول ہے، فقہ اکبر یعنی عقائدِ سلف صالحین سے روشناس کراتا ہے۔

یہ مقدمہ اپنے اختصار اور قلتِ الفاظ کے باوجود عقیدۂ سلف صالحین جو عین مطابق فطرت ہے اور کتاب وسنت کے نصوص پرمبنی ہے، کو بڑی وضاحت سے بیان کرتا ہے۔

یہ مختصر رسالہ اس مشہور مقولہ کی عکاسی اور ترجمانی کرتا ہے: ''سلف صالحین کا کلام لفظوں میں کم لیکن برکت میں بہت زیادہ ہوتا ہے، جبکہ متکلمین کا کلام لفظوں میں بہت زیادہ مگر برکت میں بہت تھوڑا ہوتا ہے۔''

مثال کے طور پر اس مقدمہ کا آغاز اللہ تعالیٰ سے چند امور کی نفی جو درحقیقت اللہ تعالیٰ کیلئے اثباتِ کمال کو متضمن ہے، کے ساتھ ہوتا ہے، چنانچہ ابن ابی زید اپنے مقدمہ کے آغاز میں فرماتے ہیں: ''إن اللہ إلٰہ واحد لا إلٰہ غیرہ، ولا شبیہ لہ، ولا نظیر لہ، ولا ولد لہ، ولا والد لہ، ولا صاحبۃ لہ، ولا شریک لہ''

یعنی: ''اللہ تعالیٰ معبودِ حق ہے، اکیلا ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کا کوئی شبیہ اور نظیر نہیں ہے، نہ ہی اس کی اولاد ہے نہ والد، نہ اس کی بیوی ہے اور نہ ہی کوئی شریک''

اس عبارت میں اللہ تعالیٰ سے جن امور کی نفی مذکور ہے، وہ سب کے سب کتاب وسنت کے نصوص سے مستند وماخوذ ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اب ذرا متکلمین کا کلام ملاحظہ ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ سے کس کس چیز کی نفی کرتے ہیں، آپ کو دکھائی دے گا کہ ان کا کلام تکلف پر مبنی اور ابہام وغموض کے ساتھ متصف ہے، چنانچہ "عقائد نسفیہ" کا مؤلف، اللہ تعالیٰ سے بعض امور کی نفی کرتے ہوئے کہتا ہے: "لیس بعرض، ولا جسم، ولا جوهر، ولا مصور، ولا محدود، ولا معدود، ولا متبعض، ولا متجز، ولا متركب، ولا متناه"

اللہ تعالیٰ سے ان منفی امور کی کتاب وسنت میں کوئی نص وارد نہیں، اور یہ ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بارہ میں جس صفت کی وحی سے دلیل موجود نہ ہو، اس میں سکوت اختیار کیا جائے، اور یہ عقیدہ رکھا جائے کہ اللہ تعالیٰ ہر کمال کے ساتھ متصف ہے اور ہر نقص وعیب سے منزہ ہے۔

پھر ان سلبی اور منفی صفات کو عوام الناس بالکل نہیں سمجھ پاتے، نہ ہی یہ باتیں ان کی سادہ فطرت سے مطابقت رکھتی ہیں، یہ تو متکلمین کا تکلف ہے، جس میں ابہام وغموض کے ساتھ ساتھ حق وباطل کا اختلاط بھی ہے، ہم بطور اشارہ ایک ہی نکتہ سے اپنی اس بات کی وضاحت کرتے ہیں:

مذکورہ عبارت میں اللہ تعالیٰ کے جسم کی نفی ہے، جس کے معنی میں دو احتمال ہیں:

چنانچہ اگر جسم سے ایسی ذات مراد ہو جو مخلوقات کے مشابہ ہو تو یہ احتمال لفظاً ومعنیً باطل اور مردود ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے مثل کوئی چیز نہیں ﴿ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ﴾ (الشوریٰ:11) اور اگر جسم سے وہ ذات مراد ہے جو قائم بنفسہا ہے، جو تمام مخلوقات سے مباین یعنی جدا ہے اور جو تمام صفات کمال کے ساتھ متصف ہے، تو یہ معنی حق ہے جس کی اللہ تعالیٰ سے نفی کرنا جائز نہیں ہے، لیکن "جسم" کے لفظ کی اللہ تعالیٰ سے نفی کرنا ضروری ہے؛ کیونکہ یہ لفظ معنی حق اور معنی باطل دونوں پر مشتمل ہے۔ (لہذا ایسا لفظ جس میں معنی حق کے ساتھ ساتھ معنی باطل کے پائے جانے کا احتمال ہو، اللہ تعالیٰ کے شایان شان نہیں ہوسکتا، البتہ اس لفظ میں پایا جانے والا معنی حق، اللہ تعالیٰ کیلئے ثابت ہوگا اور معنی باطل منفی ومردود ہوگا)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

آپ عنقریب امام مقریزی کا کلام ملاحظہ فرمائیں گے، جس میں وہ صحابہ کرام کے بارہ میں فرماتے ہیں:

"اسی طرح صحابۂ کرام نے ان تمام الفاظ وصفات کو جو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کریمہ کیلئے ثابت کیئے، ثابت و برقرار رکھے۔ مثلاً: الوجہ (چہرہ) اور الید (ہاتھ) وغیرہ اور ان صفات کا اثبات کرتے ہوئے انہوں نے خالق کی مخلوق سے مشابہت ومماثلت کی مکمل نفی کی۔ چنانچہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کیلئے صفات ثبوتیہ کا اس طرح اثبات کیا کہ وہ اثبات ہر طرح کی تشبیہ سے پاک تھا، اور صفات نقص کی اس طرح نفی وتنزیہ کی وہ تنزیہ تعطیل سے پاک تھی۔ صحابۂ کرام میں سے کسی ایک شخص نے بھی صفات باری تعالیٰ میں سے کسی ایک صفت کی تاویل کرنے کا تعرض وتکلف نہیں کیا، بلکہ وہ تمام اس عقیدہ پر متفق ومجتمع تھے کہ ان صفات کو جس طرح وارد ہوئی ہیں، اسی طرح ان کے ظاہر پر محمول کیا جائے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور محمد ﷺ کی نبوت کے اثبات کیلئے ان کا مستدل کتاب اللہ کے سوا اور کچھ نہ تھا...... وہ علم کلام کی الجھنوں اور فلسفہ کی موشگافیوں سے قطعی ناواقف تھے۔"

اسی طرح آپ آئندہ صفحات میں ابو المظفر السمعانی کا کلام بھی ملاحظہ فرمائیں گے، وہ منہج متکلمین کا ابطال وافساد کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو تبلیغ دین کے مشن پر مامور کیا ہے، اور سب سے مؤکد ومحکم چیز جسے پہنچادینے کا حکم ہے وہ عقیدۂ توحید ہے، بلکہ توحید تو اصل دین اور اساسِ دین ہے، اور رسول اللہ ﷺ نے امور دین کے تمام اصول، قواعد اور شرائع ایک نکتہ چھپائے بغیر بیان فرمادیئے، پورے دین میں یہ آپ کو کہیں نہیں ملے گا کہ رسول اللہ ﷺ نے متکلمین کے نظریات یعنی جوہر وعرض سے استدلال کی دعوت دی ہو، بلکہ آپ ﷺ سے اور آپ کے صحابہ سے اس بارہ میں ایک حرف بھی ثابت نہیں...... جس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جائے گا کہ متکلمین ایک ایسی راہ پر چل

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

نکلے ہیں کہ جو نبی ﷺ اور صحابہ کرام کی راہ سے یکسر مخالف ہے، اور اس مخالف راہ پر چلنے کیلئے انہوں نے جن اصول وقواعد کا سہارا لیا ہے وہ بالکل نئے اور انکے اپنے اختراع کردہ ہیں۔ اور سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ اپنی اس باطل راہ پر چل نکلنے کے بعد انہوں نے سلف کو اپنی قدح وطعن کا نشانہ بنالیا، انہیں قلتِ علم ومعرفت کا الزام دیا اور ان کے طریق کو مشتبہ قرار دے دیا۔

ہم تمام لوگوں کو متکلمین کے کلام ومقالات سے بچنے اور دور رہنے کی نصیحت کرتے ہیں ان کی تمام گفتگو کا حاصل ریت کی دیوار کے سوا کچھ بھی نہیں، جبکہ انکے مقالات آپس میں ہی متضادات ومتناقض ہیں۔"

ابوالمظفر السمعانی کا یہ کلام حافظ ابن حجر عسقلانی نے صحیح بخاری کی شرح، فتح الباری میں "باب قول اللہ تعالیٰ: يَا أَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ" کے تحت نقل فرمایا ہے، اس کے بعد حسن بصری کا یہ قول بھی ذکر فرمایا: "لو كان مايقول الجعد حقا لبلغه النبی ﷺ" یعنی: "عقائد میں جو باتیں جعد (بن درہم) کرتا ہے، اگر وہ حق ہوتیں تو نبی ﷺ یقیناً بیان فرماتے" (فتح الباری: (۵۰۴/۱۳)

واضح ہو کہ فرقۂ جہمیہ اگرچہ جہم بن صفوان کی طرف منسوب ہے، لیکن اس کا اصل بانی اور مؤسس جعد بن درہم ہی ہے؛ کیونکہ سب سے پہلے اس باطل مذہب کا نشر واظہار اسی نے کیا۔

اور میں حسن بصری رحمہ اللہ کے مذکورہ قول کی بنیاد پر یہ کہتا ہوں: آج اشاعرہ اور دیگر متکلمین صفاتِ باری تعالیٰ کے بارہ میں جو کلام کرتے ہیں اگر وہ حق ہے تو نبی ﷺ بھی یقیناً وہ باتیں اپنی امت کا بتاتے۔

میں نے ابن ابی زید کے اس مقدمہ کی ایسی شرح لکھنے کا فیصلہ کرلیا جو اس کی چمک دمک میں مزید اضافہ کردے اور اس کے مضامین ومشمولات کی مزید تفصیل کردے۔ شرح سے قبل میں نے بطور تمہید، عقیدۂ سلف کے حوالے سے دس فوائد کا ذکر کیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اس مقدمہ کو شیخ احمد بن مشرف الاحسائی المالکی المتوفی ۱۲۸۵ھ نے بڑے عمدہ اسلوب سے نظم کر دیا تھا، میں نے شرح سے قبل، مقدمہ کی مکمل عبارت، مذکورہ نظم کے ساتھ شامل اشاعت کر دی ہے۔ میں نے اس شرح کا نام "قطف الجني الداني شرح مقدمة رسالة ابن ابی زيد القيرواني" رکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ میری اس شرح کو، اصل رسالہ کی طرح نافع اور فائدہ مند بنا دے، تمام مسلمانوں کو دین میں تفقہ کی توفیق عطا فرما دے، نیز عقیدہ وعمل میں انہیں سلف صالحین کے منہج پر قائم ودائم رکھے۔ مجھے ہر قسم کی لغزش سے سلامتی عطا فرما دے، گفتگو میں صدق اور عمل میں اخلاص جیسی نعمتوں سے مالا مال فرما دے، بے شک وہ سننے والا اور قبول کرنے والا ہے۔

وصلى الله وسلم وبارك على عبده ورسوله نبينا محمد وعلى آله وصحبه أجمعين.

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

مؤلف ابن ابی زید القیروانی کے مختصر حالات زندگی

آپ کا نام عبداللہ، اور کنیت ابو محمد ہے، ابو زید ان کے والد کی کنیت ہے، جن کا اصل نام عبدالرحمٰن تھا، قیروان ان کا مولد مسکن تھا، اپنے وقت میں، مالکی مذہب کے امام اور قدوۃ شمار ہوتے تھے، انھوں نے امام مالک کی فقہ کو نہ صرف جمع کیا بلکہ بڑے عمدہ پیرائے میں اس کی تشریح بھی کی، ان کا علم انتہائی وسیع اور حفظ و روایت میں کثرت مثالی تھی، ان کی تصنیفات اس پر شاہد عدل ہیں تحریر و تقریر میں فصاحت نمایاں تھی، جب گفتگو فرماتے تو علم و معرفت کے خزانے لٹا دیتے، اہل بدعت کا رد کرنا بخوبی جانتے تھے۔ عمدہ قسم کے اشعار بھی کہا کرتے تھے۔

ان تمام چیزوں کے ساتھ ساتھ استقامت، ورع، عفت اور تقویٰ کے بڑے اعلیٰ مقام پر فائز تھے گویا دین و دنیا کی سعادت و ریاست کو سمیٹ رکھا تھا۔

علم و عرفان کے پیاسے، مختلف شہروں اور بستیوں سے دور دراز کا سفر کر کے آپ تک پہنچے، آپ کے شاگردوں کی بڑی لمبی فہرست ہے، جو سب کے سب آپ سے خوب محبت رکھتے تھے، آپ کے دور کے اکابر علماء آپ کی قدر و منزلت پہچانتے تھے، آپ "مالک الصغیر" یعنی "چھوٹے مالک" کے لقب سے معروف تھے۔

امام ذہبی آپ کے بارہ میں فرماتے ہیں:

وہ امام تھے، اور دین اور روایت حدیث میں انتہائی ثقہ تھے۔ علم، ورع، فضل اور عقل راجح، یہ تمام خوبیاں آپ کی ذات میں مجتمع تھیں، آپ کی شخصیت ان تمام امور میں شہرت کی بناء پر کسی تعارف کی محتاج نہیں۔[1]

آپ رجوع الی الحق اور انقیاد للحق کیلئے ہمیشہ مستعد اور تیار رہتے، اپنے شہر کے فقہاء و مشائخ سے تفقہ اور سماع حدیث سے فیضیاب ہوئے، طلب علم میں زیادہ تر انحصار و اعتماد ابوبکر بن اللباد اور ابوالفضل القیسی پر فرمایا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

جبکہ ایک خلقِ کثیر نے آپ سے فقہ وحدیث میں استفادہ کیا۔ آپ کا سنِ وفات ۳۸۶ھ ہے۔

آپ کی مشہور مؤلفات میں "كتاب النوادر" اور "الزيادات على المدونة" ہیں، یہ کتاب ایک سو اجزاء سے زائد ہے، اس کے علاوہ "مختصر المدونة" بھی آپ کی مشہور کتاب ہے، آخرالذکر دونوں کتابیں فقہ مالکی میں معتمد بہ شمار ہوتی ہیں۔ آپ کی کتب کی مکمل فہرست "الديباج المذهب لابن فرحون المالكي" (ص: ۱۳۶ تا ۱۳۸) میں ملاحظہ فرمائیے، یہ مختصر حالات بھی اسی کتاب سے لئے گئے ہیں۔

امام ذہبی نے "سير أعلام النبلاء" (۱۰/۱۷) میں آپ کے ترجمہ کے آغاز میں آپ کے متعلق فرمایا ہے: "الامام العلامة، القدوة الفقيه عالم أهل العرب"

جبکہ آپ کے ترجمہ کے آخر میں فرمایا ہے "اللہ تعالیٰ آپ پر رحمتیں نازل فرمائے، آپ عقیدہ میں سلف صالحین کے منہج پر قائم تھے، علمِ کلام کو کچھ نہ جانتے، نہ ہی تاویل کی باطل روش اپناتے۔

ہم اللہ تعالیٰ سے توفیق وہدایت کا سوال کرتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

چند اہم فوائد کا ذکر

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

فوائد بین یدی الشرح

شرح سے قبل چند اہم فوائد کا ذکر

پہلا فائدہ:

عقیدہ کے باب میں اھل السنۃ والجماعۃ کا منہج یہ ہے کہ سلف صالحین کے فہم کے مطابق کتاب وسنت کی اتباع کی جائے، واضح ہو کہ اھل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ ﷺ کی دلیل پر مبنی ہے، جبکہ اس دلیل کا فہم اصحاب رسول اللہ ﷺ کے فہم کے مطابق ہو۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِیَآءَ قَلِیْلًا مَّا تَذَکَّرُوْنَ ﴾ (الاعراف:۳)

ترجمہ: "تم لوگ اس کی اتباع کرو جو تمہارے رب کی طرف سے آئی ہے اور اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسرے رفیقوں کی اتباع مت کرو تم لوگ بہت ہی کم نصیحت مانتے ہو"

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِکُمْ عَنْ سَبِیْلِهٖ ذٰلِکُمْ وَصّٰکُمْ بِهٖ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ﴾ (الانعام:۱۵۳)

ترجمہ: "اور یہ کہ یہ دین میرا راستہ ہے جو مستقیم ہے سو اس راہ پر چلو اور دوسری راہوں پر مت چلو کہ وہ راہیں تم کو اللہ کی راہ سے جدا کر دیں گی۔ اس کا تم کو اللہ تعالیٰ نے تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم پرہیزگاری اختیار کرو۔"

اور فرمایا: ﴿ فَمَنْ تَبِعَ هُدَایَ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ﴾ (البقرۃ:۳۸)

ترجمہ: "تو اس کی تابعداری کرنے والوں پر کوئی خوف وغم نہیں"

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اور فرمایا: ﴿ فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقٰى ﴾ (طٰہٰ:۱۲۳)

ترجمہ: "جو میری ہدایت کی پیروی کرے نہ تو وہ بہکے گا نہ تکلیف میں پڑے گا"

اور فرمایا: ﴿ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ﴾

(الاحزاب:۳۶)

ترجمہ: (اور (دیکھو) کسی مومن مرد وعورت کو اللہ اور اسکے رسول کے فیصلے کے بعد اپنے کسی امر کا کوئی اختیار باقی نہیں رہتا، یاد (رکھو) اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول کی جو بھی نافرمانی کرے وہ صریح گمراہی میں پڑے گا)

نیز فرمایا: ﴿ مَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ﴾ (الحشر:۷)

ترجمہ: "تمہیں جو کچھ رسول دے لے لو، اور جس سے روکے رک جاؤ"

نیز فرمایا: ﴿ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴾ (النور:۶۳)

ترجمہ: "جو لوگ حکم رسول کی مخالفت کرتے ہیں انہیں ڈرتے رہنا چاہئے کہ کہیں ان پر کوئی زبردست آفت نہ آ پڑے یا انہیں دردناک عذاب (نہ) پہنچے"

سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [فانه من يعش منكم بعدي فسيرى اختلافا كثيرا فعليكم بسنتي وسنة الخلفاء المهديين الراشدين تمسكوا بها، وعضوا عليها بالنواجذ، وإياكم ومحدثات الامور، فان كل محدثة بدعة، وكل بدعة ضلالة]

ترجمہ: [میرے بعد زندہ رہنے والا شخص بہت اختلافات دیکھے گا، تو اس وقت تم لوگ میری سنت اور خلفاء راشدین کی سنت کے ساتھ چمٹ جانا، اسے مضبوطی سے تھام لینا اور داڑھوں میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

دبا لینا، اور نئے نئے امور سے بچنا، کیونکہ ہر نئی چیز بدعت ہے، اور ہر بدعت گمراہی ہے] (اسے ابوداود (۴۶۰۷) اور ترمذی (۲۶۷۶) نے روایت کیا ہے اور یہ الفاظ ابوداود کے ہیں، امام ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے)

صحیح بخاری (۷۲۸۰) میں ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

[كل أمتي يدخلون الجنة إلا من أبى، قالوا: يا رسول الله! ومن يأبى؟ قال: من أطاعني دخل الجنة، ومن عصاني فقد أبى]

ترجمہ: [میری پوری امت جنت میں داخل ہوگی علاوہ اس شخص کے جس نے جنت میں داخل ہونے سے خود انکار کر دیا ہو، صحابہ نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ جنت میں داخل ہونے سے کون انکار کر سکتا ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے میری اطاعت کی وہ ضرور جنت میں داخل ہوگا، اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے انکار کر دیا]

صحیح مسلم (۸۶۷) میں جابر رضی اللہ عنھما سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ اپنے خطبہ میں فرمایا کرتے تھے: [أما بعد، فإن خير الحديث كتاب الله، وخير الهدي هدي محمد، وشر الأمور محدثاتها، وكل بدعة ضلالة]

ترجمہ: [بے شک سب سے بہترین حدیث کتاب اللہ ہے، اور سب سے بہترین ہدایت اور طریقہ محمد رسول اللہ ﷺ کا ہے، اور سب سے بدترین امر وہ ہے جو نیا ہو، اور ہر بدعت گمراہی ہے]

صحیح بخاری (۱۵۹۷) اور صحیح مسلم (۱۲۷۰) میں عابس بن ربیعہ سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ حجر اسود کے پاس آئے، اسے بوسہ دیا اور فرمایا: "میں جانتا ہوں کہ تم ایک پتھر ہو کسی نقصان یا نفع کا اختیار نہیں رکھتے، اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو تجھے کبھی بوسہ نہ دیتا۔"

صحیح بخاری (۲۶۹۷) اور صحیح مسلم (۱۷۱۸) میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا سے مروی

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:[من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد]

ترجمہ:[جو بھی شخص ہمارے اس دین میں کوئی نئی چیز شامل کرے گا جو دین میں نہ ہو تو وہ مردود ہے]

صحیح مسلم میں یہ لفظ بھی منقول ہیں:[من عمل عملا ليس عليه أمرنا فهو رد]

ترجمہ:[جس کسی نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا أمر (موافقت) نہ ہو تو وہ مردود ہے]

صحیح مسلم کی اس روایت میں زیادہ عموم ہے، کیونکہ پہلی روایت محدث یعنی بدعت ایجاد کرنے والے کے ساتھ مخصوص ہے، جبکہ دوسری حدیث عام ہے، اس کا اطلاق اس شخص پر بھی ہو رہا ہے جو کوئی نیا عمل ایجاد کرے اور اس شخص پر بھی جو نیا عمل ایجاد کرنے والے کی تابعداری کرے۔

مسند احمد (۱۶۹۳۷) اور سنن ابی داود (۴۵۹۷) میں معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے (اور الفاظ مسند احمد کے ہیں) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

[إن أهل الكتاب بين افترقوا في دينهم على ثنتين وسبعين ملة، وان هذه الأمة ستفترق على ثلاث وسبعين ملة يعني الأهواء، كلها في النار الا واحدة. وهي الجماعة]

ترجمہ:[یہود ونصاری اپنے دین کے اندر بہتر فرقوں میں بٹ گئے، اور یہ امت تہتر فرقوں میں بٹے گی ("الأهواء" یعنی خواہش نفس کا شکار ہوگی) سب فرقے جہنم میں جائیں گے، ایک کے سوا، اور وہ "الجماعة" ہے] (اس حدیث کی تخریج اور شواہد لارناؤوط کے مسند احمد کے حاشیہ میں اس حدیث کے تحت انکی تعلیق پر ملاحظہ کیجئے۔)

۱۰

صحیح بخاری (۵۰۶۳) اور صحیح مسلم (۱۴۰۱) میں جناب انس رضی اللہ عنہ کی ایک طویل حدیث کے آخر میں رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان منقول ہے:

[فمن رغب عن سنتي فليس مني]

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ترجمہ: [جس نے میری سنت سے بے رغبتی کی وہ مجھ میں سے نہیں]

واضح ہو کہ اھل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ کتاب وسنت کی دلیل پر مبنی ہے، اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ معتقدات کا تعلق علم غیب سے ہے، اور علم غیب کی معرفت وحی یعنی قرآن وحدیث کے بغیر ممکن نہیں، اور کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ میں جو کچھ وارد اور ثابت ہے، عقل سلیم اس کی پوری طرح موافقت کرتی ہے، اور کسی طرح کی کوئی مخالفت نہیں کرتی۔ اس موضوع پر شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی بڑی جامع کتاب جس کا نام "درء تعارض العقل والنقل" کا مطالعہ کیجئے۔

کتاب وسنت کے نصوص کو سمجھنے کیلئے معتمد علیہ، صحابۂ کرام ہیں، نیز ان کی طرف سے ملنے والا فہم صائب، فکر سدید اور علم نافع ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفات کے بارے میں ان تک اللہ تعالیٰ کا جو خطاب پہنچا ان کے معانی ومطالب وہ خوب سمجھ چکے تھے، کیونکہ قرآن حدیث انہی کی زبان میں اترے تھے، اور اس کے ساتھ ساتھ ان صفات کی کیفیت کا علم بھی اللہ کے سپرد کرنا ضروری تھا، کیونکہ صفات کی کیفیات کا تعلق بھی علم غیب سے ہے جسے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جان سکتا۔

امام مالک رحمہ کا ایک قول صفات کی کیفیات کے تعلق سے اس منہج کی خوب عکاسی کرتا ہے، چنانچہ ایک مجلس میں ان سے اللہ تعالیٰ کے استواء علی العرش کی کیفیت کی بابت پوچھا گیا، تو آپ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ کا عرش پر مستوی ہونا معلوم ہے، لیکن مستوی ہونے کی کیفیت مجہول ہے، استواء پر ایمان لانا واجب ہے، اور کیفیت کا سوال بدعت ہے"

شیخ ابوالعباس احمد بن علی المقریزی (المتوفی ۸۴۵ھ) نے اللہ تعالیٰ کی صفات کے حوالے سے صحابۂ کرام کے منہج کی وضاحت فرمائی ہے، چنانچہ اپنی کتاب "المواعظ والاعتبار بذکر الخطط والآثار" (۳۵۶/۲) میں فرماتے ہیں: (عقائد اہل اسلام کی حالت کا ذکر ملت اسلام کی ابتداء سے لیکر مذہب اشاعرہ کے پھیلنے تک)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

پس اللہ تعالیٰ نے جب اہل عرب میں سے اپنے نبی ﷺ کو تمام لوگوں کی طرف رسول بنا بھیجا، تو انہوں نے رب سبحانہ وتعالیٰ کی صفات، جو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب عزیز میں کہ جسے روح الامین آپ کے قلب پر لیکر نازل ہوا تھا، بیان فرمائی تھیں لوگوں کو بتلائیں، نیز وہ صفات بھی انہیں کو بتلائیں جو بذریعہ (وحی خفی) اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی تھیں۔ تمام اہل عرب خواہ وہ شہری ہوں یا دیہاتی، نے ان صفات کو سنا لیکن کسی صفت کے معنی کا نبی ﷺ سے سوال نہیں کیا، جیسا کہ دیگر مسائل مثلاً: نماز، زکوٰۃ اور حج وغیرہ میں جو اللہ تعالیٰ کے اوامر ونواہی ہیں، کی بابت آپ ﷺ سے سوال کرنا وارد ومنقول ہے، اور جیسا کہ انہوں نے احوالِ قیامت اور جنت وجہنم کے بارے میں سوالات کیے...... چنانچہ اگر کسی صحابی نے نبی ﷺ سے صفاتِ الٰہیہ کے معنی کے متعلق سوالات کیے ہوتے تو وہ یقیناً منقول ہوتے اور نبی ﷺ کے جوابات بھی ثابت ہوتے، جیسا کہ احکام حلال وحرام، ترغیب وترہیب، احوالِ قیامت اور فتن وملاحم وغیرہ کے سلسلہ میں ان کے سوالات واستفسارات اور نبی ﷺ کے جوابات کے تعلق سے بہت سی احادیث وارد ہیں، جو کتب حدیث، معاجم، مسانید، اور جوامع کے اندر موجود محفوظ ہیں۔

احادیثِ رسول پر مشتمل دفاتر، اور سلفِ صالحین سے منقول آثار پر گہری نگاہ رکھنے والا اس بات سے بخوبی آگاہ ہے کہ کسی صحیح یا ضعیف سند سے، کسی ایک صحابی سے یہ بات ثابت نہیں کہ انہوں نے نبی ﷺ سے، رب تعالیٰ کی ذات کے بارہ میں قرآن وحدیث میں وارد صفات میں سے کسی صفت کے معنی کا سوال کیا ہو، حالانکہ صحابۂ کرام کے طبقات بھی متنوع تھے اور تعداد بھی کثیر تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے ان صفات کا ظاہری معنی سمجھا اور ان پر کلام سے گریز کیا، اور سکوت اختیار کیا۔ بلکہ صحابۂ کرام نے تو صفاتِ باری تعالیٰ میں صفاتِ ذات اور صفاتِ فعل کی تفریق بھی نہیں کی، انہوں نے تو تمام صفات کو صفاتِ ازلیہ کے طور پر اللہ تعالیٰ کیلئے ثابت کیا، مثلاً: صفتِ علم، قدرت، حیاۃ، ارادہ، سمع، بصر، کلام، الجلال، الاکرام،

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

الجود (سخاوت)، انعام ،العزۃ اور العظمۃ وغیرہ ان تمام صفات کے بارہ میں ان کا ایک ہی سیاق کلام تھا۔

اسی طرح صحابۂ کرام نے ان تمام الفاظ وصفات کو جو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کریمہ کیلئے ثابت کیے، ثابت و برقرار رکھے۔ مثلاً: الوجہ (چہرہ) اور الید (ہاتھ) وغیرہ

اور ان صفات کا اثبات کرتے ہوئے انہوں نے خالق کی مخلوق سے مشابہت و مماثلت کی مکمل نفی کی۔ چنانچہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کیلئے صفات ثبوتیہ کا اس طرح اثبات کیا کہ وہ اثبات ہر طرح کی تشبیہ سے پاک تھا، اور صفات نقص کی اس طرح نفی وتنزیہ کی وہ تنزیہ تعطیل سے پاک تھی۔

صحابۂ کرام میں سے کسی ایک شخص نے بھی صفات باری تعالیٰ میں سے کسی ایک صفت کی تاویل کرنے کا تعرض وتکلف نہیں کیا، بلکہ وہ تمام اس عقیدہ پر متفق ومجتمع تھے کہ ان صفات کو جس طرح وارد ہوئی ہیں، اسی طرح ان کے ظاہر پر معمول کیا جائے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور محمد ﷺ کی نبوت کے اثبات کیلئے ان کا مستدل کتاب اللہ کے سوی اور کچھ نہ تھا...... وہ علم کلام کی الجھنوں اور فلسفہ کی موشگافیوں سے قطعی ناواقف تھے۔

صحابہ کرام کا دور اس پاکیزہ منہج پر گزرا حتی کہ ان کے آخری دور میں فرقۂ قدریہ ظہور میں آیا، جنہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوقات کی کوئی تقدیر نہیں بنائی، بلکہ سارا معاملہ "اُنُف" (نیا) ہے۔"

مقریزی نے جو کچھ بتایا واقعۃً مختلف فرقوں کے ظہور سے قبل صحابۂ کرام کا یہی منہج صافی تھا اور حدیث عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ جو قریب ہی گزری ہے میں رسول اللہ ﷺ نے اس اختلاف کے ظاہر ہونے کی خبر دی اور اس حوالے سے رہنمائی بھی فرمادی۔ حدیث کا ترجمہ دوبارہ ملاحظہ ہو:

[میرے بعد زندہ رہنے والا شخص بہت اختلافات دیکھے گا، تو اس وقت تم لوگ میری سنت

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

خلفاء راشدین کی سنت کے ساتھ چمٹ جانا، اسے مضبوطی سے تھام لینا اور داڑھوں میں دبا لینا اور نئے نئے امور سے بچنا، کیونکہ ہر نئی چیز بدعت ہے، اور ہر بدعت گمراہی ہے]

نوٹ: صحابہ کرام کے دور کے بعد، یا ان کے آخری دور میں عقیدہ کے تعلق سے جو مختلف گروہ اور فرقے ظاہر ہوئے مثلاً: قدریہ، مرجئہ یا اشاعرہ، ان میں سے کسی کو حق اور صواب کہنا ہرگز معقول نہیں، بلکہ یقینی اور قطعی طور پر حق تو صرف وہ ہے جس پر اصحاب رسول قائم تھے اور یہ بات کہنے میں ادنیٰ سا بھی شک یا تامل نہیں ہے، ان مذاہب میں اگر کچھ بھی حق ہوتا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسے پہلے ہی اختیار کر چکے ہوتے۔ یہ بات عقل میں سما ہی نہیں سکتی کہ صحابہ کرام (جن کا ایمان امت کیلئے مثالی قرار دیا گیا ہے) سے حق چھپا لیا جائے اور بعد کے ادوار میں پیدا ہونے والے لوگوں کیلئے وہ خزانہ کھول دیا جائے۔

حافظ ابن عبدالبر نے جامع بیان العلم وفضلہ (۱/۹۷) میں مشہور تابعی ابراہیم النخعی کا قول نقل کیا ہے فرماتے ہیں: ''تمہارے لیے (حق کا) ایسا کوئی ذخیرہ یا خزانہ نہیں ہے جو اس عظیم جماعت (صحابہ کرام) سے تمہاری کسی فضیلت کی بنا پر مخفی رکھا گیا ہو''

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے فتح الباری میں (باب قول اللہ تعالیٰ: ﴿يَا أَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ﴾ کی شرح کرتے ہوئے ابوالمظفر السمعانی کا بڑا عمدہ اور جامع کلام نقل کیا ہے، چنانچہ وہ فرماتے ہیں (۱۳/۵۰۷)

''ابوالمظفر السمعانی نے اس باب کی آیات واحادیث سے مذہب متکلمین کے فاسد ہونے پر استدلال کیا ہے، چنانچہ متکلمین اشیاء کو جسم، جوہر اور عرض کی طرف تقسیم کرتے ہیں، ان کے نزدیک جسم سے مراد ہر وہ چیز جو مختلف اجزاء سے مل کر بنے، اور جوہر وہ چیز ہے جو عرض کو اٹھاتا ہے اور عرض وہ چیز ہے جو اپنی ذات پر قائم نہیں ہوسکتی (بلکہ قائم ہونے کیلئے جوہر کی محتاج ہوتی ہے) اس کے بعد انہوں نے روح کو عرض قرار دیا ہے، اور نتیجۃً ان تمام احادیث کو رد کر دیا ہے جن

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

میں روح کے جسم سے قبل پیدا ہونے کا ذکر ہے، نیز ان احادیث کو بھی جن میں عقل کا مخلوقات سے قبل پیدا ہونا مذکور ہے۔ اور اس سلسلہ میں انہوں نے سارا اعتماد اپنے ظن وتخمین پر اور اپنے افکار ونظریات کے نتائج پر کیا...... اب وہ نصوص شرعی اپنے خود ساختہ نظریات پر پیش کرتے ہیں، جو نص شرعی ان نظریات کے موافق ہو اسے قبول کر لیتے ہیں اور جو مخالف ہو اسے رد کر دیتے ہیں۔

اللہ تعالی نے اپنے رسول ﷺ کو تبلیغ دین کے مشن پر مامور کیا ہے، اور سب سے مؤکد وحکم جسے پہنچا دینے کا حکم ہے وہ عقیدۂ توحید ہے، بلکہ توحید تو اصل دین اور اساس دین ہے، اور رسول اللہ ﷺ نے امور دین کے تمام اصول وقواعد اور شرائع ایک نکتہ چھپائے بغیر بیان فرما دیئے، پورے دین میں یہ آپ کو کہیں نہیں ملے گا کہ رسول اللہ ﷺ نے متکلمین کے نظریات یعنی جوہر وعرض سے استدلال کی دعوت دی ہو، بلکہ آپ ﷺ سے اور آپ کے صحابہ سے اس بارہ میں ایک حرف بھی ثابت نہیں...... جس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جائے گا کہ متکلمین ایک ایسی راہ پر چل نکلے ہیں کہ جو نبی ﷺ اور صحابۂ کرام کی راہ سے یکسر مخالف ہے، اور اس مخالف راہ پر چلنے کیلئے انہوں نے جن اصول وقواعد کا سہارا لیا ہے وہ بالکل نئے اور انکے اپنے اختراع کردہ ہیں۔ اور سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ اپنی اس باطل راہ پر چل نکلنے کے بعد انہوں نے سلف کو اپنی قدح وطعن کا نشانہ بنالیا، انہیں قلت علم ومعرفت کا الزام دیا اور ان کے طریق کو مشتبہ قرار دے دیا۔

ہم تمام لوگوں کو متکلمین کے کلام ومقالات سے بچنے اور دور رہنے کی نصیحت کرتے ہیں ان کی تمام گفتگو کا بنی ریت کی دیوار کے سوا کچھ بھی نہیں، جبکہ انکے مقالات آپس میں ہی متضادات ومتناقض ہیں، ان کے کسی گروہ کا کوئی کلام آپ سنیں تو معاً کوئی دوسرا گروہ اس کی مخالفت کرتا ہوا دکھائی دے گا، تو ان کے سارے مذہب کی حقیقت یہی ہے کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کے متقابل، معارض اور مخاصم ہیں۔

ان کے مذہب کے قبیح اور فاسد ہونے کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ اگر ہم ان کی راہ پر چلتے ہوئے

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

عامۃ الناس کو ان کا مذہب اختیار کرنے کی دعوت دیجئے تو شاید ان سب کا کافر ہونا لازم آ جائے، کیونکہ عامۃ الناس تو سیدھی سادھی اتباع کو پہنچاتے ہیں، اور متکلمین کا راستہ اور اسلوب اتنا گنجلک ہے کہ عامۃ الناس اسے سمجھ ہی نہیں سکتے، صاحب نظر ہونا تو بہت دور کی بات ہے، عامۃ الناس کی اعتبار توحید کی حد اور غایت اسی قدر ہے کہ انہوں نے عقائد و دین میں ائمہ سلف کو جس راہ پر چلتے ہوئے پایا اس کو سینے سے چمٹا لیا اور دانتوں سے دبا لیا، بڑی سادہ دلی کے ساتھ عبادات و اذکار کی بالجملہ آوارگی میں مصروف ہیں اور ان کا ذہن شکوک و شبہات سے قطعی پاک ہے، وہ اپنے معتقدات سے دستبردار ہونے کیلئے قطعا تیار نہیں خواہ ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں۔ انہیں یقین کی پختگی اور عقیدہ کی سلامتی مبارک ہو، یہ لوگ سواد اعظم اور جمہور امت ہیں، اگر انہیں کافر قرار دیا جائے تو پھر اسلام کی بساط کے سمیٹ دیئے جانے اور اس کی بنیادوں کو ڈھا دینے کے سوا کوئی راستہ باقی نہیں بچے گا۔" واللہ اعلم

(۲) واضح ہو کہ ابو المظفر کے کلام میں خلق عقل کا جو ذکر ہے وہ محل نظر ہے، حافظ ابن القیم رحمہ اللہ نے "المنار المنیف" (۵۰) میں خلق عقل والی تمام روایات کو موضوع اور مکذوب قرار دیا ہے۔

نیز ابو الفتح الازدی فرماتے ہیں کہ خلق عقل کے بارہ میں کوئی حدیث صحیح نہیں ہے۔ ابو جعفر العقیلی اور ابو حاتم ابن حبان نے بھی یہی فرمایا ہے۔ واللہ اعلم

(۳) حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں علماء سلف کے ایک بڑی جماعت کے اقوال جمع کیے ہیں جن کا ماحصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کا بلا تشبیہ، بلا تحریف اور بلا تعطیل اثبات کیا جائے، پھر اس بات کو ایک عمدہ اور نفیس کلام سے ختم کیا: فرماتے ہیں: (ج ۱۳/ ۴۰۷، ۴۰۸)

" بیہقی نے ابو داود طیالسی کے واسطے سے روایت کیا ہے کہ سفیان ثوری، شعبہ، حماد بن زید، حماد بن سلمہ، شریک اور ابو عوانہ اللہ تعالیٰ کی صفات کے بارہ میں تحدید کے قائل تھے نہ تشبیہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کے، وہ صفات باری تعالیٰ پر مشتمل احادیث روایت کرتے لیکن صفات کی کیفیت کے تعلق سے کبھی ایک حرف بھی نہ کہا۔ امام ابوداؤد فرماتے ہیں ہمارا مسلک بھی یہی ہے، اور امام بیہقی فرماتے ہیں: ہمارے اکابرین اسی منہج پر قائم و مستمر رہے "

امام لالکائی نے اپنی سند کے ساتھ محمد بن الحسن الشیبانی کا یہ قول نقل کیا ہے:

"مشرق سے لیکر مغرب تک کے تمام فقہاء قرآن پاک اور احادیث صحیحہ میں وارد اللہ تعالیٰ کی تمام صفات پر بلا تشبیہ اور بلا تفسیر ایمان لانے پر متفق ہیں۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی کسی صفت کی جہم بن صفوان کے قول سے تفسیر کرنے کی کوشش کرے، وہ نبی ﷺ اور اصحاب کرام کے منہج سے خارج ہو گیا اور جماعت حقہ سے علیحدگی اختیار کرلی، کیونکہ وہ شخص رب سبحانہ وتعالیٰ کو معدوم ہونے کے ساتھ متصف قرار دے رہا ہے۔"

ولید بن مسلم فرماتے ہیں: "میں نے اوزاعی، مالک، سفیان ثوری اور لیث بن سعد سے ان احادیث کی بابت پوچھا جن میں اللہ تعالیٰ کی صفات مذکور ہیں، تو ان سب نے جواب دیا: ان احادیث میں اللہ تعالیٰ کی جو صفات جس طرح وارد ہوئی ہیں اسی طرح بلا کیفیت قبول کرلو۔"

ابن ابی حاتم نے "مناقب الشافعي" میں یونس بن عبدالاعلیٰ سے روایت کی ہے، وہ فرماتے ہیں: میں نے امام شافعی کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: "اللہ تعالیٰ کے کچھ اسماء وصفات ہیں کسی کے پاس ان کے رد کی کوئی گنجائش نہیں ہے، اور جس شخص نے ثبوت حجت کے بعد کسی صفت کا انکار کیا وہ کافر ہو گیا، البتہ اقامت حجت سے قبل وہ جہل کی بناء پر معذور قرار دیا جائے گا، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی صفات کا علم عقل، رویت یا تفکر سے حاصل نہیں ہوتا لہذا ہم ان صفات کو اللہ تعالیٰ کیلئے ثابت کریں گے اور تشبیہ کی نفی کریں گے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خود تشبیہ کی نفی کر دی ہے فرمایا:

﴿ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ ﴾ ترجمہ: "اس کے مثل کوئی چیز نہیں"

بیہقی نے صحیح سند کے ساتھ احمد بن ابی الحواری کے واسطے سے سفیان بن عیینہ کا یہ قول نقل کیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ہے:

"اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کے اندر جو اپنی صفات بیان کی ہیں، ان کی تفسیر یہ ہے کہ ان کی تلاوت کرو اور پھر خاموش ہو جاؤ۔"

اور ابوبکر الضبعی کے طریق سے سفیان بن عیینہ کا یہ قول نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں:

"قولہ تعالیٰ ﴿ اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ﴾ میں اہل السنۃ کا مذہب یہ ہے کہ اسے بلا کیفیت قبول کیا جائے۔"

- سلف صالحین سے اس بارہ میں بے شمار آثار ملتے ہیں اور یہی امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا منہج ہے۔

- امام ترمذی رحمہ اللہ اپنی جامع میں نزول باری تعالیٰ کے بارے میں حدیث ابی ھریرۃ کے تحت فرماتے ہیں: "اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے عرش پر ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مقدس میں اپنا یہ وصف بیان فرمایا ہے، بہت سے اہل علم نے اس حدیث اور اس جیسی دیگر صفات کے متعلق یہی کہا ہے۔"

اسی طرح "فضل الصدقة" کے باب میں امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

- " یہ تمام روایات ثابت ہیں، لہٰذا ہم ان پر ایمان لاتے ہیں، اور کسی وہم کا شکار نہیں ہوتے، اور نہ ہی اس صفت کی کیفیت کا سوال کرتے ہیں۔ امام مالک، سفیان بن عیینہ اور عبداللہ بن مبارک سے بھی منقول ہے کہ وہ ان صفات کو بلا کیفیت قبول کرتے تھے، اور اہل السنۃ والجماعۃ کے اہل علم کا بھی یہی قول ہے، البتہ جہمیہ ان صفات کو تشبیہ قرار دیکر انکار کرتے ہیں، اسحاق بن راھویہ فرماتے ہیں: تشبیہ تو تب ہو جب یوں کہا جائے کہ اس کا ہاتھ ہمارے ہاتھ جیسا اور اس کا سننا ہمارے سننے جیسا ہے۔"

- سورۃ المائدۃ کی تفسیر میں امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

"ائمہ کرام فرماتے ہیں: ہم ان احادیث (صفات) پر بلا تاویل ایمان لاتے ہیں۔ ان ائمہ میں سفیان ثوری، مالک، ابن عیینہ اور ابن المبارک کے نام قابل ذکر ہیں۔"

حافظ ابن عبدالبر فرماتے ہیں: "اہل السنہ اللہ تعالیٰ کی ان تمام صفات کے جو کتاب وسنت میں وارد ہیں کے بلا کیف اقرار پر متفق ہیں، البتہ گمراہ فرق جہمیہ، معتزلہ اور خوارج کا کہنا ہے کہ ان صفات کو ماننے والا مشبہ ہے" (فسماهم من أقر بها معطلة)

امام الحرمین "الرسالة النظامیه" میں فرماتے ہیں:

"صفات باری تعالیٰ کے ظواہر کے بارہ میں علماء کرام کے مختلف مسالک ہیں، بعض تو آیات قرآنی اور صحیح احادیث میں وارد شدہ صفات میں تاویل کے قائل ہیں، بلکہ وہ بالالتزام تاویلیں کرتے ہیں۔ جبکہ ائمہ سلف تاویل سے یکسر گریز کرتے ہیں، ان کا منہج یہ ہے ان ظواہر کو ان کے اصلی موارد پر محمول کریں اور معانی (حقیقت وکیفیت) کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کردیں۔ ہمارے نزدیک پسندیدہ رائے اور بہترین عقیدہ ومنہج، ائمہ سلف کی اتباع ہے، کیونکہ اجماع امت کے حجت ہونے پر قطعی دلیلیں موجود ہیں۔ اگر ان ظواہر کی تاویل ہی ضروری ہوتی تو ائمہ سلف فروع شریعت سے کہیں بڑھ کر اس کا اہتمام کرتے، لیکن اس کے برعکس صحابہ کرام اور تابعین عظام کا پورا زمانہ صفات باری تعالیٰ میں تاویل کرنے سے گریز کرتے ہوئے گزر گیا تو پھر یہی منہج قابل اتباع ہے۔"

اور تیسرے دور کے مختلف علاقوں کے علماء وفقہاء مثلاً: سفیان ثوری، اوزاعی، مالک، لیث بن سعد اور ان کے ہم عصر علماء اور ان سے روایت لینے والے بہت سے ائمہ کرام کے اقوال گزر چکے ہیں (ان سب کا منہج صفات باری تعالیٰ کو بلا تشبیہ وتکییف وتاویل قبول کرنے کا تھا)۔

تو پھر اس منہج پر کیوں نہ اعتماد ویقین کیا جائے جس پر قرون ثلاثہ کے علماء متفق تھے، جبکہ یہ بات معلوم ہے کہ صاحب شریعت محمد رسول اللہ ﷺ نے ان قرون ثلاثہ کے متعلق سب سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

بہترین قرون ہونے کی شہادت دی ہے۔

امام الحرمین جوینی کے کلام میں جو یہ بات آئی ہے کہ ائمہ سلف صفات کے معانی کی تفویض کے قائل تھے، درست نہیں ہے۔ ائمہ سلف معانی کی تفویض کے نہیں بلکہ صفات کی کیفیت کی تفویض کے قائل تھے۔ جیسا کہ امام مالک رحمہ اللہ، جب ان سے استواء علی العرش کی کیفیت کی بابت سوال کیا گیا، تو آپ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کا استواء علی العرش معلوم ہے لیکن کیفیت مجہول ہے، استواء پر ایمان لانا واجب ہے اور اس کی کیفیت کا سوال بدعت ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

الفائدة الثانية

وسطية أهل السنة والجماعة في العقيدة بين فرق الضلال.

دوسرا فائدہ:

أهل السنۃ والجماعۃ کا دیگر گمراہ فرقوں کے مابین وسطیت واعتدال پر قائم رہنا

ہمارے نبی محمد ﷺ کی امت دیگر امتوں کے مقابلے میں وسطیت اور اعتدال پر قائم ہے، چنانچہ یہود ونصاریٰ میں افراط وتفریط کے اعتبار سے بڑا تضاد ہے، یہودیوں نے انبیاءِ کرام کے حق میں اس قدر ظلم وزیادتی کا مظاہرہ کیا کہ بعض انبیاء کو قتل تک کر دیا جبکہ عیسائیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کی تعظیم کے تعلق سے ایسا غلو اختیار کیا کہ انہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ معبود ٹھہرا لیا، یہ عقیدہ کے اندر ان کے تضاد کی مثال ہے۔ احکام کے اندر افراط وتفریط کے لحاظ سے تضاد کی دلیل یہ ہے کہ یہودی اپنی حائضہ عورتوں کے ساتھ کھانا پینا بلکہ قریب بیٹھنا تک بند کر دیتے ہیں، جبکہ نصاریٰ نے اس کے برعکس تفریط کا راستہ اختیار کیا ایسی عورتوں کے ساتھ جماع تک کر لیتے تھے۔

جس طرح امت محمدیہ دیگر امتوں کے افراط وتفریط کے مقابلے میں وسطیت واعتدال پر قائم ہے، اسی طرح اہل السنۃ والجماعۃ اس امت میں بنے ہوئے دیگر فرقوں کے افراط وتفریط کے مقابلے میں وسطیت واعتدال پر قائم ہیں۔ چند مثالیں درج ذیل ہیں:

(۱) اہل السنۃ والجماعۃ صفات باری تعالیٰ کے مسئلہ میں معطلہ اور مشبہ کی افراط وتفریط کے مقابلے میں طریق وسط پر قائم ہیں، چنانچہ مشبہ نے اللہ تعالیٰ کی صفات کو قبول تو کیا لیکن اتنی بڑی کوتاہی کے مرتکب ہو گئے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کے مخلوق کے ساتھ تشبیہ وتمثیل کے عقیدۂ باطلہ کو اپنا بیٹھے۔ چنانچہ انہوں نے کہا، اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے اور وہ ہمارے ہاتھوں جیسا ہے، اور اس کا چہرہ ہے اور وہ ہمارے چہروں جیسا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے اس عقیدہ سے بہت بلند اور منزہ ہے۔

اس کے مقابلے میں معطلہ نے خود ہی یہ مفروضہ گھڑ لیا کہ اثبات صفات، تشبیہ کو مستلزم ہے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

چنانچہ انہوں نے صفات کی تعطیل وانکار کا عقیدہ اپنالیا، اس طرح وہ بزعم خویش اللہ تعالیٰ کی مشابہت مخلوق سے تنزیہ کر رہے ہیں، لیکن انہیں یہ معلوم نہیں کہ وہ اس سے بھی بدترین تشبیہ میں مبتلا ہو چکے ہیں، اور وہ ہے خالق کی معدومات سے تشبیہ...... کیونکہ ایسی کسی ذات کا تصور موجود نہیں ہے جو صفات سے خالی ہو۔

چنانچہ اہل السنۃ والجماعۃ اس افراط وتفریط کے مقابلے میں ایک درمیانی راہ پر قائم ہیں، اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کا اس طرح اثبات ہو کہ وہ ہر قسم کی تشبیہ وتمثیل سے پاک ہو...... اور صفات باری تعالیٰ سے اس طرح تنزیہ کی جائے کہ وہ ہر قسم کی تعطیل سے پاک ہو، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾ اہل السنۃ والجماعۃ اللہ تعالیٰ کیلئے سمع وبصر کی صفات ثابت کرتے ہیں کیونکہ ان دونوں صفات کو اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے ثابت کیا ہے، اس طرح وہ تعطیل وانکار سے بچ گئے، پھر اہل السنۃ والجماعۃ اثبات صفات کے ساتھ ساتھ تنزیہ کے بھی قائل ہیں اور وہ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ کی صفات مخلوق کی صفات سے قطعی مماثل ومشابہ نہیں ہیں، چنانچہ مشبہ کے پاس اثبات ہے لیکن تشبیہ کے ساتھ، اور معطلہ کے پاس تنزیہ ہے لیکن تعطیل کے ساتھ، یعنی اہل السنۃ والجماعۃ نے اس تعلق سے ہر دو گروہوں کی خوبی لے لی اور وہ اثبات اور تنزیہ ہے، اور ہر دو گروہوں کی برائی سے اپنے آپ کو بچالیا اور وہ تشبیہ اور تعطیل ہے۔

معطلہ اہل السنۃ والجماعۃ کو مشبہ کے لقب سے ملقب کرتے ہیں جو جھوٹ پر مبنی ہے؛ کیونکہ ان کے ہاں اثبات کا تشبیہ کے بغیر کوئی تصور نہیں ہے، جبکہ اہل السنۃ والجماعۃ کا کہنا ہے کہ معطلہ کا عقیدہ معبود کی نفی وانکار پر قائم ہے۔

حافظ ابن عبدالبر "التمہید" (۱۴۵/۷) میں فرماتے ہیں:

"اہل بدعت، جہمیہ، معتزلہ اور خوارج صفات باری تعالیٰ کا انکار کرتے ہیں اور کسی صفت کو اس کی اصل حقیقت پر محمول نہیں کرتے، اور وہ اپنے زعم میں صفات کا اقرار کرنے والوں کو مشبہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

سمجھتے ہیں، حالانکہ صفات باری تعالیٰ کا اقرار کرنے والے "اہل السنہ والجماعۃ" انھیں معبود کی نفی وانکار کرنے والا قرار دیتے ہیں"

امام ذہبی نے ابن عبدالبر کا یہ قول "کتاب العلو" (۲۲۱۳) میں نقل کرکے اس پر درج ذیل تعلیق لگائی ہے:

اللہ کی قسم ابن عبدالبر نے بالکل سچ کہا ہے کیونکہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی صفات میں تاویلیں کرتے ہیں اور انھیں مجاز پر محمول کرتے ہیں وہ رب تعالیٰ کی ذات کی نفی وتعطیل اور اس کے معدوم کے مشابہ ہونے کے عقیدۂ باطلہ میں مبتلا ہو گئے، جیسا کہ حماد بن زید کا قول ہے، فرماتے ہیں: جہمیہ کی مثال اس قوم جیسی ہے جو کہے ہمارے گھر میں کھجور کا درخت ہے، ان سے پوچھا گیا:

اس کی شاخیں ہیں؟ انھوں نے کہا: نہیں۔

اس کی ٹہنیاں ہیں؟ انھوں نے کہا: نہیں۔

اس میں تازہ پھل اور خوشے ہیں؟ جواب دیا نہیں۔

اس کا تنا ہے؟ جواب دیا نہیں۔

تو اس قوم سے یہی کہا جائے گا: تمہارے گھر میں کھجور کا کوئی درخت نہیں۔"

مطلب یہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ سے صفات کی نفی کر رہا ہے وہ درحقیقت معبود کی نفی کر رہا ہے، اس لیے کہ ایسی کسی ذات کا وجود نہیں جو صفات سے خالی ہو۔ اس لیے حافظ ابن القیم اپنے قصیدۂ نونیہ کے مقدمہ میں فرماتے ہیں:

"مشبہ صنم کا پجاری ہے، جبکہ معطل عدم کا، اور موحد اس اللہ کی عبادت کرتا ہے، جو واحد وصمد ہے، اس جیسی کوئی چیز نہیں ہے اور وہ ذات سمیع وبصیر ہے۔"

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

" معطل کا دل عدم کے ساتھ معلق ہے، اور وہ احقر الحقیر چیز ہے، جبکہ مشبہ کا دل صنم کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

یہ ایسا معبود حق ہے جو تصویروں اور اندازوں سے گھڑا اور تراشا جاتا ہے، جبکہ موحد کا دل اس ذات کی بندگی کر رہا ہے جس جیسی کوئی چیز نہیں ہے، اور وہ خوب سننے والا اور دیکھنے والا ہے"

(۲) اہل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ افعال عباد کے تعلق سے جبریہ اور قدریہ کے افراط وتفریط کے درمیان واقع ہے۔

جبریہ، بندوں سے ہر قسم کے اختیار کی نفی کرتے ہیں، ان کا کہنا ہے کہ بندوں سے جو اعمال وافعال سرزد ہورہے ہیں وہ بلا قصد واختیار سرزد ہورہے ہیں، جس طرح کے درختوں کی شاخوں اور پتوں کی حرکت غیر اختیاری ہے۔ جبکہ قدریہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر کا انکار کرتے ہیں، ان کا کہنا ہے کہ بندہ اپنے ہر طرح کے افعال کا خود ہی خالق ہے۔ جبکہ اہل السنۃ والجماعۃ، بندے کیلئے اس حد تک مشیئت واختیار ثابت کرتے ہیں جسے بروئے کار لا کر وہ اجر وثواب یا عذاب وعقاب کا مستحق بنتا ہے، لیکن وہ بندے کو اس مشیئت واختیار میں مستقل نہیں سمجھتے، بلکہ اللہ تعالیٰ کی مشیئت وارادہ کے تابع قرار دیتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ لِمَنْ شَاءَ مِنْكُمْ أَنْ يَسْتَقِيمَ . وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ﴾

ترجمہ: "(یہ قرآن نصیحت ہے بالخصوص) اس کیلئے جو تم میں سے سیدھی راہ پر چلنا چاہے۔ اور تم بغیر پروردگار عالم کے چاہے کچھ نہیں چاہ سکتے" (التکویر: ۲۸، ۲۹)

اور یہ عقیدہ بھی معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام بندوں اور ان کے تمام افعال کا خالق ہے، جیسا کہ فرمایا:

﴿ وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ ﴾ (الصافات: ۹۶)

ترجمہ: "حالانکہ تمہیں اور جو کچھ تم کرتے ہو، کو اللہ تعالیٰ ہی نے پیدا کیا ہے"

(۳) اہل السنۃ والجماعۃ، وعد ووعید کے باب میں مرجئہ اور خوارج ومعتزلہ کی افراط وتفریط کے مابین اعتدال کی راہ پر قائم ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

مرجئہ کا عقیدہ ہے کہ جس طرح کفر کی حالت میں کی گئی نیکی فائدہ نہیں دیتی، اسی طرح ایمان کی حالت میں کیے گئے گناہ کا کوئی نقصان نہیں۔ اس سلسلہ میں ان کا اعتماد صرف نصوصِ وعد پر ہے جبکہ نصوصِ شرعیہ کو انہوں نے مہمل و معطل قرار دے دیا ہے۔ نصوصِ وعد سے مراد ثواب وبشارت پر مشتمل آیات واحادیث ہیں، جبکہ نصوصِ وعید سے مراد وہ آیات واحادیث جن میں سزا اور عذاب وعقاب کا ذکر ہے۔ گویا مرجئہ اس قدر تفریط کا شکار ہیں کہ ان کے نزدیک گناہ کا کوئی نقصان نہیں...... اس کے برخلاف خوارج ومعتزلہ کا افراط ہے، جنہوں نے ایک کبیرہ گناہ کے مرتکب کو دنیا میں ایمان سے خارج قرار دے دیا اور آخرت میں اس کے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے جہنمی ہونے کا عقیدہ اپنالیا۔ خوارج ومعتزلہ نے یہ عقیدہ اختیار کرنے کیلئے نصوصِ وعید پر اکتفاء کرلیا اور نصوصِ وعد کو پس پشت ڈال دیا۔ جبکہ اَھل السنۃ والجماعۃ نے نصوصِ وعد اور نصوصِ وعید دونوں کو ساتھ ساتھ لیا، ان کے نزدیک کبیرہ گناہ کا مرتکب نہ تو ایمان سے خارج ہے اور نہ آخرت میں مخلد فی النار ہے، بلکہ اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہوگا چاہے عذاب دے دے اور چاہے معاف فرمادے، اگر عذاب دے گا تو ہمیشہ جہنم میں نہیں رکھے گا جس طرح کہ کفار کیلئے جہنم کی ہمیشگی ہے، بلکہ اسے جہنم سے بالآخر نکال کر جنت میں داخل فرمادے گا۔

(۴) اَھل السنۃ والجماعۃ، ایمان کے باب میں مرجئہ اور خوارج ومعتزلہ کی افراط وتفریط کے مابین اعتدال کی راہ پر قائم ہیں۔

اس سلسلہ میں مرجئہ کی تفریط یہ ہے کہ وہ نافرمان مؤمن کو کامل الایمان تصور کرتے ہیں۔ اور خوارج ومعتزلہ کی تفریط یہ ہے کہ وہ نافرمان مؤمن کو ایمان سے خارج قرار دیتے ہیں۔ اس کے بعد خوارج تو اس کے کافر ہونے کا حکم لگاتے ہیں، لیکن معتزلہ کے نزدیک وہ ایمان سے خارج تو ہے لیکن کفر میں داخل نہیں، بلکہ ایمان وکفر کے درمیان ایک ٹھکانے پر کھڑا ہے۔

اَھل السنۃ والجماعۃ نافرمان مؤمن کو ناقص الایمان تصور کرتے ہیں، اسے نہ تو مرجئہ کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

[illegible] کامل الایمان تصور کرتے ہیں کہ یہ تفریط کا راستہ ہے، اور نہ ہی خوارج و معتزلہ کی طرح [illegible] سے خارج قرار دیتے ہیں کہ یہ افراط کا راستہ ہے۔ بلکہ ان کا عقیدہ ہے کہ وہ اپنے ایمان پر [illegible] ہونے کی بناء پر مؤمن ہے، اور کبیرہ گناہ کے ارتکاب کی وجہ سے فاسق ہے، نہ تو اسے ایمان [illegible] کا پروانہ دیتے ہیں اور نہ ہی اس سے مطلق ایمان کا حکم سلب کرتے ہیں۔

[illegible] اہل السنۃ والجماعۃ کے نزدیک ایک بندے کے اندر ایمان اور معصیت اور محبت و بغض کا [illegible] ممکن ہے، چنانچہ اس کے اندر موجود ایمان کی بناء پر اس سے محبت کی جائے، اور اس سے [illegible] ور کے ارتکاب کی بناء پر بغض رکھا جائے۔ محبت و بغض کے اس اجتماع کو بڑھاپے کی مثال [illegible] کیا جاسکتا ہے، بڑھاپا انتہائی پسندیدہ بھی ہے اور انتہائی ناپسندیدہ بھی، پسندیدہ اس وقت [illegible] اس کے مابعد یعنی موت کو دیکھا جائے، اور ناپسندیدہ اس وقت جب اس کے ماقبل یعنی [illegible] دیکھا جائے، جیسا کہ کسی شاعر کا قول ہے:

الشیب کرہ وکرہ ان تفارقہ
فاعجب لشیء علی البغضاء محبوب

[illegible] بڑھاپا ناپسندیدہ ہے لیکن اس سے مفارقت اور بھی ناپسندیدہ ہے (کیونکہ مفارقت کا مطلب [illegible] ہے) لہذا ناپسندیدگی کے باوجود اسے پسند کیے رہو۔

(۵) اہل السنۃ والجماعۃ، خوارج و روافض کے اندر موجود افراط و تفریط کے مابین مذہب [illegible] قائم ہیں۔

[illegible] افراط یہ ہے کہ انہوں نے علی اور معاویہ رضی اللہ عنہما اور ان کے ساتھ موجود صحابہ [illegible] کو کافر کہا، ان سے قتال کیا اور ان کے اموال کو حلال سمجھا۔ دوسری طرف روافض کی تفریط [illegible] ہے کہ انہوں نے علی، فاطمہ اور انکی اولاد رضی اللہ عنہم کے بارہ میں اس قدر غلو سے کام لیا [illegible] معصوم قرار دینے لگے، اور دوسری طرف تمام صحابہ کو اپنے بغض اور سب و شتم کا نشانہ بنایا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اہل السنۃ والجماعۃ تمام صحابہؓ کرام سے محبت کرتے ہیں، ان کے ساتھ دوستی اور ولاء قائم کرتے ہیں، اور انہیں انکے اصل مقام ومرتبہ پر فائز سمجھتے ہیں، اور کسی صحابی کے معصوم ہونے کا عقیدہ نہیں رکھتے۔ اس سلسلہ میں امام طحاوی اہل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

" ہم رسول اللہ ﷺ کے تمام صحابہ سے محبت کرتے ہیں اور کسی کی محبت میں نہ تو افراط وغلو کے قائل ہیں اور نہ ہی کسی صحابی سے بغض وبراء کا نظریہ رکھتے ہیں۔ اور صحابہؓ کرام کا بغض رکھنے والا اور انہیں کلمۂ خیر سے یاد نہ کرنے والا ہمارے نزدیک نفرت وبغض کا مستحق ہے۔ ہم ہمیشہ خیر کے ساتھ صحابہ کا ذکر کرتے ہیں، انکی محبت دین، ایمان اور احسان ہے، جبکہ ان کے ساتھ بغض وعداوت رکھنا کفر، نفاق اور سرکشی ہے۔ "

امام طحاوی کا یہ فرمان: "ہم رسول اللہ ﷺ کے صحابہ سے محبت کرتے ہیں" کا مطلب یہ ہوا کہ اہل السنۃ اصحاب رسول کے بارہ میں اس جفاء سے پاک صاف اور بری ہیں جس میں روافض وخوارج مبتلا تھے۔ اور ان کا یہ فرمانا: "ہم کسی کی محبت میں افراط وغلو کے قائل نہیں" کا مطلب یہ ہوا کہ ہم ان سے محبت کے تعلق سے ہر قسم کے غلو سے پاک ہیں۔ چنانچہ ہم ان سے محبت کرتے ہیں اس طرح ہم جفاء میں مبتلا نہیں اور اس محبت میں کسی قسم کا غلو روا نہیں رکھتے اس طرح ہم مبتلائے غلو بھی نہیں ہیں۔

واضح ہو کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے ان امور کو کہ جن میں اہل السنۃ والجماعۃ، بقیہ فرق کے درمیان راہ اعتدال پر قائم ہیں کو " العقيدة الواسطية " میں اجمالاً بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

" اہل السنۃ والجماعۃ صفات باری تعالیٰ کے بارہ میں اہل تعطیل جہمیہ اور اہل تمثیل مشبہہ کی افراط وتفریط اور افعال عباد میں جبریہ اور قدریہ کی افراط وتفریط، اور وعدو وعید کے باب میں مرجئہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

خوارج کی افراط وتفریط، اور ایمان ودین کے باب میں خوارج ومعتزلہ اور مرجئہ وجہمیہ کی افراط وتفریط اور رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کے بارہ میں رافضہ اور خوارج کی افراط وتفریط کے مابین اعتدال پر قائم ہیں۔"

الفائدة الثالثة

عقيدة أهل السنة والجماعة مطابقة للفطرة .

تیسرا فائدہ:

تیسرا فائدہ یہ ہے کہ اہل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ فطرت کے مطابق ہے۔

صحیح بخاری (۱۳۸۵) اور صحیح مسلم (۲۶۵۸) میں (اور یہ الفاظ صحیح بخاری کے ہیں) ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی ﷺ نے فرمایا: [ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے ماں باپ اسے یہودی، یا نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں......]

صحیح مسلم (۲۸۶۵) میں عیاض بن حمار المجاشعی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، (حدیث قدسی) اللہ فرماتا ہے:

[.....اور میں نے تو اپنے تمام بندوں کو حنفاء پیدا کیا ہے مگر شیاطین نے ان کے پاس آکر ان کے دین سے برگشتہ کر دیا، اور میری حلال کردہ اشیاء کو حرام کر دیا، اور انہیں میرے ساتھ شرک کرنے کا حکم دے دیا، حالانکہ شرک ایک ایسی چیز ہے جس کی کوئی دلیل نہیں ہے]

دونوں حدیثیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ دین اسلام، دین فطرت ہے، اور اہل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ فطرت کے مطابق ہے، یہی وجہ ہے کہ صحیح مسلم (۵۳۷) میں معاویہ بن الحکم کی روایت کہ جس میں لونڈی کا قصہ مذکور ہے؛ چنانچہ معاویہ بن الحکم نے نبی ﷺ سے کہا: کیا میں اسے آزاد کر دوں؟ تو نبی علیہ السلام نے (یہ جاننے کیلئے کہ وہ مسلمان ہے یا نہیں) اسے میرے پاس لاؤ چنانچہ معاویہ فرماتے ہیں: میں لے آیا تو آپ ﷺ نے پوچھا: اللہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کہاں ہے؟ اس نے کہا: آسمان پر۔ آپ ﷺ نے پوچھا: میں کون ہوں؟ اس نے کہا: آپ اللہ کے رسول ﷺ ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسے آزاد کردو بے شک یہ مؤمنہ ہے……]

اس لونڈی نے اپنی فطرت سلیمہ سے یہ جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ آسمان پر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ ءَ أَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَاءِ أَنْ يَّخْسِفَ بِكُمُ الْأَرْضَ فَإِذَا هِيَ تَمُورُ. أَمْ أَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَاءِ أَنْ يُّرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا فَسَتَعْلَمُونَ كَيْفَ نَذِيرِ ﴾ (الملک:۱۶،۱۷)

ترجمہ: ''کیا تم اس بات سے بے خوف ہو گئے ہو کہ آسمانوں والا تمہیں زمین میں دھنسا دے اور اچانک زمین لرزنے لگے۔ یا کیا تم اس بات سے نڈر ہو گئے ہو کہ آسمانوں والا تم پر پتھر برسا دے؟ پھر تو تمہیں معلوم ہو ہی جائے گا کہ میرا ڈرانا کیسا تھا''

ان دونوں آیتوں سے بصراحت اللہ تعالیٰ کا آسمان میں ہونا ثابت ہو رہا ہے۔ ''السماء'' سے مراد یا تو علو یعنی بلندی ہے اور یا ''فی'' بمعنی ''علی'' ہے۔ جیسا کہ قولہ تعالیٰ: ﴿ وَلَأُصَلِّبَنَّكُمْ فِي جُذُوعِ النَّخْلِ ﴾ میں ''فی'' ''علی'' کے معنی میں ہے۔ جو لوگ جتلائے مرض علم کلام ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے علو کو علو قدر و مرتبہ اور علو قہر پر محمول کرتے ہیں (علو ذات نہیں مانتے) جبکہ اہل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علو سے علو قدر، علو قہر اور علو ذات سب مراد ہیں۔

بعض متکلمین سے ایسی عبارات منقول ہوئی ہیں جن میں وہ یہ اعتراف کرتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ ''نجات وسلامتی کا راستہ ہماری فلسفیانہ موشگافیاں نہیں، بلکہ ہماری بوڑھی بزرگ خواتین کا عقیدہ ہے جو انتہائی سادہ اور فطرت کے عین مطابق ہے۔''

شارح الطحاویۃ نے ابو المعالی الجوینی کا ایک کلام نقل کیا ہے جس میں وہ علم کلام کی مذمت کرتے ہیں: (اپنی عمر کا ایک طویل حصہ علم کلام کی گتھیاں سلجھاتے ہوئے گزارنے والا یہ شخص بالآخر) اپنی موت کے وقت کہہ گیا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

" میں اپنی والدہ کے عقیدہ پر مرتا ہوں "

یہ الفاظ بھی منقول ہیں کہ: " میں نیشاپور کے بوڑھے بزرگوں کے عقیدہ پر مرتا ہوں"

امام رازی جو متکلمین کے سرخیل شمار ہوتے ہیں، "لسان المیزان" (۴/۴۲۷) میں ان کے ترجمہ میں ہے:

" وہ اصول کلام میں تبحر علمی کے باوجود کہا کرتے تھے کہ کامیاب تو وہی ہوگا جو بچائز یعنی بوڑھی خواتین کے سادہ اور مطابق فطرت عقیدے کو اپنا لے "

ابو محمد الجوینی جو امام الحرمین کے والد ہیں، اپنے اشعری مشائخ کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

" جو شخص اتنا کچھ پڑھ لینے کے باوجود اب تک اپنے معبود کی جہت کو نہیں پہچان پایا، اور ایک بکریاں چرانے والی لونڈی (جس نے نبی ﷺ سے کہا تھا کہ اللہ آسمان میں ہے) اس سے زیادہ اللہ کو جانتی ہے تو پھر اس پڑھے لکھے شخص کا دل ہمیشہ اندھیروں اور تاریکیوں میں بھٹکتا رہے گا جو ایمان و معرفت کے انوار سے کبھی منور نہیں ہو سکے گا۔ "

("مجموعۃ الرسائل المنیریۃ" (۱/۱۸۵)

"طبقات ابن سعد" (۵/۳۷۴) میں صحیح مسلم کی شرط پر جعفر بن برقان سے مروی ہے، کہتے ہیں: ایک شخص عمر بن عبدالعزیز کے پاس آیا، اور بدعات واھواء کے تعلق سے کچھ باتیں کیں تو آپ نے فرمایا:

" ان بڑے بڑے لکھاریوں کے بیچ (خالص الفطرت) بچے اور اعرابی کے عقیدے کو تھام لو اور اس کے سوا ہر چیز بھول جاؤ "

امام نووی نے بھی "تھذیب الاسماء واللغات" (۲/۲۲) میں یہ قول ان کی طرف منسوب فرمایا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

الفائدة الرابعة

الكلام في الصفات فرع عن الكلام في الذات والقول في بعض الصفات كالقول في البعض الآخر.

چوتھا فائدہ:

صفات باری تعالیٰ میں گفتگو ذات باری تعالیٰ میں گفتگو کی فرع ہے، اور بعض صفات باری تعالیٰ میں گفتگو دیگر صفات باری تعالیٰ میں گفتگو کی طرح ہے

أهل السنة والجماعة اللہ تعالیٰ کیلئے تمام اسماء وصفات جو اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمادیے، ثابت کرتے ہیں، اور اس طرح ثابت کرتے ہیں جس طرح اس ذات کے جمال وکمال کے لائق ہے۔ اور اثبات صفات میں کسی قسم کی تکییف یا تمثیل یا تاویل کا نہ تو ارتکاب کرتے ہیں اور نہ ہی انہیں روا رکھتے ہیں۔

جہمیہ اور معتزلہ اللہ تعالیٰ کی ذات کو تو ثابت کرتے ہیں لیکن صفات کا انکار کرتے ہیں، ہم ان سے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی صفات میں کلام، اس کی ذات میں کلام کی فرع ہے، جیسے اللہ تعالیٰ کی ذات کو بایں طور مانتے ہو کہ وہ ذات مخلوقات کی ذات کے مشابہ نہیں ہے، ویسی ہی اس کی وہ صفات جو کتاب وسنت سے ثابت ہیں انہیں اسی طرح مان لینا چاہیئے کہ وہ مخلوقات کی صفات کے مماثل ومشابہ نہیں۔ یعنی ذات کی طرح صفات کو مان لینے میں کیا مانع ہے؟

اسی طرح اشاعرہ جو اللہ تعالیٰ کی بعض صفات بلا تاویل مانتے ہیں، لیکن بقیہ صفات میں تاویل کرتے ہیں، ان سے کہا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ کی بعض صفات میں کلام، دیگر صفات میں کلام ہی کی طرح ہے، جب تم بعض صفات کے بارہ میں یہ عقیدہ رکھتے ہو کہ انہیں بلا تاویل مان لینا چاہیئے جیسا کہ اس ذات کے لائق ہے، تو بقیہ صفات کے بارہ میں یہ عقیدہ کیوں نہیں رکھتے کہ انہیں بھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

بلاتاویل، جیسا اس ذات کے لائق ہے مان لیا جائے؟ ان دونوں قواعد کی مکمل توضیح کیلئے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے رسالہ "التدمریة" (۳۶،۳۱) کی طرف مراجعت کیجئے۔

❁ ❁ ❁

الفائدة الخامسة

السلف ليسوا مؤولة ولا مفوضة .

پانچواں فائدہ:

سلف صالحین اسماء وصفات میں نہ تو تاویل کے قائل تھے اور نہ ان کے معنی میں تفویض کے قائل تھے

یہ بات معلوم ہے کہ سلف صالحین، صحابہ وتابعین قرآن وحدیث سے ثابت اللہ تعالی کے تمام اسماء وصفات کو اس طرح مانتے تھے جیسے اس ذات کے جمال وکمال کے لائق ہے، اور اس بارہ میں تشبیہ، تعطیل یا تکییف کے روا ہونے کے قطعاً قائل نہیں تھے...... لیکن خلف یعنی بعد میں آنے والوں کا عقیدہ اس کے برخلاف ہے۔ کیونکہ وہ صفات باری تعالی میں تاویلیں کرتے ہیں اور انہیں معنی باطل کی طرف پھیر دیتے ہیں۔ اسی طرح مفوضہ کا طریقہ بھی، سلف صالحین کے طریقے کے خلاف ہے۔

مفوضہ اللہ تعالی کی صفات کے معانی کو بھی اللہ تعالی کے سپرد کرنے کے قائل ہیں، یعنی ان کا کہنا ہے کہ ان صفات کا معنی بھی اللہ جانتا ہے، ہم نہیں جانتے۔ مؤولہ یعنی تاویل کرنے والا گروہ، مفوضہ کے اس عمل کو سلف صالحین کا طریقہ قرار دیتا ہے۔ حالانکہ یہ باطل ہے، سلف صالحین صفات کے معانی کی تفویض نہیں کرتے تھے، بلکہ اللہ تعالی کی صفات کی کیفیت کی تفویض کرتے تھے جیسا کہ امام مالک رحمہ اللہ کا مشہور قول ہے، جب ان سے اللہ تعالی کے استواء علی العرش کی کیفیت کے بارہ میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: " الاستواء معلوم، والكيف مجهول

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

والایمان بہ واجب، والسؤال عنہ بدعۃ" یعنی اللہ تعالیٰ کے استواء علی العرش کا معنی معلوم ہے، لیکن استواء کی کیفیت مجہول ہے، لہٰذا استواء پر ایمان لانا واجب ہے اور کیفیت کا سوال بدعت ہے۔

ثابت ہوا کہ سلفِ صالحین صفات کے معنی کی تفویض نہیں کرتے تھے، بلکہ صفات کی کیفیت کی تفویض کرتے تھے۔ اب جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ صحابۂ کرام اور تابعین عظام کا طریقہ معانی صفات میں تفویض کرنا تھا، وہ تین انتہائی خوفناک گناہوں کا مرتکب بن جاتا ہے:

(۱) ایک اس کا سلفِ صالحین کے مذہب سے جاہل ہونا۔

(۲) دوسرا اس کا سلفِ صالحین کو جاہل قرار دینا۔

(۳) تیسرا اس کا سلفِ صالحین پر جھوٹ باندھنا۔

جہاں تک اس کے سلفِ صالحین کے مذہب سے جاہل ہونے کا تعلق ہے تو اس کی وجہ واضح ہے، امام مالک رحمہ اللہ کا قول جو ابھی گزرا اس سے منہجِ سلف کا صاف پتا چل رہا ہے، لیکن یہ شخص سلفِ صالحین کا مذہب جانتا ہی نہیں۔

جہاں تک اس کا سلفِ صالحین کو جاہل قرار دینے کا تعلق ہے تو یہ بھی واضح ہے، کیونکہ اس کا یہ کہنا کہ سلفِ صالحین صفات کے معانی کی تفویض کرتے تھے، تو اس کا مطلب یہی ہوگا کہ انھیں صفات کے معانی کا فہم حاصل نہیں تھا، لہٰذا وہ اللہ تعالیٰ کی ہر صفت پر یہی بات کہنے پر اکتفاء کر لیتے تھے کہ اس کا معنی اللہ ہی جانتا ہے، (اور یہ باطل ہے)

جہاں تک اس کے سلفِ صالحین پر جھوٹ باندھنے کا تعلق ہے تو یہ بھی واضح ہے کیونکہ اس نے ایک باطل مذہب کو سلفِ صالحین کی طرف منسوب کیا ہے، جس سے وہ بالکل بری تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

الفائدة السادسة

ان كل من المشبهة والمعطلة جمعوا بين التمثيل والتعطيل .

چھٹا فائدہ :

مشبہ اور معطلہ دونوں نے اپنے اپنے عقیدے میں تمثیل وتعطیل کو جمع کر دیا ہے

معطلہ اللہ تعالیٰ کی صفات کو نہیں مانتے، بلکہ ان کی نفی اور تعطیل کے قائل ہیں۔ ان کا شبہ یہ کہ صفات کے اثبات سے تشبیہ لازم آتی ہے۔ یہ شبہ اس لیے پیدا ہوا کہ وہ صفات باری تعالیٰ کا مخلوقات کی صفات کے مشاہدہ کی روشنی میں کر بیٹھے، چنانچہ اس غلط تصور نے انہیں بھی ت اور تعطیل صفات کی وادی میں دھکیل دیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ایک چیز سے بچنے کی کوشش میں اس کی زیادہ بدترین چیز میں پھنس کر رہ گئے، کیونکہ ان کے اس باطل عقیدہ کا ماحصل یہی ہوگا کہ اللہ معدومات (جن اشیاء کا وجود نہ ہو) کے مشابہ ہے، کیونکہ ایسی کسی ذات کا تصور ممکن نہیں جو ت سے خالی ہو۔

ہم ایک مثال سے وضاحت کرتے ہیں، کتاب وسنت میں اللہ تعالیٰ کی صفت کلام ثابت جس کا ظاہری معنی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ الفاظ واصوات کے ساتھ کلام فرماتا ہے (جس کی ت ہم نہیں جانتے) اب جہمیہ اور معتزلہ نے بزعم خویش اللہ تعالیٰ کے کلام فرمانے کا وہ تصور ن میں بٹھالیا جو مخلوق کے طریقہ کلام کے مشابہ ہوگا، پھر اس پر یہ لازم آئے گا کہ جس طرح ق کلام کرنے کیلئے زبان، حلق اور ہونٹوں کی محتاج ہے اللہ تعالیٰ کیلئے بھی یہ سب ضروری ہوگا۔ چونکہ ان کے نزدیک یہ تمام چیزیں مخلوقات ہی میں محصور ہیں، تو اگر یہ مان لیں کہ اللہ تعالیٰ کلام فرماتا ہے تو اس کا مخلوقات کے مشابہ ہونا لازم آجائے گا، لہذا انہوں نے صفت کلام ہی انکار کر دیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

جہمیہ نے جو خود ساختہ تصورات کی عمارت تعمیر کی ہے وہ کئی وجوہ سے باطل اور مردود ہے:

(۱) اثباتِ صفات اور تشبیہ میں کوئی تلازم نہیں ہے، کیونکہ اثبات یا تو تشبیہ کے ساتھ ہوگا، یا تنزیہ کے ساتھ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کیلئے صفت کے اثبات کا تشبیہ کے ساتھ ہونا باطل ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ﴾ اب یہاں اللہ تعالیٰ کیلئے صفتِ سمع وبصر ثابت ہیں، اور ساتھ ساتھ مشابہت اور مماثلت کی نفی بھی ہے، اور یہی اللہ تعالیٰ کے جلال وکمال کے لائق ہے، اور یہی حق ہے، (لہذا اثباتِ صفت کیلئے لازماً تشبیہ کا تصور جہمیہ ومعتزلہ کا اپنا پیدا کردہ ہے، جو مردود ہے۔)

(۲) دوسری وجہ یہ ہے کہ اثباتِ صفات سے تشبیہ لازم آنے کا ان کا جو زعم ہے، جس کی بناء پر یہ صفات کا انکار کر دیتے ہیں، بذاتِ خود ایک بہت بڑے اور بدترین محذور کے پیدا ہونے کا باعث بنتا ہے اور وہ ہے خالق کا معدومات کے مشابہ ہونا۔ اس کے بارہ میں اہلِ علم کا کچھ تبصرہ گزر چکا ہے، خصوصاً امام ذہبی نے حماد بن زید کے حوالے سے جو کھجور کی مثال بیان کی ہے جس میں کھجور والوں نے اپنے گھر کھجور کا درخت ہونے کا دعویٰ کیا لیکن جب ان سے کھجور کے درخت کی تمام صفات کا پوچھا گیا تو ہر صفت کی نفی کی، جس پر ان سے کہا گیا کہ تمہارے گھر میں کھجور کا درخت نہیں ہے۔ چنانچہ فائدہ نمبر (۳) میں اس کی تفصیل موجود ہے (خلاصہ یہ ہے کہ معطلہ نے تشبیہ کے ڈر سے اللہ تعالیٰ کی صفات کا انکار کیا، تو اس ذات کو صفات سے معطل کر کے معدوم جیسا بنا دیا جو ان کے پیدا کیئے ہوئے محذور سے زیادہ محذور ہے)

(۳) تیسری وجہ یہ ہے کہ بعض مخلوقات کا کلام کرنا ثابت ہے اور وہ مخلوقات کے طریقہ کلام سے یکسر مخالف ہے، چنانچہ بکری کی دستی جس میں نبی ﷺ کیلئے زہر ملا دیا گیا تھا نے نبی ﷺ سے بات کی اور آپ ﷺ کو اپنے زہر آلود ہونے کی خبر دی۔ (ابوداؤد، ۴۵۱۰، ۴۳۲۵)

صحیح مسلم (۲۲۷۷) میں جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

[میں مکہ میں ایک پتھر کو جانتا ہوں جو میری بعثت سے قبل مجھے سلام کیا کرتا تھا، میں اسے اب بھی پہچانتا ہوں]

یہ دنیا کے اندر بعض مخلوقات کے کلام کرنے کی مثالیں ہیں، آخرت میں بعض مخلوقات کے کلام کی اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے، چنانچہ فرمایا:

﴿ الْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلَىٰ أَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَا أَيْدِيهِمْ وَتَشْهَدُ أَرْجُلُهُم بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴾ (یٰس:٦٥)

ترجمہ: ''ہم آج کے دن ان کے منہ پر مہریں لگا دیں گے اور ان کے ہاتھ ہم سے باتیں کریں گے اور ان کے پاؤں گواہیاں دیں گے ان کاموں کی جو وہ کرتے تھے''

اور فرمایا: ﴿ حَتَّىٰ إِذَا مَا جَاءُوهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَأَبْصَارُهُمْ وَجُلُودُهُم بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ . وَقَالُوا لِجُلُودِهِمْ لِمَ شَهِدتُّمْ عَلَيْنَا قَالُوا أَنطَقَنَا اللَّهُ الَّذِي أَنطَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَهُوَ خَلَقَكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴾ (فصلت:٢٠،٢١)

ترجمہ: ''یہاں تک کہ جب بالکل جہنم کے پاس آجائیں گے ان پر ان کے کان اور ان کی آنکھیں اور ان کی کھالیں ان کے اعمال کی گواہی دیں گی۔ یہ اپنی کھالوں سے کہیں گے کہ تم نے ہمارے خلاف شہادت کیوں دی؟ وہ جواب دیں گی کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے قوت گویائی عطا فرمائی جس نے ہر چیز کو بولنے کی طاقت بخشی ہے، اسی نے تمہیں اول مرتبہ پیدا کیا اور اسی کی طرف تم سب لوٹائے جاؤ گے''

کیا یہاں یہی کہو گے کہ دتی، پتھر، ہاتھوں اور پاؤں کا زبان، حلق اور ہونٹوں کے بغیر کلام ممکن نہیں ہے۔ جب ان مخلوقات کا کلام کرنا ثابت ہے اور وہ بھی اس طرح جو عام مخلوقات کے کلام سے مختلف ہے تو پھر اللہ تعالیٰ جس کی قدرت کی کوئی انتہا نہیں اس کی صفت کلام کو مخلوق کے مشابہ قرار دینے کی کیا ضرورت اور مجبوری ہے؟

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

یہاں امر واجب یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفت کلام برحق ہے، اس کا اثبات واجب ہے، بالکل اسی طرح جس طرح اس کی شان کمال وجلال کے لائق ہے۔

اس تقریر سے ثابت ہوا کہ معطلہ نے تعطیل کے ساتھ ساتھ تشبیہ کا بھی ارتکاب کیا ہے۔ (یعنی اللہ تعالیٰ کو معدومات سے تشبیہ دیتے ہیں)

جس طرح معطلہ نے تشبیہ کا ارتکاب کیا ہے، اسی طرح مشبہ نے تعطیل کا ارتکاب کیا ہے۔ چنانچہ اگرچہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی صفات کا اثبات کیا ہے لیکن اسے مخلوقات کے مشابہ قرار دے دیا ہے...... چنانچہ وہ معطلہ بھی ہو گئے کیونکہ انہوں نے صفات کو اس طرح نہیں مانا جس طرح اللہ تعالیٰ کے لائق شان ہے۔ تو یوں کہ یہ ماننا خلاف شریعت ہے لہذا وہ ماننے کے باوجود منکر اور معطل قرار پائے۔

❁ ❁ ❁

الفائدة السابعة

متكلمون يذمون علم الكلام ويظهرون الحيرة والندم .

ساتواں فائدہ:

بعض متکلمین کا علم کلام کی مذمت کرنا اور علم کلام کے ساتھ تعلق کی وجہ سے حیرت وندامت کا اظہار کرنا۔

اہل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ کتاب اللہ وسنت رسول اللہ ﷺ کی دلیل، اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وارضاھم کے فہم پر مبنی ہے۔ یہ بہت ہی ستھرا، روشن، واضح اور بیّن عقیدہ ہے جس میں ابہام یا تشبیہ کی نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ ان لوگوں کے برخلاف، جنہوں نے عقیدہ کے سلسلہ میں معقول پر اعتماد کیا، منقول (یعنی قرآن وحدیث) میں من مانی کی تاویلیں کیں اور مذموم قسم کے علم کلام پر اپنے معتقدات کی بناء قائم کر دی۔ جبکہ علم کلام کے نقصانات سے تو ان لوگوں نے بھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

گاہو کیا جو ایک عرصہ اس علم کے ساتھ منسلک و متعلق رہے، بلکہ ایک فضول اور بے مقصد کام میں تمام اوقات پر غور حق تک رسائی حاصل نہ ہونے پر ندامت و خجالت کا اظہار کرتے رہے۔ ان کا انجام کار تحیر، سرگردانی اور ندامت کے سوا کچھ نہ ہوتا، البتہ بعض لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے علم کلام کے ترک اور طریقہ سلف کی اتباع کی توفیق دے دی۔ انہوں نے پھر علم کلام کی خوب مذمت و قباحت بیان کی۔

ابو حامد الغزالی رحمہ اللہ جو علم کلام میں تمکن و رسوخ میں خوب شہرہ رکھتے تھے، لیکن پھر بالآخر انہوں نے علم کلام کی مذمت کی اور بہت ڈٹ کر مذمت کی، اور گھر کے بھیدی سے بہتر خبر کون دے سکتا ہے؟ وہ اپنی کتاب "احیاء علوم الدین" (۹۱،۹۲) میں علم کلام کے نقصانات و مضرات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"جہاں تک علم کلام کے نقصانات کا تعلق ہے تو اس کا کام شکوک و شبہات ابھارنا، عقائد میں ضعف و اضمحلال پیدا کرنا اور وہ جزم و قطعیت جو عقیدہ کا اصل لازمہ ہے کو یکسر زائل کر دینا ہے۔ یہ مرض ابتداء ہی سے لاحق ہو جاتا ہے، پھر اتنی پختگی آ جاتی ہے کہ رجوع الی الحق کے سلسلہ میں نصوص اور نقلی دلیل کا معاملہ بھی مشکوک ہو جاتا ہے، اس حوالے سے لوگوں کے مختلف حالات دیکھنے میں آتے ہیں۔ علم کلام کا ایک نقصان تو یہ ٹھہرا کہ یہ اعتقادِ حق میں ضعف اور شکوک پیدا کرتا ہے، دوسری طرف یہ نقصان بھی ہے کہ یہ مبتدعین کے باطل عقائد کے سینوں میں مضبوطی کا باعث بنتا ہے، اس طرح کہ اولاً ان کے دواعی و محرکات ابھرتے ہیں، پھر رفتہ رفتہ ان عقائد باطلہ پر مصر رہنے کی شدید حرص پیدا ہو جاتی ہے، یہ صرف اس تعصب کی پیداوار ہے جو علم کلام کے اصل محور یعنی جدل اور لاحاصل قیل و قال سے جنم لیتا ہے۔"

امام غزالی مزید فرماتے ہیں:

"جہاں تک علم کلام کے فوائد کا تعلق ہے تو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ حقائق کے منکشف ہونے

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اور ان کی حقیقی معرفت حاصل ہونے کا فائدہ دیتا ہے، لیکن یہ بات انتہائی بعید اور ناممکن ہے، علم کلام اس پاکیزہ مقصد میں ہرگز وفا نہیں کرتا، بلکہ غور کریں تو یہ حقائق کے کشف و معرفت سے زیادہ خبط و ضلالت پیدا کرنے کے کردار پر قائم ہے، یہ بات اگر تم کسی محدث سے یا ایسے شخص سے سنو گے جسے تم حشوی کہتے ہو تو شاید تم ان کی مذمت اس گمان پر کرو کہ چونکہ ایک محدث علم کلام سے واقف نہیں ہے اور لوگ جس چیز سے واقف نہ ہوں اس کے دشمن ہوتے ہیں، لیکن تم یہ بات اس شخص سے سنو جو علم کلام کو جانتا ہے، اور اس کی اصلیت کو پہچان لینے اور درجۂ متکلمین کے انتہائی اور آخری مقام پر ٹکریں مارنے کے بعد اس سے ناراضگی اختیار کر کے اسے ٹھکرا دینے کی ٹھان لیتا ہے اور پوری بصیرت کے ساتھ یہ باور کر لیتا ہے کہ علم کلام کے ذریعہ معرفت کے حقائق کا راستہ بالکل بند اور مسدود ہے۔ ہاں علم کلام بعض امور کے کشف، ایضاح اور تعریف کا باعث ضرور بنتا ہے، لیکن انتہائی نادر، اور وہ بھی ایسے امور کی جنہیں علم کلام میں تعمق کے بغیر بھی سمجھا جاسکتا ہے"

عقیدۂ طحاویہ کے شارح نے غزالی کے علم کلام کی مذمت پر مشتمل اس تبصرے اور دیگر تبصروں کو نقل کر کے فرمایا ہے (ص ۲۳۸)

"امام غزالی جیسی شخصیت کا علم کلام کے بارہ میں یہ تبصرہ انتہائی مکمل اور قاطع حجت ہے"

پھر شارح طحاویہ نے بتلایا کہ سلف صالحین علم کلام کو ناپسندیدہ اور قابل مذمت سمجھتے تھے جس کی وجہ یہ ہے کہ علم کلام ایسے امور پر مشتمل ہے جو جھوٹ اور مخالفت حق پر مبنی ہیں، ان کے یہ امور کتاب وسنت اور ان کے اندر موجود علوم صحیحہ کے مخالف ہیں۔ اہل کلام ان امور کے حصول کیلئے انتہائی سخت اور دشوار گذار راستوں پر چلتے رہے، پھر ان امور، جن کا نفع انتہائی کم ہے کے اثبات کیلئے طویل اور بے مقصد گفتگو کرتے اور لکھتے رہے۔ اب ان کا فلسفہ دبلے پتلے اونٹ کے اس گوشت کی مانند ہے جو پہاڑ کی ایسی چوٹی پر پڑا ہوا ہے جس کا راستہ انتہائی مشکل اور دشوار ہے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

...راستہ آسان ہے کہ چوٹی تک بآسانی پہنچا جا سکے نہ اونٹ اتنا فربہ ہے کہ اس کے گوشت کے ...نے کا کوئی فائدہ ہو۔

...اہل کلام کے پاس جو چیز سب سے اچھی قرار دی جا سکتی ہے، وہی چیز قرآن پاک میں اس ...سے کہیں بہتر اور خوبصورت تقریر و تفسیر کے ساتھ موجود ہے۔

شارح طحاویہ مزید فرماتے ہیں: یہ بات ناممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے ...برکت کلام سے تو شفاء، ہدایت اور علم و یقین حاصل نہ ہو، مگر ان لوگوں کی تحریروں سے حاصل ...ہو جائے جو خود بھی حیران و پریشانی کے اتھاہ سمندر میں ہچکولے کھا رہے ہیں۔ سنو! ہمارا سب کا ...فرض منصبی یہی ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے فرامین کو اصل قرار دے دیں، ان کے ...معانی پر تدبر و تعقل کریں، ہر شرعی مسئلے کی برہان اور دلیل خواہ عقل سلیم سے حاصل ہو یا ایسی نقل ...سے جس کا تعلق اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی خبر سے ہو اچھی طرح پہچان لیں، پھر اس دلیل کی ...دلالت جان لینے کے بعد، لوگوں کے اقوال، جو اس دلیل کے موافق بھی ہو سکتے ہیں اور ...مخالف بھی، کو اس دلیل پر پیش کیا جائے، اگر ان کی بات رسول اللہ ﷺ کی بیان کردہ خبر کے ...موافق ہو تو قبول کر لی جائے، مخالف ہے تو رد کر دی جائے۔

شارح طحاویہ (ص ۲۳۲) میں مزید فرماتے ہیں: ابن رشد الحفید، جو کہ فلاسفہ کے مذہب ...و مقالات کو سب سے بڑھ کر جاننے والا تھا اپنی کتاب "تہافت التہافت" میں لکھتا ہے: ...(فلاسفہ و متکلمین میں سے) کس نے الٰہیات (عقائد) کے بارہ میں کوئی قابل اعتبار بات لکھی ...ہے؟ اسی طرح آمدی جو اپنے دور کی بڑی شخصیت شمار ہوتا تھا بڑے بڑے مسائل میں حیرت ...زدہ بنے کھڑا ہے۔ امام غزالی رحمہ اللہ ساری عمر فلسفہ و کلام میں منسلک رہنے کے بعد آخری ...عمر میں بہت سے مسائل کلامیہ میں توقف و تحیر کی تصویر بنے دکھائی دیتے اور بالآخر ان طرق سے ...بیزار ہو کر رسول اللہ ﷺ کی احادیث پر ہمہ تن متوجہ ہو گئے اور پھر اسی سلسلہ مبارکہ میں تا حیات

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

مشتغل رہے حتی کہ انتقال کے وقت بھی صحیح بخاری ان کے سینے پر تھی۔

اسی طرح امام ابوعبداللہ محمد بن عمر الرازی اپنی اقسام اللذات کے موضوع پر تحریر کردہ کتاب میں یہ اشعار لکھنے پر مجبور ہوئے:

ترجمہ: (۱) عقلوں کے ہر اقدام کی انتہاء حیرت اور بندش ہے جبکہ عقلوں کی بنیاد پر دنیاوالوں کی ہر کوشش ناکام ونامراد اور گمراہی ہے۔

(۲) ہماری روحیں ہمارے جسموں سے متوحش ونامانوس ہیں، اور ہماری دنیا کا حاصل محض اذیت ووبال ہے۔

(۳) پوری عمر لمبی بحثوں سے ہمیں سوائے قیل وقال جمع کرنے کے اور کچھ حاصل نہ ہوا۔

(۴) ہم نے کتنی سلطنتیں اور انکے سربراہ دیکھے مگر سب بڑی تیزی سے ہلاکت کا شکار ہوکر گزر گئے۔

(۵) کتنے ہی پہاڑ دیکھے جن کی چوٹیوں کو لوگوں نے سر کیا، اب ان میں سے کوئی نہیں بچا جبکہ پہاڑ اپنی جگہ اسی طرح قائم ہیں۔

امام رازی مزید فرماتے ہیں: میں نے علم کلام کے طرق اور فلسفی منہج پر بڑا غور وخوض کیا ہوا ہے، لیکن ان میں کسی بیمار کے علاج یا کسی پیاسے کی سیرابی کی کوئی صلاحیت نہیں ہے، مکمل طور پر درست راستہ وہی ہے جو قرآن مجید نے پیش کردیا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کی صفات کے اثبات میں اللہ تعالیٰ کے یہ فرامین پڑھو!:

﴿ اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ﴾ (طٰہٰ:۵) ترجمہ: "جو رحمٰن ہے عرش پر قائم ہے"

﴿ اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ ﴾ (فاطر:۱۰)

ترجمہ: "تمام تر ستھرے کلمات اسکی طرف چڑھتے ہیں"

جبکہ نفی (صفات نقص) کیلئے ان فرامین کو پڑھو!

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

الف: ﴿ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ ﴾ (الشوریٰ:11) "اس کے مثل کوئی چیز نہیں"

ب ﴿ وَلَا يُحِيطُونَ بِهِ عِلْمًا ﴾ (طہ:110) ترجمہ: "مخلوق کا علم اس پر حاوی نہیں ہو سکتا"

آپ آخر میں فرماتے ہیں: میری طرح کا تجربہ جو شخص بھی کرے گا وہ بالآخر اس نتیجہ پر پہنچے گا جس پر میں پہنچا ہوں (لہٰذا ان تجربات میں وقت ضائع کرنے کی بجائے براہ راست کتاب وسنت کو لازم پکڑو، دوجہان کی بہار و قرار رہا لو)

شیخ ابو عبداللہ محمد بن عبدالکریم الشہرستانی فرماتے ہیں کہ انہوں نے فلاسفہ و متکلمین کے پاس حیرت و ندامت کے سوا کچھ نہیں دیکھا۔ ان کے دو شعر ملاحظہ کیجئے:

لعمري لقد طفت المعاهد كلها　　وسيرت طرفي بين تلك المعالم

فلم أر الا واضعا كف حائر　　على ذقن أو قارعا سن نادم

ترجمہ: قسم ہے! میں فلسفہ و کلام کے تمام مدارس کی خاک چھان چکا ہوں، مجھے یہاں پر ہر شخص حیرت و ندامت کے بوجھ تلے دبے اپنی ٹھوڑی پہ ہاتھ رکھا دکھائی دیا۔

ابو المعالی الجوینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

کاش میں تو علم کلام سے کسی قسم کا تعلق جوڑنے کی کوشش نہ کرتا، اس علم کلام نے مجھے جس مقام پر لا کھڑا کیا ہے اگر مجھے پہلے سے اندازہ ہوتا تو میں ہرگز اس کے ساتھ منسلک نہ ہوتا۔

موت کے وقت فرمایا: میں بڑے تاریک و عمیق سمندر میں داخل ہو گیا اور مسلمانوں اور ان کے علوم و کلام سے پہلو تہی برتتے ہوئے ایک ایسی وادی میں داخل ہو گیا جس سے مجھے دور رہنے کا کہا گیا تھا اب اگر جوینی کے بیٹے کو پروردگار کی رحمت حاصل نہ ہوئی تو لیے بربادی کے سوا کچھ نہیں...... اور اب میں اپنی موت کے وقت یہ اعلان کر رہا ہوں کہ میں اپنی والدہ کے عقیدے پر ہوں۔ یا یوں کہا: میں نیساپور کی بوڑھیوں کے سیدھے سادے عقیدے پر ہوں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

شمس الدین خسروشاہی جن کا فخر الدین رازی کے انتہائی خاص شاگردوں میں شمار ہوتا ہے۔ اپنے ایک دوست سے ملاقات کیلئے گئے، ان سے پوچھا: تمہارا عقیدہ کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: جو تمام مسلمانوں کا ہے، پوچھا: تمہیں اس عقیدے پر دل کا پورا انشراح اور یقین حاصل ہے؟ دوست نے کہا: بالکل۔ کہا: اس عظیم نعمت پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجالاؤ، اللہ کی قسم! میرا حال یہ ہو چکا ہے کہ مجھے سمجھ نہیں آرہی کہ کیا عقیدہ اپناؤں! اللہ کی قسم مجھے سمجھ نہیں آرہی کیا عقیدہ اپناؤں، اللہ کی قسم مجھے سمجھ نہیں آرہی کہ کیا عقیدہ اپناؤں! پھر اس قدر روئے کہ پوری داڑھی آنسوؤں سے بھیگ گئی۔

ابن ابی حدید الفاضل، جو عراق میں اس کتب سے تعلق کی شہرت رکھتے ہیں فرماتے ہیں:

فیک یا اغلوطة الفکر	حار أمری وانقضی عمری
سافرت فیک العقول فما	ربحت الا أذی السفر
فلحی اللہ الألی زعموا	انک المعروف بالنظر
کذبوا ان الذی ذکروا	خارج عن قوة البشر

ترجمہ: (۱) اے کج فکری (فلسفہ وکلام) تجھ سے تعلق میں پوری عمر کٹ گئی اور حیرت کے سوا کچھ نہ پایا۔

(۲) تیرے حصول کے خاطر عقلوں نے لمبے لمبے سفر کیے لیکن سفر کی تھکان واذیت کے سوا کچھ فائدہ نہ ہوا۔

(۳) اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو برباد کردے جن کا خیال ہے کہ تو نظر واستدلال کا حق سکھاتی ہے۔

(۴) جنہوں نے یہ کہا جھوٹ کہا، یہ معاملہ تو انسانی طاقت سے باہر ہے (یہاں تو محض اللہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

تعالیٰ اور اسکے رسول ﷺ کے اخبار و فرامین کو قبول کرنا ہی موجب عافیت ہے)

خونجی نے اپنی موت کے وقت کہا: جو کچھ میں نے پڑھا اس کا حاصل یہ ہے کہ ہر ممکن مرجح کا محتاج ہے...... پھر کہا: احتیاج ہونا ایک سلبی وصف ہے...... گویا اب جبکہ میں موت کے منہ میں ہوں، علم و معرفت سے بالکل کورا ہوں۔

علم کلام کا ایک اور راہی کہتا ہے: میں اپنے بستر پر لیٹتا ہوں اور لحاف اپنے منہ پر رکھ لیتا ہوں پھر متکلمین کے دلائل میں معارضہ و مقابلہ شروع کرتا ہوں، فجر طلوع ہو جاتی ہے اور میں کسی نتیجہ تک نہیں پہنچ پاتا۔

(شارح طحاویہ مزید فرماتے ہیں) اب فلاسفہ و متکلمین کو دیکھو کہ اس قوم کا ایک شخص اپنی موت کے وقت نیساپور کے بوڑھیوں کے مذہب اور عقیدے کو اپنانے کا اعلان کر رہا ہے، گویا وہ باتیں جنہیں "دقائق علم" کا نام دیا جاتا تھا، جو بوڑھیوں کے عقیدے کے سراسر خلاف تھیں تحقیق و تمحیص کے بعد جنکی صحت کا قطعی فیصلہ کر لیا جاتا لیکن پھر ان کا فاسد ہونا ثابت ہو جاتا، یا صحیح ہونا بھی ثابت نہ ہو پاتا۔ آج ان سب کو ٹھکرا چکے ہیں، اور اس عذاب سے نکل کر کس مقام پر کھڑے ہیں؟ ایسے مقام پر جہاں سچے اہل علم کے پیروکار چھوٹے بچے، عورتیں اور اعرابی پہلے سے موجود ہیں۔ (گویا فلسفہ و کلام کی انتہاء جس مقام پر ہو رہی ہے وہاں سے عقیدہ شرعیہ کی ابتداء ہو رہی ہے)

امام الحرمین کے والد، ابو محمد الجوینی (علم کلام سے اشتغال کی بناء پر) اللہ عزوجل کی صفات کے بارہ میں ایک عرصہ حیرت و اضطراب کا شکار رہے پھر بالآخر سلف صالحین کا مذہب اپنا لیا اور پھر اس سے اپنے اشعری اساتذہ کو خیر خواہی کا خط بھی لکھا جو "مجموعة الرسائل المنيرية" (۱۸۷۰ء) میں شائع ہو چکا ہے۔

www.kitabosunnat.com
محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

الفائدة الثامنة

هل صحيح أن أكثر المسلمين في هذا العصر أشاعرة؟

آٹھواں فائدہ:

کیا یہ بات درست ہے کہ آج مسلمانوں کی اکثریت اشعری مذہب پر قائم ہے؟

واضح ہو کہ اشعری مذہب کے حاملین، ابوالحسن اشعری کی طرف منسوب ہیں، جن کا نام علی بن اسماعیل تھا، جن کا ۳۲۴ھ میں انتقال ہوا۔ رحمۃ اللہ علیہ

عقیدہ کے سلسلہ میں ان پر تین دور آئے۔

پہلا دور وہ جس میں وہ عقیدۂ معتزلہ کے مذہب پر تھے۔ دوسرا دور وہ شمار ہوتا ہے جس میں وہ معتزلہ اور اہل السنۃ کے مذہب کے بین بین عقیدہ رکھتے تھے۔ تیسرا اور آخری دور وہ شمار ہوتا ہے جس میں وہ اہل السنہ سلف صالحین کے عقیدۂ صافیہ کو اختیار کر لیتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے اپنی کتاب "الابـــانۃ" جو ان کی آخری کتاب شمار ہوتی ہے اور اگر بالکل آخری نہیں تو کم از کم آخری کتابوں کی فہرست میں ضرور ہے، میں صراحت سے لکھا ہے کہ وہ عقیدہ میں امام اھل السنہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے مذہب پر ہیں، جو یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کیلئے نیز رسول اللہ ﷺ نے بھی اللہ تعالیٰ کی ذات کیلئے جو اسماء وصفات ثابت کی ہیں ان تمام کو اللہ تعالیٰ کی ذات کیلئے بالکل ویسے ثابت کیا جائے جیسے اس ذات کے لائق ہیں...... بغیر کسی تکییف یا تمثیل کے اور بغیر کسی تحریف وتاویل کے...... جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ﴾ (الشوریٰ:۱۱)

ترجمہ: "اس کے مثل کوئی چیز نہیں اور وہ سننے والا دیکھنے والا ہے"

اب امام ابوالحسن الاشعری تو اپنے سابقہ عقیدے سے رجوع کر کے عقیدۂ اھل السنۃ والجماعۃ

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اختیار کر چکے، مگر اشاعرہ ان کے اسی سابقہ عقیدے کو تھامے ہوئے ہیں۔ اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ مسلمانوں کی تمام جماعتوں میں اشاعرہ کی تعداد ۹۵٪ ہے...... لیکن یہ بات درست نہیں، اور اس کی کئی وجوہ ہو سکتی ہیں۔

(۱) ایک تو یہ کہ اس طرح کے اعداد و شمار کا تعین ایک انتہائی دقیق قسم کے احصائیہ کی متقاضی ہے اور ایسا بالکل نہیں ہو سکا، اور معاملہ خالی دعویٰ کی حد تک ہے۔

(۲) ۹۵٪ فیصد تعداد کی اس نسبت کو اگر تسلیم بھی کر لیں تو یہ مذہب اشاعرہ کے حق ہونے کی دلیل نہیں ہوگی؛ کیونکہ عقیدہ کی صحت وسلامتی کی دلیل کثرتِ تعداد نہیں ہوتی، بلکہ صحت وسلامتی عقیدہ کی دلیل تو اس امت کے سلفِ صالحین یعنی صحابہ کرام اور ان کے پاکیزہ ومبارک منہج کی اتباع ہے۔ پھر سوچنے کی بات ہے کہ چوتھی صدی ہجری میں فوت ہونے والے شخص کا عقیدہ، جس سے وہ رجوع بھی کر چکا ہے کیسے قابلِ اتباع ہو سکتا ہے؟ اور عقیدے کا معاملہ تو دین میں سب سے اہم ہے، پھر اس انتہائی اہم معاملہ میں حق صحابہ کرام، تابعین عظام وتبع تابعین سے مخفی ومحجوب رہا اور ایک ایسی شخصیت پر ظاہر ہو گیا جس کی ولادت بھی خیر القرون کے گزرنے کے لمبے عرصے بعد ہوئی! اس بات میں کوئی معقولیت ہے!

(۳) تیسری بات یہ ہے کہ اشاعرہ کا مذہب تو وہ لوگ اختیار کیے ہوئے ہیں جنہوں نے یہ مذہب اشاعرہ کے علمی مراکز میں یا پھر اشعری مذہب کے حامل مشائخ سے سیکھا، جبکہ عوام الناس جن کی تعداد بہت زیادہ ہے، اشعری مذہب کے بارہ میں کچھ نہیں جانتے، بلکہ وہ تو اس فطرت پر قائم ہیں جس پر اس لونڈی کا عقیدہ تھا، جو صحیح مسلم کی روایت میں ذکر ہو چکا اور الحمد للہ اہل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ فطرت کے عین مطابق ہے، اس کی کچھ وضاحت فائدہ نمبر ۳ میں ہو چکی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

الفائدة التاسعة

عقيدة الأئمة الأربعة ومن تفقه بمذاهبهم .

نواں فائدہ :

ائمہ اربعہ اور ان کے مذاہب کے فقہاء کا عقیدہ

اھل السنۃ کے ائمہ میں سے امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ کے (اسماءِ گرامی بطورِ خاص ذکر کیئے جاتے ہیں) ان تمام ائمہ کرام کا عقیدہ وہی تھا جو صحابہ کرام اور ان کے منہج پر چلنے والے ان کے اتباع کا تھا۔

ان ائمہ کے بعد فقہ کی باگ ڈور سنبھالنے والے علماء وفقہاء کے مختلف ذہن سامنے آئے ہیں، کچھ وہ علماء ہیں جو فروعی مسائل میں ان ائمہ کے علم سے استفادہ تو کرتے ہیں لیکن ان کا اصل اعتماد دلیل پر ہوتا ہے، چنانچہ ان کے امام کا جو قول کتاب وسنت کے مطابق ہوتا ہے اسے لے لیتے اور جو قول کتاب وسنت کی دلیل کے خلاف ہوتا ہے اسے چھوڑ دینے کے منہج پر قائم ہیں، ان کا مستند یہ ہے کہ ہمارے اماموں نے بھی وصیت کی ہے (یعنی ہم کوئی بات کہیں اور کتاب وسنت کی دلیل اس کے خلاف ہو تو ہمارے قول کو دیوار سے دے مارو) ان فقہاءِ کرام نے عقیدہ کے مسائل میں بھی اپنے ائمہ کے منہج سے پوری پوری موافقت کی ...... کچھ ایسے حضرات بھی آئے جنہوں نے فروعی مسائل میں اپنے اماموں کی پوری طرح تقلید کی اور ان مسائل کے سلسلے میں قول راجح اور اس کی دلیل معلوم کرنے کی کوشش ہی نہیں کی۔

اس طبقہ کے علماء وفقہاء میں سے گو بعض علماء نے عقیدہ کے مسائل میں بھی اپنے اماموں کی اتباع کی لیکن بہت سے علماء نے ان مسائل میں اشعری مذہب کی اتباع کرلی (یعنی فروعی مسائل میں اپنے امام کی تقلید میں اتنی شدت کہ گویا وہ معصوم ہیں، بلکہ بعض اوقات انکے قول کو قبول کر اور اس کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے فرمان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے ا

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ٹھکرادیا اور پس پشت ڈال دیا لیکن جب اعتقادی مسائل کا معاملہ آیا جو فروعی مسائل سے کہیں اہم ہیں تو ان میں اپنے اس امام کو بھی چھوڑ دیا اور اشاعرہ کے مذہب سے منسلک ہو گئے۔)

پہلی قسم میں ہم مثال کے طور پر امام ابوجعفر الطحاوی کا نام پیش کرتے ہیں، جن کا تعلق تو مذہب حنفی پر ہے لیکن عقیدہ کے اعتبار سے سلف صالحین صحابہ کرام کے منہج پر قائم ہیں، چنانچہ انہوں نے "العقيدة الطحاوية" کے نام سے اہل السنۃ والجماعۃ کے عقیدہ پر مشتمل کتاب بھی لکھی ہے، اسی طرح اس کتاب کے شارح علی بن ابی العز الحنفی کا نام بھی بطور مثال پیش کیا جاسکتا ہے، جو فقہی اعتبار سے حنفی تھے لیکن عقیدۃً سلفی تھے۔

مذہب شافعی میں عبدالرحمٰن بن اسماعیل الصابونی صاحب کتاب "عقيدة السلف واصحاب الحديث" امام ذہبی صاحب کتاب "العلو" اور ابن کثیر صاحب تفسیر کا نام بطور مثال پیش کیا جاسکتا ہے۔

مذہب مالکی میں ابن ابی زید القیروانی، ابوعمر الطلمنکی اور ابوعمر بن عبدالبر کے نام، جبکہ مذہب حنبلی میں امام ابن تیمیہ، امام ابن القیم اور امام محمد بن عبدالوہاب رحمہم اللہ کے نام پیش کیے جاسکتے ہیں۔

حافظ ابن القیم رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "الصواعق المرسلة على الجهمية والمعطلة" میں ان لوگوں کے رد میں جو اللہ تعالیٰ کے استواء علی العرش کے عقیدہ میں استواء کا معنی استیلاء کرتے ہیں (۴۲) وجوہات ذکر فرمائی ہیں ("مختصر الصواعق المرسلة" لابن الموصلی بھی ملاحظہ کریجیے)

حافظ ابن القیم رحمہ اللہ نے یہ بھی ذکر فرمایا ہے کہ بہت سے مالکی علماء عقیدہ میں مذہب سلف پر قائم تھے، چنانچہ کتاب مذکور میں ان ۴۲ وجوہات کے ذکر کے ضمن میں فرماتے ہیں (۲/۱۲۶، ۱۲۹)

بارہویں وجہ: سلف امت کا اس بات پر اجماع قائم ہے کہ اللہ رب العزت اپنے عرش پر حقیقۃً مستوی ہے نہ کہ مجازاً۔ امام ابوعمر الطلمنکی جو مالکی مذہب کے ائمہ میں سے ہیں اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

حافظ ابو عمر ابن عبد البر کے شیخ ہیں اپنی عظیم الشان کتاب "الوصول الی معرفة الأصول"
میں فرماتے ہیں: اھل السنۃ کا اس عقیدہ پر اجماع قائم ہے کہ اللہ تعالی اپنے عرش پر مجازاً نہیں بلکہ
حقیقۃً مستوی ہے..... اس بات پر انہوں نے اپنی کتاب میں صحابہ کرام، تابعین عظام اور
تابعین اور پھر امام مالک اور ان کے بہت سے اصحاب و تلامذہ کے اقوال پیش کیے ہیں، جو شخص
بھی ان اقوال کو پڑھے گا وہ مذہب سلف کی حقیقت پالے گا۔

تیرھویں وجہ: امام ابو عمر ابن عبد البر اپنی کتاب "التمھید" میں حدیث نزول کی
شرح میں فرماتے ہیں: یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالی ساتویں آسمان کے اوپر اپنے
عرش پر مستوی ہے "الجماعة" کا یہی قول اور تقریر ہے..... مزید فرماتے ہیں: اھل السنۃ
قرآن وحدیث میں وارد اللہ تعالی کی تمام صفات کے اقرار پر متفق ہیں نیز ان صفات پر ایمان
لانے، اور انہیں ان کی حقیقت پر محمول کرنے (نہ کہ مجاز پر) پر متفق ہیں، البتہ وہ اللہ تعالی کی
صفت کی تکییف یا تحدید کے قائل نہیں ہیں۔ جبکہ بدعتی گروہ مثلاً: جہمیہ، معتزلہ اور خوارج سب
کے سب صفات باری تعالی کا انکار کرتے ہیں اور اللہ تعالی کی کسی صفت کو حقیقت پر محمول نہیں
کرتے، بلکہ ان صفات کا اقرار کرنے والے کو مشبہ ہونے کا الزام دیتے ہیں، حالانکہ یہ لوگ
صفات باری تعالی کا اقرار کرنے والے اھل السنۃ کے نزدیک معبود حق کی نفی وانکار کرنے والے
قرار پاتے ہیں۔

ابو عبد اللہ القرطبی اپنی معرکۃ الآراء تفسیر میں قولہ تعالی: ﴿ اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ
اسْتَوٰى ﴾ کی تفسیر میں فرماتے ہیں: اس مسئلہ میں فقہاء نے کلام کیا ہے۔ اس کے بعد علماء
کے اقوال نقل فرماتے ہیں۔ پھر فرمایا: سلف امت کی پہلی جماعت (صحابہ کرام) اللہ تعالی کی
جہت کی نفی کے قائل نہیں تھے (جہت علو مراد ہے) نہ ہی انہوں نے کبھی بھی جہت کی بات کی
بلکہ ان تمام نے اللہ تعالی کیلئے جہت کے ثابت ہونے کی بات کی ہے، جسے اللہ تعالی نے بھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کتاب میں ذکر فرمایا، اور جس کی اللہ تعالیٰ کے رسول نے بھی خبر دی۔ اور سلف صالحین میں بھی اس بات کا کوئی منکر نہیں کہ اللہ تعالیٰ علی سبیل الحقیقہ اپنے عرش پر مستوی ہے...... بس وہ جس چیز سے نا آشنا تھے وہ استواء علی العرش کی کیفیت ہے، جیسا کہ امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا عرش پر مستوی ہونا معلوم ہے، لیکن مستوی ہونے کی کیفیت نامعلوم ہے۔

چودھویں وجہ: جب جہمیہ نے اللہ تعالیٰ کے استواء علی العرش کو مجاز پر محمول کیا، تو اہل السنہ نے ببانگِ دہل اس حقیقت کا اعلان و اظہار کیا کہ اللہ رب العزت اپنی ذات کے ساتھ اپنے عرش پر مستوی ہے، اور سب سے زیادہ شدومد کے ساتھ اس حقیقت کا اظہار کرنے والے علماءِ مالکیہ تھے، چنانچہ علماءِ مالکیہ میں سے ابومحمد بن ابی زید نے اپنی تین کتابوں میں اس مسئلہ کی صراحت کی۔ سب سے مشہور کتاب "الرسالة" ہے پھر ان کی کتاب "جامع النوادر" اور "الآداب" ہیں، اگر کوئی دیکھنا چاہے تو ان کی یہ کتب موجود ہیں۔ نیز قاضی عبدالوہاب نے بھی اس حقیقت و صواب کی وضاحت کی، وہ فرماتے ہیں...... اللہ تعالیٰ بذاتہ اپنے عرش پر مستوی ہے...... نیز قاضی ابوبکر الباقلانی جو مالکی المذہب تھے نے بھی اس حقیقت کو واضح فرمایا، ان کا قول قاضی عبدالوہاب نے نصاً نقل فرمایا ہے، نیز مالکی مذہب کے بہت بڑے امام ابوعبداللہ القرطبی اپنی کتاب "شرح اسماء اللہ الحسنی" میں اس حقیقت کو واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ابوبکر الحضرمی نے محمد بن جریر الطبری، ابومحمد بن ابی زید اور فقہ وحدیث کے بہت سے شیوخ کا یہی قول نقل فرمایا ہے، جبکہ قاضی عبدالوہاب نے قاضی ابوبکر اور ابوالحسن الاشعری سے جو کچھ بھی نقل فرمایا اس کا ظاہر بھی یہی ہے، بلکہ قاضی عبدالوہاب نے قاضی ابوبکر کا یہ قول نصاً ذکر کیا ہے کہ "اللہ تعالیٰ اپنی ذات کے ساتھ اپنے عرش پر مستوی ہے" اور بعض جگہ یہ بھی لکھا ہے: کہ "وہ ذات حق اپنی پوری خلق کے اوپر ہے۔"

پھر فرمایا: یہ قول قاضی ابوبکر کا "تمہید الاوائل" میں ہے اور یہی قول ابوعمر بن عبدالبر اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

الطلمنکی وو دیگر اندلسی (مالکی) علماء کا ہے اور یہی خطابی کا قول ہے۔

ابو بکر محمد بن موہب المالکی رسالۂ ابن ابی زید کی شرح میں فرماتے ہیں: مؤلف (یعنی ابن ابی زید) کا یہ فرمانا کہ "انه فوق عرشه المجید" یعنی "اللہ تعالیٰ اپنی ذات کے ساتھ اپنے عرش عظیم پر ہے" تو واضح ہو کہ "فوق" اور "علی" کا تمام عرب کے نزدیک ایک ہی معنی ہے، اور کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ میں بھی اس معنی کی تصدیق موجود ہے، پھر بطورِ تمثیل کتاب وسنت کے بعض نصوص کا حوالہ دیا، نیز لونڈی کی حدیث سے بھی استدلال کیا، جس سے نبی ﷺ نے پوچھا تھا [این اللہ؟] اللہ کہاں ہے؟ اس نے کہا: [فی السماء] آسمان پر ہے، اس بات پر نبی ﷺ نے اس لونڈی کے مؤمنہ ہونے کی گواہی دی۔ اس کے بعد انہوں نے نبی ﷺ کے معراج پر جانے کی حدیث سے بھی استدلال کیا۔ پھر فرمایا: یہی قول امام مالک کا ہے جسے انہوں نے تابعین کی ایک جماعت سے سمجھا، جسے تابعین نے صحابہ کرام سے سمجھا، اور جسے صحابہ کرام نے اپنے نبی ﷺ سے سمجھا، یعنی اللہ تعالیٰ کے "فی السماء" آسمانوں میں ہونے کا معنی آسمان کے اوپر ہونا ہے..... شیخ ابو محمد فرماتے ہیں: "اللہ تعالیٰ بذاتہ اپنے عرش پر ہے" اس قول سے واضح ہوا کہ اللہ رب العزت کا عرش کے اوپر ہونے کا معنی یہی ہے کہ وہ بذاتہ عرش پر ہے البتہ وہ اپنی خلق سے بالکل بائن (جدا) ہے جس کی کیفیت ہم نہیں جانتے۔ اور اس کا کائنات میں ہر مقام پر ہونے کا معنی یہ ہے کہ وہ اپنے علم کے ساتھ ہر مقام پر ہے نہ کہ اپنی ذات کے ساتھ، پھر یہ جگہیں اور مقامات اسے گھیر بھی نہیں سکتیں کیونکہ وہ سب سے بڑا ہے۔

ابو بکر محمد بن موہب المالکی مزید فرماتے ہیں: مؤلف رحمہ اللہ کا فرمانا: "علی العرش استوی" یعنی "وہ عرش پر مستوی ہے" کا معنی اہل السنہ کے نزدیک محض استیلاء یعنی غلبہ پانا، قاہر و مالک ہونا نہیں ہے، یہ تو معتزلہ اور ان کے ہمنواؤں کی تفسیر ہے، اور بعض لوگ استواء مانتے ہیں لیکن علی سبیل المجاز نہ کہ علی سبیل الحقیقہ۔ پھر فرماتے ہیں: تھوڑی سی عقل وبصیرت رکھنے والے

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

شخص بھی ان کے استواء علی العرش کا استیلاء وغلبہ کے معنی کے فساد کو سمجھ سکتا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ تو اپنی پوری مخلوق پر غالب ومستوی ہے، پھر خاص طور پر عرش پر غالب ہونے کا کیا معنی؟! اگر استواء علی العرش کا معنی صرف غلبہ اور استیلاء ہے تو پھر عرش وغیر عرش برابر ہوں گے۔ چنانچہ استواء علی العرش جو ان کی تاویل فاسد میں استیلاء، ملک، غلبہ اور قہر کے معنی میں ہے کے ذکر کا کوئی معنی نہیں بنتا (کیونکہ استیلاء، غلبہ، قہر اور ملک تو اس ذات برحق کو اپنی پوری مخلوقات پر حاصل ہے) اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿ وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ قِيلًا ﴾ ترجمہ: (بات میں اللہ تعالیٰ سے سچا کون ہوسکتا ہے؟) پر بھی اگر غور کریں تو یہ بات آشکارا ہوگی کہ اللہ تعالیٰ کا عرش پر مستوی ہونا بر سبیل حقیقت ہے، مجاز نہیں۔ چنانچہ بنظر انصاف دیکھنے والے سوچتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمینوں کی تخلیق کے ذکر کے بعد فرمایا کہ وہ عرش پر مستوی ہوگیا، تو اگر مستوی ہونے کا معنی غلبہ حاصل کرنا ہے تو کیا اسے آسمانوں اور زمینوں کا غلبہ حاصل نہیں ہے! پھر استواء علی العرش کی تخصیص چہ معنی دارد؟ اللہ تعالیٰ کا فرمان سب سے سچا ہے، لہٰذا ہم اس کے مستوی علی العرش ہونے کو مجاز پر نہیں بلکہ حقیقت پر محمول کرتے ہیں، البتہ استواء کی تکییف اور تمثیل سے توقف اختیار کرتے ہیں، یعنی نہ تو اس ذات حق کے استواء کی کیفیت بیان کر سکتے ہیں، کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ نے بیان ہی نہیں فرمائی، اور نہ ہی حق تعالیٰ کے استواء کو کسی مخلوق کے استواء سے تشبیہ دیتے ہیں کیونکہ اس کا فرمان ہے: "اس جیسی کوئی چیز نہیں"

پندرھویں وجہ: ابوالحسن الاشعری نے خود استواء کے بمعنی استیلاء ہونے کے باطل ہونے پر اہل السنۃ کا اجماع نقل کیا ہے، ہم بعینہٖ انہی کی عبارت تحریر کیے دیتے ہیں جسے ابوالقاسم بن عساکر نے اپنی کتاب "تبیین کذب المفتری" میں ان کے حوالے سے بیان کیا ہے، بلکہ ان سے قبل ابوبکر بن فورک بھی ان سے اسی عبارت کو نقل کر چکے ہیں جو کہ ان کی کتب میں موجود ہے، فرماتے ہیں کہ ابوالحسن الاشعری اپنی کتاب "الابانۃ" جو کہ ان کی آخری کتاب ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

میں فرماتے ہیں: "باب ذکر الاستواء" یعنی اللہ تعالیٰ کے استواء علی العرش کا بیان (اس باب کے تحت لکھتے ہیں) اگر کوئی شخص پوچھے کہ اللہ تعالیٰ کے استواء علی العرش کے باب میں تمہارا کیا عقیدہ ہے؟ ہم کہیں گے: بالکل وہی جو قرآن مجید نے بیان کر دیا ﴿ الرَّحْمَٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَىٰ ﴾ کہ "وہ رحمٰن اپنے عرش پر مستوی ہے" (اس کے بعد استواء علی العرش کے مزید دلائل بیان کیے)

پھر فرمایا: معتزلہ، جہمیہ اور خوارج کہتے ہیں کہ استواء سے مراد استیلاء یعنی غلبہ پانا اور مالک ہونا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کے عرش پر ہونے کو تسلیم نہیں کرتے جیسا کہ اہل حق تسلیم کرتے ہیں، لہذا استواء علی العرش کا معنی عرش پر قدرت پانا کرتے ہیں۔ اگر یہ بات درست مان لیں تو پھر عرش اور سب سے نچلی ساتویں زمین میں کیا فرق ہے؟ اللہ تعالیٰ تو ہر چیز پر قادر ہے اور آسمان، زمین اور ہر چیز اس عالم کا حصہ ہیں۔ تو اگر اللہ تعالیٰ کے عرش پر مستوی ہونے کا معنی غلبہ اور قدرت پانے کا ہے، تو پھر اسے زمین اور زمین پر موجود ہر گندگی کے ڈھیر پر بھی مستوی مان لو، کیونکہ قدرت تو اسے ہر چیز پر حاصل ہے، کیا کسی مسلمان کو کسی نے یہ کہتے ہوئے بھی سنا کہ اللہ تعالیٰ حشوش واخلیہ (یعنی بیت الخلاء اور گندگی کے ڈھیروں) پر مستوی ہے؟ تو پھر استواء علی العرش جو کہ اللہ تعالیٰ کی ایک خاص صفت ہے اسے ایک ایسے معنی پر کیسے محمول کیا جا سکتا ہے جو معنی ہر چیز میں عمومیت کے ساتھ موجود ہے؟

لہذا یہ بات حتمیت کے ساتھ متعین ہو گئی کہ اس ذات حق کے عرش پر مستوی ہونے کا ایک خاص معنی ہے جو دیگر کسی شی میں نہیں پایا جاتا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

الفائدة العاشرة

التأليف في العقيدة على منهج السلف.

دسواں فائدہ:

عقیدے کے موضوع پر سلفی منہج کے مطابق تصنیف کردہ کتب کا بیان

عقیدے کے موضوع پر سلفی منہج کی حامل بے شمار کتب ہیں کچھ مؤلفات تو مستقل ہیں جو بطور خاص عقیدے کے موضوع پر لکھی گئیں، جبکہ کچھ کتب ایسی ہیں جو عقائد کے ساتھ ساتھ دیگر مسائل پر بھی مشتمل ہیں، جو کتب عقائد کے ساتھ ساتھ دیگر مسائل پر بھی مشتمل ہیں ان میں ہم بطور مثال: صحیح بخاری، صحیح مسلم اور سنن اربعہ ذکر کرتے ہیں۔

صحیح بخاری کا پہلا عنوان کتاب الایمان ہے اور آخری کتاب التوحید ہے، اثنائے کتاب میں عقیدے کے تعلق سے اور عنوانات بھی ہیں مثلاً: کتاب القدر، کتاب الانبیاء اور کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ وغیرہ۔

صحیح مسلم کا بھی پہلا عنوان کتاب الایمان ہے نیز کتاب القدر کا عنوان بھی موجود ہے، اسی طرح سنن اربعہ میں بھی عقیدے کے تعلق سے کتاب الایمان کے نام سے عنوانات موجود ہے، جبکہ سنن ابوداؤد میں اس حوالے سے کتاب السنۃ کے نام سے عنوان قائم کیا گیا ہے......

جو کتب کاملاً و مستقلاً عقیدے کے موضوع پر تالیف کی گئیں ان کی دو قسمیں ہیں، ایک وہ کتب جو متقدمین کے طریقے پر ہیں اور دوسری وہ کتب جو متاخرین کے طرز تالیف پر مشتمل ہیں۔

متقدمین کے طرز پر لکھی گئی کتب سے مراد وہ کتب ہیں جو موضوع سے متعلق احادیث و آثار سند کے ساتھ پیش کردیتی ہیں، متقدمین میں عقیدے سے متعلق لکھی گئی کتب کئی ناموں سے سامنے آتی ہیں مثلاً: "کتاب الایمان"، "کتاب السنۃ"، "کتاب الرد علی

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

الجهمية" وغیرہ۔

کتاب "الایمان" کے نام سے لکھی گئی کتب میں "الایمان لابی بکر ابن ابی شیبة" اور "الایمان لابی عبید القاسم بن سلام" اور "الایمان لابن ابی عمر العدنی" "الایمان لابن منده" وغیرہ معروف نام ہیں۔

جبکہ "السنة" کے نام سے عقیدہ کے موضوع پر لکھنے والوں میں محمد بن نصر المروزی، ابن ابی عاصم، عبداللہ بن امام احمد، لالکائی، خلال اور ابن شاہین وغیرہ معروف ہیں، اس کے علاوہ ابن ابی زمنین نے "اصول السنة" لکھی، مزنی اور بربہاری نے "شرح السنة" جبکہ ابن البناء نے "المختار فی اصول السنة" کے نام سے کتاب لکھی۔

"الرد علی الجهمية" کے نام سے امام احمد، عثمان بن سعید الدارمی اور ابن منده کی کتب موجود ہیں۔

عقیدے کے موضوع پر علماء متقدمین کی دیگر ناموں سے بہت سی کتب موجود ہیں، مثلاً حافظ ابن خزیمہ کی "کتاب التوحید"، اور ابن منده کی "کتاب التوحيد"، آجری کی کتاب "الشريعة"، اسماعیل الاصبہانی کی "الحجة في بيان المحجة"، صابونی کی "عقيدة السلف واصحاب الحديث" امام بخاری کی "خلق افعال العباد"، ابن ابی شیبہ کی کتاب "العرش"، فریابی کی کتاب "القدر"، ابوالشیخ کی کتاب "العظمة"، امام دارقطنی کی کتاب "الرؤية"، "النزول" اور "الصفات"، محمد بن نصر المروزی کی "تعظيم قدر الصلاة"، ابوداؤد کی "البعث والنشور"، ابونعیم کی "صفة الجنة والنار" اور "الرد على الرافضة"، ہروی کی "ذم الكلام وأهله" اور ابن بطہ کی "الابانة الكبرى" وغیرہ۔

متقدمین ومتاخرین کی کچھ کتب ایسی بھی ہیں جو اسانید کو ذکر کیے بغیر اجمالی اختصار کے ساتھ عقیدہ کے مسائل بیان کرنے پر اکتفاء کرتی ہیں، ان میں امام احمد بن حنبل کی کتاب "السنة"

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

امام طحاوی کی "عقیدۃ أهل السنة والجماعة"، ابن ابی زید کا مقدمہ، ابن جریر الطبری کی "صریح السنة" ابوبکر اسماعیلی کی "اعتقاد أهل السنة" ابن بطہ کی "الإبانة الصغرى"، ابوالحسن الاشعری کی "الإبانة"، عبدالغنی کی "عقیدۃ الحافظ" ابن قدامہ المقدسی کی "لمعة الاعتقاد" اور "العلو"، شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی "عقیدۃ الواسطیة"، "التدمریة" اور "الحمویة" معروف ہیں۔

متاخرین کے طریقہ پر تالیف سے مراد یہ ہے کہ ہر موضوع الگ سے قائم کرکے اس سے متعلق آیات، احادیث اور آثار ذکر کیے جائیں اور ساتھ ساتھ مخالفین کے عقیدہ پر رد بھی کر دیا جائے، جب وہ احادیث وآثار کا ذکر کرتے ہیں تو انہیں متقدمین کی کتب کی طرف منسوب کرتے ہیں جو ہر حدیث کو اس کی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں مثلاً: یوں کہتے ہیں: رواہ البخاری، ومسلم، وابوداؤد اور حدیث کی سند ذکر نہیں کرتے (کیونکہ وہ اصل کتاب میں موجود ہوتی ہے)

مثال کے طور پر یحییٰ عمرانی کی کتاب "الانتصار في الرد على المعتزلة القدرية الأشرار" ابن ابی العز الحنفی کی کتاب "شرح العقيدة الطحاوية"، شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی کتاب "منهاج السنة" انہی کی "درء تعارض العقل والنقل" اور "كتاب الإيمان"، امام ذہبی کی کتاب "العلو"، حافظ ابن القیم کی کتاب "اجتماع الجيوش الإسلامية" اور "الصواعق المرسلة على الجهمية والمعطلة" اور محمد بن الموصلی کی کتاب "مختصر الصواعق المرسلة" اور شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب کی "كتاب التوحيد" ان کے پوتے شیخ سلیمان بن عبداللہ کی کتاب "تيسير العزيز الحميد شرح كتاب التوحيد" اور ان کے دوسرے پوتے شیخ عبدالرحمٰن بن حسن کی کتاب "فتح المجيد" وغیرہ۔ یہ چند کتابوں کے نام ہم نے محض تمثیلاً نقل کیے ہیں، تمام کتب کا اس مختصر میں احاطہ ممکن نہیں ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

واضح ہو کہ بعض مبتدعین نے کتب سنت پر یہ اعتراض وارد کیا ہے کہ ان کتابوں میں ضعیف بلکہ موضوع احادیث بھی ذکر کی گئی ہیں۔

یہ اعتراض مردود ہے، کیونکہ ان محدثین نے تمام احادیث ان کی اسانید کے ساتھ ذکر کی ہیں اسانید ذکر کر کے وہ بری الذمہ ہو گئے، اب اس حدیث پر نظر و استدلال کی ذمہ داری پڑھنے پڑھانے والوں پر عائد ہوتی ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے "منهاج السنة" (۱۵/۴) میں فرمایا ہے کہ محدثین کی یہ عادت ہے کہ وہ ہر باب میں وہ تمام احادیث ذکر کر دیتے ہیں جو ان کے پاس موجود ہوتی ہیں تاکہ ان تمام احادیث (اور ان کی اسانید) کی پڑھنے والوں کو معرفت حاصل ہو جائے، اور یہ ممکن ہے کہ ان میں سے ان کے نزدیک کچھ احادیث ہی قابل استدلال و احتجاج ہوں۔

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں: ایک محدث کا وظیفہ یہ ہے کہ وہ اپنے مشائخ سے جس حدیث کو سنتا ہے اسے اسی طرح بکمال امانت روایت کر دے، اب تحقیق، نظر اور استدلال کی ذمہ داری تو پڑھنے والوں پر عائد ہوتی ہے ...... اور اہل علم فلاں تمام احادیث کو اسی نظر سے دیکھتے ہیں اور حدیث کی سند اور سند کے ایک ایک راوی پر پوری بحث کرتے ہیں۔

حافظ ابن حجر "لسان الميزان" (۱۵/۳) میں فرماتے ہیں: گزشتہ ادوار میں سے ۲۰۰ ہجری اور اس کے بعد کے بیشتر محدثین کا طریقہ یہی ہے کہ جب وہ حدیث کو اس کی سند کے ساتھ ذکر کر دیں تو اپنے خیال میں وہ پوری امانت داری کے ساتھ اپنی ذمہ داری کا حق ادا کر کے بری الذمہ ہو چکے۔ (واللہ اعلم)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

نص مقدمة رسالة ابن أبي زيد القيرواني

باب ما تنطق به الألسنة وتعتقده الأفئدة

من واجب أمور الديانات

من ذلك الايمان بالقلب والنطق باللسان أن الله إله واحد لا إله غيره ، ولا شبيه له، ولا نظير له ، ولا ولد له ، ولا والد له، ولا صاحبة له، ولا شريك له.

ليس لأوليته ابتداء ،ولا لآخريته انقضاء، لايبلغ كنه صفته الواصفون ، ولا يحيط بأمره المتفكرون، يعتبر المتفكرون بآياته ،ولا يتفكرون في ماهية ذاته، وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَٰوَاتِ وَالْأَرْضَ، وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ.

العالم الخبير، المدبر القدير، السميع البصير، العلي الكبير، وأنه فوق عرشه المجيد بذاته، وهو في كل مكان بعلمه.

خلق الانسان ويعلم ما توسوس به نفسه،وهو أقرب إليه من حبل الوريد،وما تسقط من ورقة إلا يعلمها ☆ولا حبة في ظلمات الارض ولا رطب ولا يابس إلا في كتاب مبين .

على العرش استوى،وعلى الملك احتوى، وله الأسماء الحسنى والصفات العلى، لم يزل بجميع صفاته وأسمائه ،تعالى أن تكون صفاته مخلوقة وأسمائه محدثة .

كلم موسى بكلامه الذى هو صفة ذاته لاخلق من خلقه، وتجلى للجبل فصار دكا من جلاله وان القرآن كلام الله ليس بمخلوق فيبيد ولا صفة لمخلوق فينفد .

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

والایمان بالقدر خیره وشره حلوه ومره، وکل ذلک قد قدر الله ربنا

ومقادیر الامور بیده ومصدرها عن قضائه .

علم کل شئ قبل کونه، فجری علی قدره لایکون من عباده قول ولا عمل

الا وقد قضاه وسبق علمه به ﴿ أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ ﴾ .

یضل من یشاء،فیخذله بعدله ، ویهدی من یشاء فیوفقه بفضله ،فکل میسر

بتیسیره الی ماسبق من علمه وقدره،من شقی او سعید .

تعالیٰ ان یکون فی ملکه مالایرید، او یکون لاحد عنه غنی، خالقا لکل شئ

الا هورب العباد ورب اعمالهم ،والمقدر لحرکاتهم وآجالهم.

الباعث الرسل إلیهم لإقامة الحجة علیهم.

ثم ختم الرسالة والنذارة والنبوة بمحمد نبیه ﷺ ، فجعله آخر المرسلین

بشیرا ونذیرا ،وداعیا إلی الله باذنه وسراجا منیرا ،وأنزل علیه کتابه الحکیم

وشرح به دینه القویم ،وهدی به الصراط المستقیم.

وان الساعة اتیة لاریب فیها وان الله یبعث من یموت کما بداهم یعودون

وان الله سبحانه وتعالیٰ ضاعف لعباده المؤمنین الحسنات، وصفح لهم

بالتوبة عن کبائر السیئات ،وغفر لهم الصغائر باجتناب الکبائر، وجعل من

یتب من الکبائر صائرا إلی مشیئته ﴿ إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ

ذَٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ ﴾.

ومن عاقبه الله بناره أخرجه منها بایمانه فأدخله به جنته ﴿ فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ

ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ﴾ ویخرج منها بشفاعة النبی ﷺ من شفع له من اهل الکبائر

امته .

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

وأن الله سبحانه قد خلق الجنة فأعدها دار خلود لأوليائه وأكرمهم فيها بالنظر إلى وجهه الكريم ، وهي التي أهبط منها آدم نبيه وخليفته إلى أرضه بما سبق في سابق علمه .

وخلق النار فأعدها دار خلود لمن كفر به وألحد في آياته وكتبه ورسله وجعلهم محجوبين عن رؤيته .

وأن الله تبارك وتعالى يجيء يوم القيامة والملك صفا صفاً، لعرض الأمم وحسابها وعقوبتها وثوابها ، وتوضع الموازين لوزن أعمال العباد، فمن ثقلت موازينه فأولئك هم المفلحون، ويؤتون صحائفهم بأعمالهم، فمن أوتي كتابه بيمينه فسوف يحاسب حسابا يسيرا ، ومن أوتي كتابه وراء ظهره فأولئك يصلون سعيرا .

وأن الصراط حق، يجوزه العباد بقدر أعمالهم ، فناجون متفاوتون في سرعة النجاة عليه من نار جهنم ، وقوم أوبقتهم فيها أعمالهم.

والإيمان بحوض رسول الله ﷺ ، ترده امته ، لايظما من شرب منه ، ويذاد عنه من بدل و غير .

وأن الإيمان قول باللسان ، وإخلاص بالقلب، وعمل بالجوارح ،يزيد بزيادة الأعمال، وينقص بنقصها ، فيكون فيها النقص وبها الزيادة ، ولا يكمل قول الايمان إلا بالعمل ، ولاقول وعمل إلا بنية ، ولاقول وعمل ونية إلا بموافقة السنة .

وأنه لايكفر أحد بذنب من أهل القبلة .

وأن الشهداء أحياء عند ربهم يرزقون ، وأرواح أهل السعادة باقية ناعمة

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

إلى يوم يبعثون ،وأرواح أهل الشقاوة معذبة إلى يوم الدين.

وإن المؤمنين يفتنون في قبورهم ويسألون ، ﴿ يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ ﴾.

وأن على العباد حفظة يكتبون أعمالهم، ولا يسقط شيء من ذلك عن علم ربهم، وإن ملك الموت يقبض الأرواح بإذن ربه.

وأن خير القرون القرن الذين رأوا رسول الله ﷺ وآمنوا به، ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم.

وأفضل الصحابة الخلفاء الراشدون المهديون: أبو بكر ثم عمر ثم عثمان ثم علي رضي الله عنهم أجمعين.

وأن لا يذكر أحد من صحابة الرسول ﷺ إلا بأحسن ذكر، والإمساك عما شجر بينهم، وأنهم أحق الناس أن يلتمس لهم أحسن المخارج ، ويظن بهم أحسن المذاهب.

والطاعة لأئمة المسلمين من ولاة أمورهم وعلمائهم، واتباع السلف الصالح واقتفاء آثارهم، و الاستغفار لهم،وترك المراء والجدال في الدين وترك ما أحدثه المحدثون .

وصلى الله على سيدنا محمد نبيه، وعلى آله وأزواجه وذريته وسلم تسليما كثيرا.

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

متن کا ترجمہ

یہ باب دین کے ان امور کے بیان میں ہے جن کا اقرار تمام زبانوں پر، اور اعتقاد تمام دلوں پر فرض ہے۔

ان میں سے ایک چیز یہ ہے کہ دل کے ساتھ ایمان، اور زبان کے ساتھ اقرار کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ: معبودِ حق ہے، اکیلا ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کا کوئی شبیہ اور نظیر نہیں ہے، نہ ہی اس کی اولاد ہے نہ والد، نہ اس کی بیوی ہے اور نہ ہی کوئی شریک۔

اس کی اولیت کی کوئی ابتداء نہیں، اور اس کی آخریت کی کوئی انتہا نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی صفات بیان کرنے والے اس کی کسی صفت کی ماہیت و کیفیت تک نہیں پہنچ سکتے اور تفکر کرنے والے اس کے کسی امر کا احاطہ نہیں کر سکتے۔ تفکر کرنے والے اس کی آیات سے نصیحت و عبرت اخذ کرتے ہیں لیکن اس کی ذات کی حقیقت و کیفیت پر غور و خوض اور بحث و تجسس نہیں کرتے۔ وہ اس کے علم میں سے کسی چیز کا احاطہ نہیں کر سکتے، مگر جتنا وہ چاہے، اس کی کرسی کی وسعت نے زمین و آسمان کو گھیر رکھا ہے، اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت سے نہ تھکتا اور نہ اکتاتا ہے، وہ بہت بلند اور بہت بڑا ہے۔

وہ عالم، خبیر، مدبر، قدیر، سمیع، بصیر، بلند اور بڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ بذاتہ اپنے عرش عظیم پر ہے، جبکہ علمہ ہر جگہ موجود ہے۔

اس نے انسان کو پیدا کیا اور وہ انسان کے دل میں جو خیالات اٹھتے ہیں انہیں بھی جانتا ہے اور وہ اس کی رگِ جان سے بھی زیادہ قریب ہے، اور کوئی پتا نہیں گرتا مگر وہ اس کو بھی جانتا ہے اور کوئی دانہ زمین کے تاریک حصے میں نہیں پڑتا اور نہ کوئی تر اور نہ کوئی خشک چیز گرتی ہے مگر یہ سب کتابِ مبین میں ہے۔

وہ عرش پر مستوی ہے اور پوری کائنات پر اسکی حکمرانی، بادشاہت اور قبضہ ہے۔ اس کیلئے

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

انتہائی پیارے پیارے نام اور بہت ہی اعلیٰ صفات ہیں۔ وہ اپنی تمام صفات اور ناموں کے ساتھ ہمیشہ سے ہے، وہ اس بات سے انتہائی بلند اور پاک ہے کہ اس کی کوئی صفت مخلوق ہو یا کوئی نام نیا ہو۔

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا، اور یہ کلام اللہ تعالیٰ کی مخلوق نہیں بلکہ صفت ذاتی ہے، اللہ تعالیٰ نے پہاڑ (کوہ طور) پر اپنی تجلی ڈالی تو وہ اللہ تعالیٰ کے جلال سے ریزہ ریزہ ہو گیا۔ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے مخلوق نہیں ہے کہ فنا کا شکار ہو جائے، نہ ہی کسی مخلوق کی صفت ہے کہ ختم ہو جائے۔

اچھی اور بری میٹھی اور کڑوی ہر قسم کی تقدیر پر ایمان لانا (فرض ہے)۔ ان تمام چیزوں کو ہمارے پروردگار اللہ تعالیٰ نے مقدر فرمایا، تمام امور کی مقادیر اس کے ہاتھ میں ہے، جن کا صادر ہونا اس کے فیصلے سے ہے۔

وہ ہر شی کو وجود میں آنے سے پہلے ہی جانتا ہوتا ہے، اور وہ شی جب وجود میں آتی ہے تو اس کی تقدیر کے مطابق ہی آتی ہے، بندوں کا ہر قول اور فعل اللہ تعالیٰ کی قضاء وقدر اور اس کے علم سابق کے مطابق ہوتا ہے ﴿ کیا وہ ذات علم نہیں رکھتی جس نے پیدا کیا؟ وہ تو باریک بین اور باخبر ہے ﴾۔

جسے چاہتا ہے گمراہ کر کے ذلتوں کی پستیوں میں دھکیل دیتا ہے، جو کہ عین عدل ہے، اور جسے چاہتا ہے توفیق ہدایت سے مشرف فرما دیتا ہے، جو عین فضل ہے۔ ہر بد بخت یا نیک بخت اللہ تعالیٰ کے علم سابق اور تقدیر کے مطابق اپنی اپنی راہ پر بآسانی چلایا جا رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ اس بات سے بہت بلند ہے کہ اسکی بادشاہت میں کوئی چیز اسکے ارادے کے بغیر یا خلاف ہو، یا کوئی مخلوق اس سے مستغنی ہو، ہر شی کا صرف وہی خالق ہے، تمام بندوں اور ان کے تمام اعمال کا وہی رب ہے، اور انکی تمام حرکات و آجال کی تقدیر بنانے والا بھی وہی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

لوگوں پر حجت قائم کرنے کیلئے، ان کی طرف رسول مبعوث فرمانے والا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے سلسلۂ رسالت کا اپنے آخری نبی محمد ﷺ پر اختتام فرما دیا، اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو تمام انبیاء ومرسلین میں سے سب سے آخر میں مبعوث فرمایا، آپ ﷺ کو بشیر ونذیر بنایا، اپنے اذن سے اپنا داعی اور سراج منیر بنا کر بھیجا، آپ ﷺ پر اپنی کتاب حکیم (قرآن مجید) نازل فرمائی، اور آپ ﷺ کے ذریعے اپنے دین متین کی شرح وتفصیل فرما دی، نیز آپ ﷺ کے ذریعے لوگوں کو صراط مستقیم کی ہدایت فرما دی۔

اور بے شک قیامت آنے والی ہے، اس میں کوئی شک نہیں، اور بے شک اللہ تعالیٰ تمام مردوں کو اٹھائے گا، جیسے انہیں پیدا کیا تھا، ویسے ہی دوبارہ بن جائیں گے۔

اور بے شک اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے مؤمن اور موحد بندوں کی نیکیوں کو خوب بڑھا دیتا ہے، اور ان کی توبہ کے سبب ان کے بڑے بڑے گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے، اور بڑے گناہوں سے اجتناب کی برکت سے ان کے چھوٹے گناہوں سے درگزر فرما دیتا ہے، اور اگر کوئی موحد بندہ اپنے کبیرہ گناہوں سے توبہ نہ کر پایا ہو تو اس کا معاملہ اپنی مشیت کے تحت فرما لیتا ہے۔ ﴿ إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَاءُ ﴾ (النساء:۴۸)

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ شرک کو معاف نہیں فرماتا اور شرک کے علاوہ جس گناہ کو چاہے معاف فرما دے"۔

اور جس (مسلمان) کو اللہ تعالیٰ جہنم کی آگ کی سزا دے گا اسے جہنم سے بوجہ اس کے ایمان کے نکال دے گا، پھر ایمان کی برکت سے جنت میں داخل کر دے گا: "پس جس نے ایک ذرہ کے بقدر نیکی کی ہوگی اسے ضرور دیکھے گا" اللہ تعالیٰ جہنم سے نبی ﷺ کی شفاعت کی وجہ سے آپ ﷺ کی امت کے بہت سے اہل کبائر کو، جس جس کی آپ ﷺ شفاعت کریں گے، نکال دے گا۔

اللہ تعالیٰ نے جنت کو پیدا فرما دیا ہے، اور اسے اپنے دوستوں کے رہنے کیلئے ہمیشہ کا گھر قرار

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

دے دیا ہے، اس گھر میں اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کو اپنے بابرکت چہرے کے دیدار سے مشرف فرمائے گا۔ یہ جنت وہی گھر ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی اور خلیفہ آدم علیہ السلام کو اتار کر زمین پر بھیج دیا تھا، اللہ تعالیٰ کے علم سابق میں یہ بات موجود تھی۔

اللہ تعالیٰ جہنم کو بھی پیدا فرما چکا ہے، اور اسے کفر کرنے والوں اور اپنی آیتوں، کتابوں اور رسولوں میں الحاد پیدا کرنے والوں کا ہمیشہ کا ٹھکانہ قرار دے چکا ہے، ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ اپنے دیدار سے محروم رکھے گا۔

اور بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ قیامت کے دن آئے گا، اور فرشتے بھی قطاروں میں (آئیں گے) تاکہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ پر پیش کریں، اور اللہ تعالیٰ ان سے سارا حساب لے، اور انھیں عذاب میں جھونکنے یا ثواب عطا فرمانے کے فیصلے فرمائے۔ بندوں کے اعمال کے وزن کیلئے ترازو بھی قائم کردیے جائیں گے، پس جن کا نیکیوں کا پلڑا بھاری ہو گیا، وہ کامیاب قرار پائیں گے۔ اسی طرح لوگوں کو ان کے اعمال کے صحیفے بھی دیے جائیں گے، پس جسے دائیں ہاتھ میں اس کا صحیفہ تھما دیا گیا، ان کا حساب بہت آسان کردیا جائے گا، اور جنھیں ان کا صحیفہ پشت کے پیچھے سے دیا گیا، وہ لوگ جلتی آگ کا لقمہ بن جائیں گے۔

(قیامت کے دن) پل صراط برحق ہے، جسے بندے اپنے اپنے اعمال کے بقدر عبور کریں گے، کچھ تو نجات پا جائیں گے جو جہنم سے نجات میں تیزی کے اعتبار سے متفاوت ہوں گے۔ اور بہت سے لوگوں کو ان کے اعمال ہلاکت کے گڑھے (جہنم) میں پھینک دیں گے۔

رسول اللہ ﷺ کے حوض پر ایمان لانا (فرض ہے) آپ ﷺ کے حوض پر آپ ﷺ کی امت وارد ہوگی، جس نے اس حوض سے پانی پی لیا اسے (جنت میں داخلے تک) پیاس نہیں لگے گی، حوض کوثر سے اس بدبخت کو دور کردیا جائے گا جس نے دین میں تبدیلی وتغییر کا ارتکاب کیا۔

اور بے شک ایمان زبان کے اقرار، دل کے اخلاص، اور اعضاء کے عمل کا نام ہے، نیکیوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

زیادتی سے بڑھتا ہے اور کمی سے گھٹتا ہے، ایمان میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے، ایمان کا قول، عمل کے بغیر پورا نہیں ہوتا، اور قول وعمل دونوں نیت کی درستگی کے بغیر نامکمل ہیں، اور قول، عمل اور نیت تینوں رسول اللہ ﷺ کی سنت کی مطابقت کے بغیر ناقابل قبول ہیں۔

اور اہل قبلہ میں سے کوئی شخص کسی گناہ کے ارتکاب سے کافر نہیں ہو جاتا۔

شہداء زندہ ہیں اور اپنے رب کے پاس رزق دیئے جاتے ہیں، نیک لوگوں کی روحیں قیامت قائم ہونے تک نعمتوں سے متمتع ہوتی رہیں گی، جبکہ بُرے لوگوں کی روحیں قیامت تک مبتلائے عذاب رہیں گی۔

مومنین کو ان کی قبروں میں آزمائش اور امتحان کے مرحلے سے گزارا جائے گا۔" اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو قول ثابت کے ساتھ دنیا کی زندگی اور آخرت میں ثابت قدمی عطا فرماتا ہے"۔

بندوں پر نگران فرشتے مقرر ہیں، جو ان کے اعمال لکھتے ہیں، جبکہ اللہ تعالیٰ کے علم سے بھی کوئی عمل ساقط نہیں ہوتا (خواہ فرشتے لکھیں یا نہ) اور ملک الموت فرشتہ اللہ کے اذن سے روحیں قبض کرتا ہے۔

اور بے شک سب سے بہترین زمانہ ان لوگوں کا ہے جنہوں نے بحالت ایمان رسول اللہ ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل کیا، پھر ان لوگوں کا جو صحابہ کے بعد آئے، پھر ان کے بعد آنے والوں کا۔

صحابہ کرام میں سے سب سے افضل خلفاء راشدین ہیں جو ہدایت یافتہ ہیں، وہ ابوبکر صدیق پھر عمر پھر عثمان پھر علی رضی اللہ عنھم اجمعین ہیں۔

ضروری ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ہر صحابی کو اچھے ذکر سے یاد کیا جائے، ان کے آپس کے مشاجرات واختلافات کے متعلق خاموشی اختیار کی جائے، وہ اس بات کے مستحق ہیں کہ (ان کے مشاجرات میں) ان کیلئے بہتر مخرج تلاش کیا جائے، اور ان کے بارہ میں سب سے اچھا گمان

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

قائم کیا جائے۔

اور (اہل السنۃ) مسلمانوں کے حکام اور علماءِ کرام کی اطاعت بھی (ضروری قرار دیتے ہیں)۔ سلف صالحین کی اتباع، ان کے نقشِ قدم کی پیروی اور ان کیلئے استغفار کرتے رہنا (اہل السنۃ کے معتقدات میں شامل ہے)۔ (اہل السنۃ کے منہج میں یہ بات بھی شامل ہے کہ) دین میں جھگڑنے سے یکسر گریز کی جائے۔ اہل بدعت نے، دین میں جو اضافے کیے ہیں، انہیں کلی طور پہ ترک کر دینا (بھی اہل السنۃ والجماعۃ کے منہج میں شامل ہے)۔

اور اللہ تعالیٰ ہمارے سردار، نبی پاک محمد ﷺ پر، آپ کی آل، ازواج مطہرات اور ذریات پر رحمتیں اور بہت زیادہ سلامتیاں نازل فرمائے۔ (آمین)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

آغازِ شرح

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اول شرح

[1] قوله: "باب ما تنطق به الألسنة وتعتقده الأفئدة من واجب أمور الديانات، من ذلك الإيمان بالقلب والنطق باللسان أن الله إله واحد لا إله غيره، ولا شبيه له، ولا نظير له، ولا ولد له، ولا والد له، ولا صاحبة له، ولا شريك له."

ترجمہ: "یہ باب دین کے ان امور کے بیان میں ہے جن کا اقرار تمام زبانوں پر، اور اعتقاد تمام دلوں پر فرض ہے، ان میں سے ایک چیز یہ ہے کہ دل کے ساتھ ایمان، اور زبان کے ساتھ اقرار کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ: معبود حق ہے، اکیلا ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کا کوئی شبیہ اور نظیر نہیں ہے، نہ ہی اس کی اولاد ہے نہ والد، نہ اس کی بیوی ہے اور نہ ہی کوئی شریک۔"

شرح

یہ کتاب جو آپ کے ہاتھ میں ہے، حقیقت میں صرف ایک باب ہے، جسے ابن ابی زید القیروانی رحمہ اللہ نے فقہی مسائل پر لکھے گئے اپنے "الرسالۃ" کے مقدمہ کے طور پر تحریر فرمایا ہے، گویا یہ ان کی عقیدہ کے موضوع پر کوئی مستقل تالیف نہیں ہے، بلکہ مستقل تصنیف کا بطور مقدمہ ایک باب ہے، اس طرح ان کی یہ تحریر دونوں فقہوں کو جمع کیے ہوئے ہے، ایک وہ فقہ جس کا تعلق عقیدہ سے ہے، جس میں اجتہاد کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی، اس فقہ کو اصطلاحاً فقہ اکبر کہا جاتا ہے، دوسری وہ فقہ جس کا تعلق فروع دین کے احکام سے ہے اس میں اجتہاد کی گنجائش موجود ہے۔

مؤلف رحمہ اللہ نے مذکورہ عقیدہ کیلئے دو چیزوں کے واجب ہونے کا ذکر کیا ہے، ایک زبانی اقرار، دوسرا قلبی اعتقاد..... عمل کا ذکر نہیں کیا؟ جو کہ ارجاء ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ مذکورہ عقیدہ کیلئے صرف زبان کا اقرار، اور دل کی تصدیق مطلوب ہے، عمل مطلوب نہیں، عمل کی شرط ایمان کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

تعریف کے ساتھ ہے، اور اس مقدمہ میں مؤلف رحمہ اللہ نے جب ایمان کی تعریف کی تو ان تین شرائط کے ساتھ کی ہے یعنی: زبان کا اقرار، دل کی تصدیق اور جوارح کا عمل۔

اللہ تعالیٰ کی الوہیت کا اثبات اور اللہ تعالیٰ سے سات چیزوں کی نفی

ابن ابی زید کا مذکورہ کلام ایک تو اس بات پر مشتمل ہے کہ الوہیت یعنی مستحق عبادت ہونا صرف اللہ رب العزت کیلئے ثابت ہے اور کسی کیلئے نہیں۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے سات چیزوں کی نفی کی ہے:

(۱) ہر غیر اللہ کے معبود ہونے کی نفی۔

(۲) کسی کے اللہ تعالیٰ کے شبیہ ہونے کی نفی۔

(۳) کسی بھی شی سے اللہ تعالیٰ کے نظیر ہونے کی نفی۔

(۴) اللہ تعالیٰ کی اولاد کی نفی۔

(۵) اللہ تعالیٰ کا باپ ہونے کی نفی۔

(۶) اللہ تعالیٰ کی بیوی ہونے کی نفی۔

(۷) اللہ تعالیٰ کے شریک ہونے کی نفی۔

اب تمام امور کی تفصیل پیش خدمت ہے:

مؤلف رحمہ اللہ کا فرمانا: "ان اللہ الہ واحد لا الہ غیرہ" یعنی (اللہ تعالیٰ اکیلا الٰہ (معبود) ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں)

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے ماخوذ ہے:

﴿ وَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ لَّا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَٰنُ الرَّحِيمُ ﴾ (البقرۃ:۱۶۳)

ترجمہ: "تم سب کا معبود ایک ہی معبود ہے، اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں وہ بہت رحم کرنے والا اور بڑا مہربان ہے"

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اکیلا معبود حق ہے، اور ضروری ہے کہ ہر قسم کی عبادت اسی اکیلے معبود کیلئے بجالائی جائے، اور کسی بھی عبادت میں غیر اللہ کا کسی قسم کا کوئی حصہ نہ ہو۔ اس عظیم الشان عقیدے کو سمجھانے کیلئے اللہ تعالیٰ نے انبیاء ورسل کو مبعوث فرمایا اور آسمانی کتابیں نازل فرمائیں۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رَّسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ ﴾ (الانبیاء:۲۵)

ترجمہ: "اور آپ سے قبل ہم نے جس رسول کو مبعوث کیا اس کی طرف بھی وحی کی کہ میرے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے پس صرف اور صرف میری ہی عبادت کرو۔"

ایک اور مقام پر فرمایا: ﴿ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ ﴾ (النحل:۳۶)

ترجمہ: "اور ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ ایک اللہ کی عبادت کرو اور ہر طاغوت کا انکار کرو۔"

نیز فرمایا: ﴿ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ﴾ (الذاریات:۵۶)

ترجمہ: "اور میں نے نہیں پیدا کیا جنوں اور انسانوں کو مگر اس لئے کہ وہ میری عبادت کریں۔"

توحید کی تین اقسام اور ان کی تعریفات

چنانچہ تمام مخلوقات، اللہ تعالیٰ ہی نے پیدا فرمائیں، تمام رسولوں کو اسی نے مبعوث فرمایا، تمام کتابیں اسی نے نازل فرمائیں...... تاکہ ان رسولوں اور کتابوں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق تک اللہ تعالیٰ کا امر اور آرڈر پہنچ جائے کہ صرف وہ ذات واحد ہی ہر قسم کی عبادت کی مستحق ہے اس ذات برحق کے سوا کوئی بھی، کسی بھی قسم کی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ توحید کی یہ قسم توحید الوہیت کہلاتی ہے، جو توحید کی تین اقسام میں سے ایک ہے، باقی دو قسمیں توحید ربوبیت اور توحید اسماء وصفات ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

توحید الوہیت یہ ہے کہ عبادت کے تعلق سے بندوں کے تمام افعال مثلاً: دعاء، استغاثہ، استعاذہ، ذبح اور نذر و غیرہ کا اکیلا اللہ تعالیٰ ہی حقدار ہے۔ تمام بندوں پر یہ بات حتمی اور قطعی طور پر فرض ہے کہ وہ تمام عبادات کو صرف اللہ تعالیٰ کیلئے خاص کر دیں، اور کسی بھی عبادت میں، کسی کو بھی اس کا شریک نہ ٹھہرائیں...... گویا توحید الوہیت کا تعلق بندوں کے افعال سے ہے۔

جبکہ توحید ربوبیت کا تعلق اللہ تعالیٰ کے افعال سے ہے، مطلب یہ کہ جو افعال اللہ تعالیٰ کیلئے مخصوص و مذکور ہیں ان تمام افعال کا صرف اللہ وحدہ لاشریک لہ کو ہی مستحق قرار دیا جائے......

مثلاً: پیدا کرنا، روزی دینا، زندہ کرنا، مارنا اور کائنات میں تصرف کرنا، یہ سب وہ افعال ہیں جو اللہ تعالیٰ کیلئے مختص ہیں، اور ان افعال میں کوئی بھی اس کا شریک نہیں ہے۔

توحید اسماء وصفات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے اس ذات حق کیلئے جن اسماء وصفات کا اثبات فرمایا ہے، انہیں اللہ تعالیٰ کیلئے ثابت کیا جائے، اور اسی طرح ثابت کیا جائے جیسا کہ اس کے کمال وجلال کے لائق ہے، اس میں نہ تو کسی صفت میں کسی سے تشبیہ ہو، نہ کسی صفت کی کیفیت کا بیان ہو، نہ کسی صفت میں لفظی یا معنوی تحریف ہو اور نہ ہی کسی صفت کا انکار وتعطیل ہو۔

سورۃ الفاتحہ اور سورۃ الناس توحید کی تینوں اقسام پر مشتمل ہیں

توحید کی یہ تقسیم قرآن وحدیث کے نصوص سے استقراءً معلوم ومفہوم ہوتی ہے، اور اگر آپ قرآن مجید کی پہلی اور آخری دونوں سورتیں پڑھیں تو یہ نکتہ آپ پر عیاں ہو جائیگا، کیونکہ یہ دونوں سورتیں توحید کی مذکورہ تینوں اقسام پر مشتمل ہیں، چنانچہ ہم وضاحت کیلئے ان دونوں سورتوں کے مضمون پر غور کرتے ہیں:

سورۃ الفاتحہ کی پہلی آیت ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ﴾ ہے، "اَلْحَمْدُ" کا جملہ توحید الوہیت پر مشتمل ہے کیونکہ بندوں کا ہر قسم کی حمد وثنا کا اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرنا عبادت ہے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اور توحید الوہیت بھی اسی چیز کا نام ہے کہ اللہ تعالیٰ کیلئے ہر قسم کی عبادت بجالائی جائے، اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴾ میں توحید ربوبیت کا اثبات ہے، کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کے تمام عالمین کے رب ہونے کا اقرار واعتراف ہے، اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز عالمین میں داخل وشامل ہے، چنانچہ اس کائنات میں یا تو خالق ہے یا مخلوق، تیسری کوئی چیز نہیں، رب العالمین میں اللہ تعالیٰ کے خالق ہونے اور باقی تمام عالمین کے مخلوق ومربوب ہونے کا اعتراف ہے، پھر یہ بات معلوم ہے کہ "رب" اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ہے، اور یہ توحید اسماء وصفات ہے، گویا سورۃ الفاتحہ کی پہلی آیت ہی توحید کی تینوں اقسام پر مشتمل ہے۔

اس کے بعد قولہ تعالیٰ ﴿ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴾ میں اللہ تعالیٰ کی دو صفات مذکور ہیں۔ اس طرح یہ آیت بھی توحید اسماء وصفات پر مشتمل ہے ﴿ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴾ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے دو نام ہیں، یہ دونوں نام اللہ تعالیٰ کی ایک صفت یعنی رحمت پر دلالت کررہے ہیں، اللہ تعالیٰ کے تمام اسماء مشتق ہیں اور کسی نہ کسی صفت پر دلالت کررہے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے کوئی نام اسم جامد نہیں ہے۔

قولہ تعالیٰ ﴿ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴾ میں توحید ربوبیت کا اثبات ہے، کیونکہ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ کے مالک دنیا وآخرت ہونے کا عقیدہ پنہاں ہے، یہاں صرف آخرت کے مالک ہونے کا بطور خاص اس لیئے ذکر کیا کہ قیامت کے دن سب کے سب اللہ رب العالمین کیلئے پوری طرح جھک جائیں گے، برخلاف دنیا کے، کہ یہاں لوگوں میں طرح طرح کی سرکشی، عناد اور تکبر ونافرمانی پائی جاتی ہے، جیسا کہ فرعون نے ﴿ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ﴾ کہا تھا۔

قولہ تعالیٰ: ﴿ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴾ میں توحید الوہیت کا اثبات ہے، کیونکہ اس آیت کریمہ میں بندے بڑے حصر کے ساتھ اس بات کا اعتراف کررہے ہیں کہ اے اللہ! ہم ہر نوع کی عبادت واستعانت کے ساتھ تجھے ہی خاص کرتے ہیں اور تیرے ساتھ کسی دوسرے کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

شریک نہیں کرے۔

قولہ تعالیٰ: ﴿ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۔ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ﴾ میں توحید الوہیت کا اثبات ہے، کیونکہ یہ آیات مبارکہ اللہ تعالیٰ سے طلب ہدایت کی دعا پر مشتمل ہیں، اور یہ بات معلوم ہے کہ دعا ایک اہم ترین عبادت ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: [الدعاء ھو العبادة] دعا عبادت ہے۔

ان آیات کریمہ میں بندہ اپنے پروردگار سے صراط مستقیم کی ہدایت کی دعا مانگتا ہے، وہ صراط مستقیم جس پر انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین چلتے رہے، اور یہ سب کے سب اہل توحید ہیں۔

اسی طرح ان آیات مبارکہ میں بندہ اللہ تعالیٰ سے یہ درخواست کر رہا ہے کہ مجھے ان لوگوں کے راستے سے بچائے رکھنا جو مستحقین غضب وضلالت کا راستہ تھا۔ یہ وہ لوگ تھے جو توحید سے ہٹے، ان سے انواع واقسام کے شرک صادر ہوتے رہے اور وہ غیر اللہ کی عبادت کی روش پر رہے۔ (ہماری اس تقریر سے واضح ہوا کہ سورۃ الفاتحہ جو ام الکتاب ہے کا مکمل موضوع توحید باری تعالیٰ ہے اور یہ سورۂ مبارکہ توحید کی تینوں اقسام پر مشتمل ہے)

اب قرآن کریم کی آخری سورت، سورۃ الناس پر غور کیجئے:

اس کی پہلی آیت: ﴿ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ﴾ توحید کی تینوں اقسام پر مشتمل ہے، چنانچہ "استعاذہ" یعنی اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنا عبادت ہے، اور یہ توحید الوہیت ہے، اور "رب" قولہ تعالیٰ: ﴿ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴾ کی طرح توحید ربوبیت اور توحید اسماء وصفات دونوں پر مشتمل ہے۔

قولہ تعالیٰ: ﴿ مَلِکِ النَّاسِ ﴾ بھی توحید ربوبیت اور توحید اسماء وصفات دونوں پر مشتمل ہے

قولہ تعالیٰ: ﴿ اِلٰهِ النَّاسِ ﴾ میں توحید الوہیت اور توحید اسماء وصفات دونوں اقسام موجود

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

توحید کی ان اقسام میں باہم نسبت

واضح ہو کہ توحید کی ان تینوں اقسام میں آپس میں جو نسبت پائی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ توحید
ربوبیت اور توحید اسماء وصفات کا اقرار واعتراف توحید الوہیت کو مستلزم ہے، جبکہ توحید الوہیت کا
اقرار واعتراف توحید ربوبیت اور توحید اسماء وصفات دونوں کو متضمن ہے۔

اس اجمال کی تفصیل اس طرح ہے کہ جس شخص نے توحید الوہیت کا اقرار کر لیا وہ لازما توحید
ربوبیت اور توحید اسماء وصفات کا بھی اقرار کرے گا، کیونکہ جب اس نے اللہ وحدہ لاشریک لہ کو ہی
معبود مان لیا اسے ہر قسم کی عبادت کے مستحق ہونے کے ساتھ خاص کر لیا، اور کسی بھی قسم کی عبادت
میں ہر قسم کے شریک کا انکار کر لیا، تو پھر وہ اللہ تعالیٰ کے خالق، رازق، محیی اور ممیت ہونے کا
انکار نہیں کر سکے گا (اور یہ سب توحید ربوبیت پر مشتمل صفات ہیں) اسی طرح وہ اللہ تعالیٰ کے اسماء
حسنیٰ اور صفات علیٰ میں سے کسی نام یا صفت کا انکار نہیں کر سکے گا۔

اسی طرح جس شخص نے توحید ربوبیت اور توحید اسماء وصفات کا اقرار کر لیا تو اس کیلئے ضروری
ہے کہ وہ توحید الوہیت کا بھی اقرار کرلے۔ اسے یہ بات معلوم ہونی چاہئے کہ کفار مکہ جن کی طرف
رسول اللہ ﷺ کی بعثت عمل میں آئی تھی، توحید ربوبیت کا اقرار کرتے تھے، توحید کی اس قسم کے
اقرار نے انہیں داخل اسلام نہیں کیا، اور رسول اللہ ﷺ نے ان سے اس وقت تک قتال حلال
قرار دے دیا جب تک وہ خالص اللہ وحدہ لاشریک لہ کی عبادت نہیں کرتے (یعنی توحید الوہیت کو
نہیں مان لیتے) یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں بہت سے مقامات میں توحید ربوبیت، جس کا کفار
اقرار کرتے تھے کا اثبات وتقریر مذکور ہے، تاکہ انہیں توحید الوہیت کے اقرار واعتراف پر آمادہ کیا
جائے (کیونکہ توحید ربوبیت کا اقرار، توحید الوہیت کے اقرار کو مستلزم ہے) بطور مثال قرآن مجید
کی ان آیات کو پڑھیے:

﴿ أَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَأَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَنْبَتْنَا بِهِ حَدَائِقَ

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ذَاتَ بَهْجَةٍ مَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُنْبِتُوا شَجَرَهَا ءَإِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ ۔ أَمَّنْ جَعَلَ الْأَرْضَ قَرَارًا وَّجَعَلَ خِلٰلَهَا أَنْهٰرًا وَّجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ءَإِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۔ أَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْأَرْضِ ءَإِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۔ أَمَّنْ يَّهْدِيْكُمْ فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُّرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ءَإِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۔ أَمَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَمَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ ءَإِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴾

(النمل: ٦٠ تا ٦٤)

ترجمہ: "بھلا بتاؤ تو؟ کہ آسمانوں کو اور زمین کو کس نے پیدا کیا؟ کس نے آسمان سے بارش برسائی؟ پھر اس سے ہرے بھرے بارونق باغات اگا دیے؟ ان باغوں کے درختوں کو تم ہرگز نہ اگا سکتے، کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور کوئی معبود بھی ہے؟ بلکہ یہ لوگ ہٹ جاتے ہیں (سیدھی راہ سے)۔ کیا جس نے زمین کو قرارگاہ بنایا اور اس کے درمیان نہریں جاری کر دیں اور اس کیلئے پہاڑ بنائے اور دو سمندروں کے درمیان روک بنادی کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور کوئی معبود بھی ہے؟ بلکہ ان میں سے اکثر کچھ نہیں جانتے۔ بے کس کی پکار کو جب کہ وہ پکارے، کون قبول کر کے سختی کو دور کر دیتا ہے؟ اور تمہیں زمین کا خلیفہ بناتا ہے، کیا اللہ کے ساتھ اور معبود ہے؟ تم بہت کم نصیحت حاصل کرتے ہو۔ کیا وہ جو تمہیں خشکی اور تری کی تاریکیوں میں راہ دکھاتا ہے اور جو اپنی رحمت سے پہلے ہی خوشخبریاں دینے والی ہوائیں چلاتا ہے، کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے؟ جنہیں یہ شریک کرتے ہیں، ان سب سے اللہ بلند و بالاتر ہے۔ کیا وہ جو مخلوق کی اول دفعہ پیدائش کرتا ہے پھر اسے لوٹائے گا اور جو تمہیں آسمان اور زمین سے روزیاں دے رہا ہے، کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے؟ کہہ دیجئے کہ اگر سچے ہو تو اپنی دلیل لاؤ۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ان پانچوں آیات مبارکہ میں توحید ربوبیت کی تقریر واثبات ہے، جسے کفار بھی تسلیم کرتے تھے، تاکہ انہیں توحید الوہیت قبول کرنے کی دعوت دی جائے، یہی وجہ ہے کہ آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے توحید ربوبیت کے اثبات کے بعد فرمایا:

﴿ ءَ اِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ﴾ کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے؟

مطلب بالکل واضح ہے کہ جو ذات ان افعال کی انجام دہی میں اکیلا و تنہا ہے (جن افعال کا مذکورہ آیات میں ذکر ہوا) تو ضروری ہے کہ اس ذات کو معبود بھی مانا جائے اور ہر نوع کی عبادت اس کے ساتھ مختص کی جائے؛ کیونکہ جو ذات خلق وایجاد جیسے افعال کے ساتھ مختص ہے اس ذات کا معبود ہونا امر متعین وواجب ہے۔

اس بات میں کیا معقولیت ہے کہ یہ مخلوقات جو پہلے معدوم تھیں، اور اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے سے وجود میں آئیں انہیں پیدا ہونے کے بعد معبود مان لیا جائے، یا ان مخلوقات کو خالق کا شریک ٹھہرا لیا جائے؟ یہ بات کسی طرح بھی معقول ہے؟

قبولیتِ اعمال کی دو شرطیں: اخلاص اور اتباع سنت

حقیقتِ عبادت واضح ہونے کے بعد آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ کسی بھی عبادت یا عمل کے قابلِ قبول ہونے کیلئے دو شرطوں کا پایا جانا ضروری ہے۔

ایک یہ کہ وہ عمل اللہ تعالیٰ کیلئے خالص ہو، اور دوسرا یہ کہ وہ نبی ﷺ کی سنت کے مطابق وموافق ہو۔ لہذا ہر عمل کی قبولیت کیلئے تجرید اخلاص اور تجرید متابعت ضروری ہے، اخلاص اللہ وحدہ لاشریک لہ کیلئے، اور متابعت رسول اللہ ﷺ کیلئے...... اگر کسی عمل کو سنتِ رسول ﷺ کی مطابقت تو حاصل ہو لیکن اخلاص مفقود ہو تو وہ عمل عند اللہ کسی قبولیت یا پذیرائی کا مستحق نہیں ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ﴾ (الفرقان:۲۳)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ترجمہ: "اور انہوں نے جو جو اعمال کیے تھے ہم نے ان کی طرف بڑھ کر انہیں پراگندہ ذروں کی طرح کر دیا"

اسی طرح اگر عمل میں اخلاص کی شرط تو موجود ہے لیکن رسول اللہ ﷺ کی سنت کی مطابقت شرط مفقود ہے، بلکہ بدعات ومحدثات کی اساس پر قائم ہے تو وہ عمل عند اللہ غیر مقبول ہے اور کرنے والے پر مردود قرار پاتا ہے۔

صحیح بخاری ومسلم میں عائشہ رضی اللہ عنھا کی روایت سے مروی ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [من احدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد]

ترجمہ: [جس شخص نے (خواہ وہ کوئی بھی ہو) ہمارے اس دین میں کوئی نئی چیز نکالی، جو دین میں سے نہ ہو تو وہ مردود ہے]

صحیح مسلم کی حدیث میں یہ الفاظ بھی وارد ہوئے ہیں:

[من عمل عملا ليس عليه أمرنا فهو رد]

ترجمہ: [جس شخص نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا امر نہ ہو تو وہ عمل اس شخص پر مردود ہے]

یہ کہنا غلط ہے کہ عمل کرنے والا اگر مخلص ہو، عمل خواہ سنت کے مطابق نہ بھی ہو، لیکن بندے کی نیت نیک ہو تو وہ عمل درست، قابل تعریف اور نافع ہے۔ اس قسم کے مفروضوں اور نظریات کے غلط ہونے کی دلیل رسول اللہ ﷺ کا اپنے اس صحابی سے کہ جس نے نماز عید سے قبل اپنی بکری ذبح کر لی تھی یہ فرمانا: [شاتك شاة لحم] تمہاری یہ بکری صرف گوشت کھانے کھلانے کی حد تک ہے (قربانی کی نہیں ہے)

رسول اللہ ﷺ نے اس کی قربانی کا کوئی اعتبار نہیں فرمایا، کیونکہ وہ وقت ذبح شروع ہونے سے قبل ذبح کر لی گئی تھی، وقت ذبح نماز عید کی ادائیگی کے بعد ہے مگر اس نے نماز سے قبل ذبح کر لی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اس حدیث کو امام بخاری اپنی صحیح (۵۵۵۶) میں اور امام مسلم نے اپنی صحیح (۱۹۶۱) میں روایت فرمایا ہے۔ حافظ ابن حجر فتح الباری (۱۷/۱۰) میں اس کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''شیخ ابو محمد بن ابی جمرۃ کا کہنا ہے کہ اس حدیث سے پتا ثابت ہوا کہ عمل خواہ کتنی اچھی نیت سے کیوں نہ صادر ہو، اسوقت تک صحیح اور معتبر نہیں ہوگا جب تک رسول اللہ ﷺ کے طریقہ کے موافق نہ ہو''

سنن دارمی (۶۸/۱، ۶۹) میں ہے

''عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کچھ لوگوں کو مسجد میں حلقہ بنائے بیٹھے دیکھا، ان کے سامنے کنکریاں پڑی ہوئی تھیں، ایک شخص کہتا: سو بار ''اللہ اکبر'' کہو، سب سو دفعہ ''اللہ اکبر'' کہتے، پھر وہ کہتا: سو بار ''لا الہ الا اللہ'' کہو، سب سو بار ''لا الہ الا اللہ'' کہتے، پھر وہ کہتا سو بار ''سبحان اللہ'' کہو، سب سو بار ''سبحان اللہ'' کہتے...... آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں؟ لوگوں نے کہا: اے ابو عبدالرحمن! ہم ان کنکریوں پر تکبیر، تہلیل اور تسبیح شمار کر رہے ہیں، فرمایا: تم اس کے بجائے اپنے گناہ شمار کرو، میں ضمانت دیتا ہوں کہ اس طرح کم از کم تمہاری کوئی نیکی تو نہ ضائع ہوگی، اے امت محمد (ﷺ) تم پر افسوس! تم کتنی جلدی برباد ہو گئے، ابھی نبی ﷺ کے صحابہ کرام اتنی بڑی تعداد میں موجود ہیں، نبی ﷺ کے کپڑے تک موجود ہیں، جو اب تک بوسیدہ نہیں ہوئے، برتن نہیں ٹوٹے، اللہ کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے یا تو تم محمد ﷺ سے زیادہ نیک اور ہدایت یافتہ بن چکے ہو، یا تم نے اپنے لیے ضلالت کا ایک دروازہ کھول لیا ہے، لوگوں نے کہا: اے ابو عبدالرحمن! مگر ہمارا ارادہ اور نیت تو نیک ہے، فرمایا: کتنے لوگ ہیں جن کے ارادے نیک ہوتے ہیں، لیکن نیکی اور خیر انہیں نصیب نہیں ہوتی''

(گویا محض نیت و ارادے کا نیک ہونا قبولیت عمل کیلئے کافی نہیں بلکہ اس کیلئے امام الانبیاء ﷺ کی سنت کا اتباع بھی ضروری ہے) اس اثر کو شیخ البانی رحمہ اللہ نے سلسلۃ الصحیحہ (رقم: ۲۰۰۵) میں ذکر کیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ابن ابی زید رحمہ اللہ کا یہ فرمان "ان اللہ الٰہ واحد لا الٰہ غیرہ" باعتبار معنی کلمۂ اخلاص توحید "لا الٰہ الا اللہ" کی تعبیر وترجمانی کر رہا ہے، چنانچہ کلمہ "لا الٰہ الا اللہ" نفی عام اور اثبات خاص پر دلالت کر رہا ہے، نفی عام سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا جتنے بھی معبود بنائے گئے ہیں یا بنائے جائیں گے سب کی عبادت کی نفی وابطال، اور اثبات خاص سے مراد یہ ہے کہ ہر طرح کی عبادت کا چونکہ اللہ تعالیٰ مستحق ہے لہٰذا ہر طرح کی عبادت اللہ تعالیٰ کیلئے خاص کر دی جائے۔

لا الٰہ...... "کا "لا" برائے نفی جنس ہے، جس کی خبر محذوف ہے، تقدیر "حق" ہے۔ مقصود اللہ تعالیٰ کے سوا معبود حق کی نفی ہے، کیونکہ معبود باطل تو نہ صرف یہ کہ موجود ہیں بلکہ بڑی تعداد میں موجود ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے کفار مکہ کا یہ قول قرآن پاک میں ذکر فرمایا ہے:

﴿ أَجَعَلَ الْآلِهَةَ إِلَٰهًا وَاحِدًا إِنَّ هَٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ ﴾ (ص:۵)

ترجمہ: "کیا اس نے اتنے سارے معبودوں کے بجائے ایک ہی معبود بنا دیا، یہ تو بڑی عجیب بات ہے!"

ابن ابی زید نے جو "لا الٰہ غیرہ" فرمایا ہے یہ جملہ ان کے قول "ان اللہ الٰہ واحد" کی تاکید ہے۔ اور ان کے کلام کے مذکورہ سات جملے جو نفی پر مشتمل ہیں، آخری جملہ "لا شریک لہ" ہے جس سے یہ بتانا مقصود ہے کہ عبادت کا اللہ تعالیٰ کیلئے خالص ہونا ضروری ہے، اور عبادت کی کسی بھی قسم میں اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی الوہیت میں اکیلا ہے، اور اپنے اسماء وصفت میں اکیلا ہے، صرف وہی عبادت کا مستحق ہے، دوسرا کوئی نہیں، اس کی ربوبیت میں بھی کوئی شریک نہیں ہے وہ سبحانہ وتعالیٰ اکیلا ہی خالق اور مدبر ہے، اسی طرح اس کا اسماء وصفات میں بھی کوئی شریک نہیں ہے، کیونکہ ان صفات کے جو معانی اللہ تعالیٰ کے لائق ہیں، ان میں اللہ تعالیٰ کی کوئی مخلوق شریک نہیں ہو سکتی۔

المؤلف رحمہ اللہ کا قول "لا شبیہ لہ ولا نظیر لہ" اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

مثل نہیں ہے، اور نہ ہی اس کی پوری مخلوق میں کوئی اس کا مشابہ ہے، بلکہ وہ اپنی تمام صفات کے ساتھ منفرد (اکیلا اور تنہا) ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ﴾ (الشوریٰ:11)

ترجمہ: ''اس جیسی کوئی چیز نہیں وہ سننے والا دیکھنے والا ہے''

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ ایک آیت کریمہ، اسماء وصفات کے حوالے سے أھل السنۃ کے عقیدے کیلئے ایک اصل کی حیثیت رکھتی ہے، اور وہ اصل ہے ''اثبات مع التنزیہ'' یعنی صفات کمال کو اللہ تعالیٰ کیلئے ثابت کرنا، اور اس طرح ثابت کرنا کہ وہ کسی بھی مخلوق کی مشابہت سے منزہ اور پاک ہوں۔

أھل السنۃ کا یہ عقیدہ، فرقۂ مشبھہ کے عقیدے کے خلاف ہے، فرقۂ مشبھہ کے ہاں صفات باری تعالیٰ کے حوالے سے جو عقیدہ ہے وہ ''اثبات مع التشبیہ'' یعنی وہ اللہ تعالیٰ کی صفات ثابت تو کرتے ہیں لیکن مخلوقات سے تشبیہ کے ساتھ۔ (ونعوذ باللہ من ھذا الضلال) اسی طرح أھل السنۃ کا مذکورہ عقیدہ، فرقۂ معطلہ کے عقیدے کے بھی خلاف ہے، فرقۂ معطلہ کا عقیدہ ''تنزیہ مع التعطیل'' ہے، یعنی وہ خالق کی مخلوقات سے تشبیہ کی نفی کرتے ہیں، اس طرح کہ صفات ہی کا انکار کر دیا جائے، تاکہ نہ صفات ہوں اور نہ تشبیہ کا تصور ہو۔ (ولا حول ولا قوۃ الا باللہ)

أھل السنۃ کا عقیدہ یہ ہے کہ قرآن وحدیث میں مذکور اللہ تعالیٰ کی تمام صفات برحق ہیں، اللہ تعالیٰ کیلئے ثابت ہیں اور مخلوقات کی مشابہت سے پاک ہیں۔ چنانچہ قولہ تعالیٰ: ﴿ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ﴾ میں اللہ تعالیٰ کے دو ناموں کا اثبات ہے، ایک ''السمیع'' اور دوسرا ''البصیر''۔ یہ دونوں نام اللہ تعالیٰ کی دو صفات کے اثبات پر دلالت کر رہے ہیں، ایک صفتِ سمع، دوسری صفتِ بصر۔

اور قولہ تعالیٰ: ﴿ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ ﴾ تنزیہ پر دلالت کر رہا ہے۔ اب اس مکمل آیت کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

یہ کہ اللہ تعالیٰ کیلئے صفت سمع ثابت و برحق ہے لیکن مخلوقات کے سماع کی طرح نہیں، اسی
طرح صفت بصر ثابت و برحق ہے لیکن مخلوقات کے ابصار کی طرح نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ایک اور مقام پر فرمایا:

﴿هَلْ تَعْلَمُ لَهُ سَمِيًّا﴾ (مریم:٦٥) ترجمہ: "اس کا ہمنام ہم پلہ اور بھی ہے؟"

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: علی بن ابی طلحہ، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنھما سے نقل
کرتے ہیں، وہ اس آیت کریمہ کا معنی یوں بیان کرتے تھے:

"کیا تم رب تعالیٰ کا کوئی مثل یا مشابہ جانتے ہو؟" یہی تفسیر مجاہد، سعید بن جبیر، قتادہ اور ابن
جریج وغیرہ سے منقول ہے۔

ایک اور مقام پر فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ﴾ ترجمہ: "اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے"

"کفو" سے مراد مثل اور نظیر ہے، امام قرطبی اپنی تفسیر میں (٢٤٦/٢٠) اس آیت کی تفسیر کرتے
ہوئے فرماتے ہیں:

"اس سے نہ تو کوئی مشابہت رکھنے والا ہے نہ کوئی برابری کرنے والا ہے، اس جیسی کوئی چیز نہیں"

قولہ تعالیٰ: ﴿لَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ﴾ میں کلمہ "احد" جو کہ نکرہ ہے سیاق نفی میں ہونے
کی حیثیت بہت بڑے عموم پر دلالت کر رہا ہے، جس کا معنی یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کا کسی صفت میں،
کسی قسم کا کوئی شبیہ یا مثل نہیں ہے۔ تفسیر ابن کثیر میں جو اس کلمہ کی تفسیر "زوجہ" سے کی گئی ہے
وہ قبیل تفسیر بالمثال ہے اور جملہ ﴿لَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ﴾ سابقہ جملوں کی اہم
ترین پہلی آیت ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ کی تاکید ہے، چنانچہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اکیلا ہے اور ایسا
اکیلا ہے کہ کوئی اس کا شبیہ اور نظیر بھی نہیں ہو سکتا۔

قولہ: " ولا ولد له، ولا والد له ولا صاحبة له"

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

"اللہ تعالی کی نہ کوئی اولاد ہے، نہ ہی باپ ہے اور نہ ہی بیوی"

قرآن حکیم میں اللہ تعالی کی اولاد، باپ، بیوی کی نفی نصاً وارد ہے۔ سورۂ اخلاص پڑھ کر دیکھ

﴿ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۔ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۔ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ۔ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ

ترجمہ: "آپ کہہ دیجئے کہ وہ اللہ تعالی ایک (ہی) ہے۔ اللہ تعالی بے نیاز ہے۔ نہ اس

کوئی پیدا ہوا نہ وہ کسی سے پیدا ہوا۔ اور نہ ہی کوئی اس کا ہمسر ہے"

چنانچہ اس سورت نے اللہ تعالی کے والد اور اولاد ہونے کی نفی کی ہے، اور ہر مثل و نظیر

کے ضمن میں بیوی ہونے کی نفی بھی آ گئی۔ اس مبارک سورت میں اللہ تعالی کیلئے احد

اور صمدیت کا اثبات ہے، جبکہ ہر اصول (باپ) فروع (اولاد) اور نظراء (ہم مثل) کی نفی

چنانچہ وہ ذات "احد" ہے جس کا کوئی ہم مثل نہیں، اور صمد ہے جس کا کوئی باپ یا بیٹا نہیں ہے

کی طرف تمام خلائق اپنی حاجات پیش کرنے کی محتاج و منتظر ہیں، اور وہ ذات سب سے مستغنی

بے پرواہ ہے، اور اس کا مستغنی اور بے پرواہ ہونا ایسا با کمال ہے کہ وہ والد اور اولاد تک کا

نہیں ہے۔

اللہ تعالی کی اولاد ہونے کی نفی دیگر بہت سی سورہ آیات میں وارد ہے! کیونکہ یہودی عزیر

کو اللہ تعالی کا بیٹا قرار دیتے تھے، جبکہ کفار مکہ جن کی طرف رسول اللہ ﷺ مبعوث ہوئے،

کے اللہ تعالی کی بیٹیاں ہونے کا عقیدۂ باطلہ رکھتے تھے، لہذا اللہ تعالی نے قرآن مجید میں

اپنی اولاد ہونے کی نفی فرمائی۔ سورۃ البقرہ میں فرمایا:

﴿ وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ بَلْ لَّهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ كُ

قٰنِتُوْنَ ﴾ (البقرۃ:۱۱۶)

ترجمہ: "یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالی کی اولاد ہے، (نہیں بلکہ) وہ پاک ہے زمین و آسمان کی

مخلوق اس کی ملکیت میں ہے اور ہر ایک اس کا فرمانبردار ہے"

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

المومنون میں فرمایا: ﴿ مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ ﴾ (المومنون:۹۱)

ترجمہ: "نہ تو اللہ نے کسی کو بیٹا بنایا اور نہ اس کے ساتھ اور کوئی معبود ہے"

سورہ مریم میں فرمایا: ﴿ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ۔ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْـًٔا اِدًّا ﴾

(مریم:۸۸،۸۹)

ترجمہ: "ان کا قول تو یہ ہے کہ اللہ رحمن نے بھی اولاد اختیار کی ہے۔ یقینا تم بہت بری بھاری چیز لائے ہو"

اسکے علاوہ اور بہت سی آیات میں اللہ تعالی کی اولاد ہونے کی نفی مذکور ہے، دیکھیے سورة النساء، الانعام، التوبۃ، یونس، الاسراء، الکھف، الانبیاء، الصافات، الزخرف، الجن۔

جہاں تک اللہ تعالی کی بیوی ہونے کی نفی کا تعلق ہے تو یہ بھی قرآن حکیم میں کئی مقامات پر وارد ہے اور اللہ تعالی نے جہاں بیوی کی نفی کی وہاں ساتھ ہی اولاد کی بھی نفی کی، چنانچہ فرمایا:

﴿ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ ﴾

(الانعام:۱۰۱)

ترجمہ: "وہ آسمانوں اور زمین کا موجد ہے، اللہ تعالی کے اولاد کہاں ہوسکتی ہے حالانکہ اس کی کوئی بیوی تو ہے نہیں"

جنوں کا قول نقل کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ وَّاَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا ﴾ (الجن:۳)

ترجمہ: "اور بیشک ہمارے رب کی بڑی شان بلند ہے نہ اس نے کسی کو (اپنی) بیوی بنایا ہے نہ بیٹا"

مؤلف ابن ابی زید رحمہ اللہ کے مذکورہ کلام میں جو اللہ تعالی کے شبیہ، نظیر، والد، اولاد اور بیوی کی نفی وارد ہوئی ہے یہ بالکل طریقہ سلف صالحین کے مطابق ہے، اور ان میں سے ہر چیز کی نفی

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اللہ تعالیٰ کیلئے اثباتِ کمال کو متضمن ہے، چنانچہ شبیہ اور نظیر کی نفی کمالِ احدیت کو، جبکہ والد، او
اور بیوی کی نفی کمالِ غناء کو متضمن ہے۔ (یہاں ایک ضروری نکتہ ہے جو صفاتِ باری تعالیٰ کے تح
سے ہمیشہ ملحوظِ نظر رہنا چاہئے) قرآن وحدیث میں اللہ تعالیٰ سے جس کسی چیز کی نفی وارد ہے، ا
کی نفی کا عقیدہ رکھنے کے ساتھ ساتھ، اس کے بالمقابل جو صفتِ کمال ہے، اس کے اللہ تعالیٰ ک
اثبات کا عقیدہ رکھنا ضروری ہے۔ یعنی وہ منفی صفتِ نقص اس کے مقابل صفتِ کمال کو اپنے ضم
میں لیے ہوتی ہے۔ (یہ اسلوب قرآن مجید نے بھی سکھایا ہے) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعْجِزَهٗ مِنْ شَيْءٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ اِنَّهٗ كَانَ عَلِيْ
قَدِيْرًا ﴾ (فاطر:۴۴)

ترجمہ: ''اور اللہ ایسا نہیں ہے کہ کوئی چیز اس کو ہرا دے نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں
بڑے علم والا، بڑی قدرت والا ہے''

اب یہاں اللہ تعالیٰ سے عجز کی نفی ہے، لہذا یہ عقیدہ رکھنا ضروری ہے کہ دنیا کی کوئی چیز
تعالیٰ کو عاجز نہیں کرسکتی، عجز کے بالمقابل جو صفتِ کمال ہے وہ قدرت ہے، لہذا یہ عقی
رکھنا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے، یہی وجہ ہے مذکور آیتِ کریمہ میں عجز کے نفی
بعد، آخر میں اللہ تعالیٰ کی صفتِ ''قدیر'' وارد ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان:

﴿ وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ وَّمَا مَسَّنَا
لُّغُوْبٍ ﴾ (ق:۳۸)

ترجمہ: ''یقیناً ہم نے آسمان اور زمین اور جو کچھ اس کے درمیان میں ہے سب کو (صرف)
دن میں پیدا کردیا اور ہمیں تھکان نے چھوا تک نہیں''

یہاں اللہ تعالیٰ سے تعب اور تھکاوٹ کی نفی ہے، جس کا عقیدہ رکھنا ضروری ہے، ساتھ سا

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کے مقابل یعنی اس ذات کے قادر ہونے کا عقیدہ رکھا جائے۔

اللہ تعالیٰ نے ایک اور مقام پر فرمایا:

﴿ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ أَحَدًا ﴾ (الکہف:۴۹)

ترجمہ: "تیرا رب کسی پر ظلم و ستم نہ کرے گا"

یہاں اللہ تعالیٰ سے ظلم کی نفی، اس کے کمالِ عدل کی صفت سے متصف ہونے کو متضمن ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان:

﴿ وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَلَا أَصْغَرَ مِنْ ذَٰلِكَ وَلَا أَكْبَرَ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ ﴾ (یونس:۶۱)

ترجمہ: "اور آپ کے رب سے کوئی چیز ذرہ برابر بھی غائب نہیں نہ زمین میں اور نہ آسمان میں کوئی چیز اس سے چھوٹی اور نہ کوئی چیز بڑی مگر سب کتاب مبین میں ہے"

(یہاں اللہ تعالیٰ سے عزوب (کسی چیز کا مخفی ہونا) کی نفی، اس کے کمال علم کی صفت سے متصف ہونے کو متضمن میں لیے ہوئے ہے۔

اس انتہائی لطیف نکتے سے جہاں اللہ رب العزت کی عظمت و جلالت شان کی معرفت مقصود ہے وہاں علماءِ متکلمین کا رد بھی پیشِ نظر ہے، انہوں نے اللہ تعالیٰ سے جن امور کی نفی کی ہے وہ نفی کسی صفتِ کمال پر دلالت نہیں کر رہی ہوتی بلکہ اس کے برعکس اللہ تعالیٰ کیلئے تشبیہ بالمعدومات کے خطرناک عقیدہ میں دھکیل دینے کا باعث بن جاتی ہے اس کی کچھ وضاحت قاعدہ نمبر ۲ میں کی گئی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

۲۔قولہ: " لیس لأولیتہ ابتداء، ولا لآخریتہ انقضاء."

"اس کی اولیت کی کوئی ابتداء نہیں، اور اس کی آخریت کی کوئی انتہاء نہیں۔"

شرح

اللہ تعالیٰ کے ناموں میں "الاوّل" اور "الآخر" بھی ہیں

ابن ابی زید کا یہ کلام اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے ماخوذ ہے:

﴿ هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴾ (الحدید:۳)

ترجمہ: "وہی پہلے ہے اور وہی پیچھے، وہی ظاہر ہے اور وہی مخفی، اور وہ ہر چیز کو بخوبی جاننے والا ہے"

اس آیت کریمہ میں اللہ رب العزت کیلئے صفت " اَلْأَوَّلُ " اور صفت " اَلْآخِرُ " کا اثبات ہے، صفت " اَلْأَوَّلُ " سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر شی سے پہلے ہے اور صفت " اَلْآخِرُ " اللہ تعالیٰ کے بقاء، دوام اور آخریت پر دال ہے...... اس آیت مبارکہ میں جو اللہ تعالیٰ کے نام مذکور ہیں ان کی تفسیر رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث میں بھی وارد ہے، یہ حدیث درحقیقت نبی ﷺ کی ایک دعا پر مشتمل ہے، جس کے راوی ابوھریرہ رضی اللہ عنہ ہیں، ملاحظہ ہو:

[اللھم انت الأول فلیس قبلک شيء، وانت الآخر فلیس بعدک شيء، وانت الظاھر فلیس فوقک شيء وانت الباطن فلیس دونک شيء، اقض عنا الدین واغننا من الفقر] (صحیح مسلم ۲۷۱۳)

ترجمہ:[اے اللہ تو "الاول" ہے، تجھ سے قبل کوئی چیز نہیں، اور تو "الآخر" ہے، تیرے بعد کوئی چیز نہیں، اور تو "الظاھر" ہے، تیرے اوپر کوئی چیز نہیں، اور تو "الباطن" ہے، تیرے دون کوئی چیز نہیں، ہمارا قرض ادا کر دے اور ہمیں فقر سے بچا کر غنا عطا فرمادے]

ابن ابی زید کے مذکورہ کلام "لیس لأولیتہ ابتداء ولا لآخریتہ انقضاء" سے مراد یہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ہے کہ عدم، اللہ تعالیٰ کو نہ تو پہلے کبھی حاصل تھا۔ نہ بعد میں کبھی لاحق ہوگا، جبکہ مخلوقات کا معاملہ یہ ہے کہ ان کیلئے ابتداء بھی ہے اور انتہاء بھی ...... ایسی ابتداء جس سے پہلے عدم تھا، اور ایسی انتہاء جس کو عدم لاحق ہوگا۔

واضح ہو کہ قرآن وحدیث میں، جنت اور جہنم اور اہلِ جنت اور اہلِ جہنم کے بقاء اور دوام کا ذکر ہے، تو کیا یہ اللہ رب العزت کی آخریت کے منافی نہیں ہے؟

جواب یہ ہے کہ جنت اور جہنم وغیرہ کا بقاء اور دوام اللہ تعالیٰ کے بقاء اور دوام کے منافی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا بقاء اور دوام اور آخریت اس کی ایک صفت ہے جو اس کے ساتھ لازم ہے (یعنی صفتِ ذاتی ہے) جبکہ جنت اور جہنم اور اہلِ جنت وجہنم کا بقاء ودوام اللہ تعالیٰ کی عطا ہے اور ذاتِ حق کی مشیت وارادہ کے تابع ہے، اگر وہ نہ چاہتا تو انہیں یہ بقاء اور دوام کبھی حاصل نہ ہوتا۔ یہی بات ابن ابی العز نے عقیدۂ طحاویہ کی شرح میں لکھی ہے:

"وبقاء الجنة والنار ليس لذاتهما، بل بإبقاء الله لهما"

یعنی جنت اور جہنم کا ہمیشہ قائم رہنا ان کی صفتِ ذاتیہ نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کے انہیں دوام عطا کرنے کی وجہ سے وہ ہمیشہ قائم رہیں گی۔

واضح ہو کہ مؤلف رحمہ اللہ کی مذکورہ تعبیر "ليس لأوليته ابتداء ولا لآخريته انقضاء" امام طحاوی کی تعبیر "قديم بلا ابتداء، دائم بلا انتهاء" سے بہتر ہے۔ یعنی ابن ابی زید نے اللہ تعالیٰ کیلئے "الأول" اور "الآخر" کی صفت کا ذکر فرمایا ہے، جبکہ طحاوی نے اس کی جگہ "قدیم" اور "دائم" کے الفاظ استعمال کیئے ہیں...... دونوں کی تعبیر کا مقصود اگرچہ ایک ہی ہے لیکن ابن ابی زید کی تعبیر طحاوی کی تعبیر سے اس لیئے بہتر ہے کہ ابن ابی زید نے اس معنی کو بیان کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ کے دو اسماءِ حسنیٰ "الأول" و"الآخر" کا ذکر فرمایا ہے (جبکہ طحاوی کے ذکر کردہ دونوں الفاظ اسماءِ حسنیٰ میں سے نہیں ہے)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

۳۔قولہ:" لایبلغ کنہ صفتہ الواصفون ، ولا یحیط بامرہ المتفکرون
یعتبر المتفکرون بآیاتہ ،ولا یتفکرون فی ماھیۃ ذاتہ."

ترجمہ:"اللہ تعالیٰ کی صفات بیان کرنے والے اس کی کسی صفت کی ماہیت وکیفیت تک
نہیں پہنچ سکتے اور تفکر کرنے والے اس کے کسی امر کا احاطہ نہیں کر سکتے ،تفکر کرنے والے
کی آیات سے نصیحت وعبرت اخذ کرتے ہیں لیکن اس کی ذات کی حقیقت وکیفیت پر
وخوض اور بحث وتجسس نہیں کرتے۔"

شرح

اللہ تعالیٰ کی صفات بیان کرنے والے اس کی کسی صفت کی ماہیت وکیفیت تک نہیں پہنچ سکتے کی شرح

أھل السنۃ ،اللہ تعالیٰ کی وہ صفات بیان کرتے ہیں ،جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے
بیان فرمادی ہیں ،اور ان کا عقیدہ یہ ہے کہ یہ تمام صفات اللہ تعالیٰ کیلئے اس طرح ثابت ہیں جو
اس کی ذات کے لائق ہیں ،وہ ان صفات کے معانی جانتے ہیں ،کیفیت نہیں جانتے ،وہ اللہ تعالیٰ
کیلئے صفات کا اثبات واقرار کرتے ہیں ،ان صفات کی کیفیات پر بحث وتجسس نہیں کرتے
چنانچہ وہ صفات کی کیفیت کے تعلق سے نہ کہ معنی کے تعلق سے تفویض کا عقیدہ رکھتے ہیں (یعنی
صفات کی کیفیات کا علم صرف اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے) جیسا کہ امام مالک رحمہ اللہ کے مشہور قول
میں اس کی صراحت ہے ،جب ان سے اللہ تعالیٰ کے استواء علی العرش کی کیفیت کے متعلق پوچھا
گیا تو انہوں نے فرمایا تھا:

"اللہ تعالیٰ کا مستوی علی العرش ہونا معلوم ہے ،لیکن مستوی ہونے کی کیفیت نامعلوم ہے ،
اس کا مستوی علی العرش ہونے پر ایمان لانا واجب ہے اور استواء کی کیفیت کا سوال بدعت ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ابن ابی زید کے مذکورہ کلام کا معنی یہ ہے کہ اللہ رب العزت کی صفات کی کیفیات کی معرفت کی کوئی شخص طاقت وصلاحیت نہیں رکھتا، کیونکہ کیفیات صفات وہ امر غیبی ہے جسے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

ابن ابی زید کا یہ فرمانا: کہ "تفکر کرنے والے اللہ تعالیٰ کے کسی امر کا احاطہ نہیں کر سکتے" اس سلسلے میں واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ کے امر کی دو قسمیں ہیں:

(۱) امر کونی قدری: یعنی اللہ تعالیٰ کے وہ امر جو اس کون (کائنات) کے امور سے متعلق

(۲) امر دینی شرعی: یعنی اللہ تعالیٰ کے وہ امر جو دین اور شریعت سے متعلق ہیں۔

امر کونی کی مثال، اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿ إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ﴾ (یٰس: ۸۲)

ترجمہ: "وہ جب بھی کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے اسے اتنا فرما دینا (کافی ہے) کہ ہو جا، وہ اسی وقت ہو جاتا ہے"

امر شرعی کی مثال: ﴿ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ ﴾ (النحل: ۹۰)

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ عدل کا، بھلائی کا اور قرابت داروں کے ساتھ سلوک کرنے کا حکم دیتا ہے"

امر خواہ کونی ہوں یا شرعی، سب کے سب اللہ تعالیٰ کی کسی حکمت پر مشتمل ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ کائنات میں جو کچھ مقدر فرماتا ہے، کسی حکمت کے تحت فرماتا ہے، اسی طرح شریعت اور دین میں سے جو امر و نہی فرماتا ہے کسی حکمت کے تحت فرماتا ہے.....

ہم سے امر کونی اور امر شرعی کے حوالے سے کچھ حکمتیں تو پہچان لیتے ہیں، لیکن اس خلق و شرع میں اللہ تعالیٰ کی تمام حکمتوں کا احاطہ ان کے بس کی بات نہیں ہے، لہذا ضروری ہے کہ وہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

امر کونی کے تعلق سے تقدیر پر ایمان لے آئیں، اور امر شرعی کے تعلق سے اللہ تعالیٰ کی شریعت (کتاب وسنت) کے سامنے اپنے آپ کو جھکا دیں، خواہ کسی شی یا مسئلہ کی حکمت یا حکمتیں معلوم ہوسکیں یا نہ ہوسکیں۔

جب انہیں کسی شی کی حکمت معلوم ہوجاتی ہے تو ان کا ایمان ویقین بڑھ جاتا ہے، اور اگر کسی امر کی خواہ وہ کونی ہو یا شرعی کی حکمت معلوم نہ ہوسکے تو وہ اپنی اصل ذمہ داری سے منحرف نہیں ہوتے اور وہ ذمہ داری یہ ہے کہ امر کونی کے تعلق سے تقدیر پر ایمان، اور امر شرعی کے تعلق سے اللہ تعالیٰ کے حکم کے سامنے انقیاد وتسلیم کا مظاہرہ کریں (یعنی قال اللہ وقال رسول اللہ کے پابند ہو کر رہیں اور اس دائرہ سے قطعی باہر نہ نکلیں)

تفکر کرنے والے اللہ تعالیٰ کے کسی امر کا احاطہ نہیں کرسکتے

ابن ابی زید کا کلام "ولا یحیط بأمرہ المتفکرون" سے مقصود یہی ہے کہ تفکر کرنے والے اللہ تعالیٰ کے احکام کے حِکَم واسرار کا احاطہ نہیں کرسکتے۔ یہ مقصود نہیں ہے کہ وہ احکام شریعت کی معرفت حاصل نہیں کرسکتے، کیونکہ احکامِ شریعت کی معرفت حاصل کرنا اور پھر ان پر عمل کرنا تو شرعی مطلوب ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان اس نکتے کو مزید واضح کرے گا:

[ما نهيتكم عنه فاجتنبوه ، وما أمرتكم به فافعلوا منه ما استطعتم]
(صحیح بخاری ۷۲۸۸، صحیح مسلم ۱۳۳۷)

ترجمہ: [جس چیز سے روکوں اس سے باز آجاؤ، اور جس چیز کا حکم دوں اسے طاقت کے بقدر ضرور انجام دو] (چنانچہ ان احکام کو سمجھنا اور عمل کرنا تو امر مستطاع ہے، لیکن ان میں پنہاں اسرار ورموز کا احاطہ ہماری طاقت سے خارج ہے)

تفکر کرنے والے اللہ تعالیٰ کی آیات سے نصیحت وعبرت حاصل کرتے ہیں

مؤلف رحمہ اللہ نے فرمایا: "تفکر کرنے والے اس کی آیات سے نصیحت وعبرت حاصل کرتے ہیں"

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ کی آیات کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) آیاتِ شرعیہ (۲) آیاتِ کونیہ

آیاتِ شرعیہ: سے مراد وہ آیات ہیں جن پر قرآن کریم مشتمل ہے، جبکہ

آیاتِ کونیہ: سے وہ نشانیاں جو اللہ تعالیٰ کی خلق میں موجود ہیں: مثلاً: رات، دن، چاند اور سورج وغیرہ۔

آیاتِ شرعیہ سے نصیحت وعبرت حاصل کرنے کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ ﴾ (القمر:۱۷)

ترجمہ: ''اور بیشک ہم نے قرآن کو سمجھنے کیلئے آسان کر دیا ہے پس کیا کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے''

نیز اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان: ﴿ أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَىٰ قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا ﴾ (محمد:۲۴)

ترجمہ: ''کیا قرآن میں غور وفکر نہیں کرتے؟ یا ان کے دلوں پر تالے لگ گئے ہیں''

نیز یہ فرمان ہے: ﴿ كِتَابٌ أَنزَلْنَاهُ إِلَيْكَ مُبَارَكٌ لِّيَدَّبَّرُوا آيَاتِهِ وَلِيَتَذَكَّرَ أُولُو الْأَلْبَابِ ﴾ (ص:۲۹)

ترجمہ: ''اور یہ بابرکت کتاب جسے ہم نے آپ کی طرف اس لئے نازل فرمایا ہے کہ لوگ اس کی آیتوں پر غور وفکر کریں اور عقلمند اس سے نصیحت حاصل کریں''

جبکہ آیاتِ کونیہ سے نصیحت وعبرت حاصل کرنے کی دلیل درج ذیل آیات ہیں:

﴿ إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ. الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَٰذَا بَاطِلًا سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴾

(آل عمران:۱۹۰،۱۹۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ترجمہ: ”آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات دن کے ہیر پھیر میں یقیناً عقلمندوں کے لیے نشانیاں ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کھڑے اور بیٹھے اور اپنی کروٹوں پر لیٹے ہوئے کرتے ہیں اور آسمان وزمین کی پیدائش میں غور وفکر کرتے ہیں اور کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار! تو نے یہ بے فائدہ نہیں بنایا، تو پاک ہے پس ہمیں آگ کے عذاب سے بچا لے“

﴿ اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِیْ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ بِمَا یَنْفَعُ النَّاسَ وَمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْیَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِیْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ وَّتَصْرِیْفِ الرِّیٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ﴾ (البقرۃ:۱۶۴)

ترجمہ: ”آسمان اور زمین کی پیدائش، رات دن کا ہیر پھیر، کشتیوں کا لوگوں کو نفع دینے والی چیزوں کو لئے ہوئے سمندروں میں چلنا، آسمان سے پانی اتار کر، مردہ زمین کو زندہ کر دینا، اس میں ہر قسم کے جانوروں کو پھیلا دینا، ہواؤں کے رخ بدلنا، اور بادل، جو آسمان اور زمین کے درمیان مسخر ہیں، ان میں عقلمندوں کیلئے قدرت الٰہی کی نشانیاں ہیں“

﴿ وَمِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَاۤ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ. وَمِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَیْهَا وَجَعَلَ بَیْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ. وَمِنْ اٰیٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّلْعٰلِمِیْنَ. وَمِنْ اٰیٰتِهٖ مَنَامُكُمْ بِالَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَابْتِغَآؤُكُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّسْمَعُوْنَ. وَمِنْ اٰیٰتِهٖ یُرِیْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّیُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَیُحْیٖ بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ. وَمِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً مِّنَ الْاَرْضِ اِذَاۤ اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ ﴾ (الروم:۲۰تا۲۵)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ترجمہ: ''اللہ کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر اب انسان بن
(چلتے پھرتے) پھیل رہے ہو۔ اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ تمہاری ہی جنس سے بیویاں
پیدا کیں تا کہ تم ان سے آرام پاؤ اس نے تمہارے درمیان محبت اور ہمدردی قائم کر دی، یقیناً غور
وفکر کرنے والوں کیلئے اس میں بہت سے نشانیاں ہیں۔ اس (کی قدرت) کی نشانیوں میں سے
آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور تمہاری زبانوں اور رنگتوں کا اختلاف (بھی) ہے، دانش مندو
کیلئے اس میں یقیناً بڑی نشانیاں ہیں۔ اور (بھی) اس کی (قدرت) کی نشانی تمہاری راتوں اور
دن کی نیند میں ہے اور اس کے فضل (یعنی روزی) کو تمہارا تلاش کرنا بھی ہے۔ جو لوگ (کان
لگا کر) سننے کے عادی ہیں ان کیلئے اس میں بہت سی نشانیاں ہیں۔ اور اس کی نشانیوں میں سے
ایک یہ (بھی) ہے کہ وہ تمہیں ڈرانے اور امیدوار بنانے کیلئے بجلیاں دکھاتا ہے اور آسمان سے
بارش برساتا ہے اور اس سے مردہ زمین کو زندہ کر دیتا ہے، اس میں (بھی) عقلمندوں کیلئے بہت سی
نشانیاں ہیں۔ اس کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ آسمان وزمین اسی کے حکم سے قائم ہیں، پھر جب وہ
تمہیں آواز دے گا صرف ایک بار کی آواز کے ساتھ ہی تم سب زمین سے نکل آؤ گے''

﴿ وَمِنْ آيَاتِهِ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ لَا تَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ
وَاسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَهُنَّ إِن كُنتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ ﴾ (حم السجدۃ:۳۷)

ترجمہ: ''اور دن رات اور سورج چاند بھی (اس کی) نشانیوں میں سے ہیں، تم سورج کو سجدہ نہ
کرو نہ چاند کو بلکہ سجدہ اس اللہ کیلئے کرو جس نے ان سب کو پیدا کیا، اگر تمہیں اسی کی عبادت کرنی
ہے''

﴿ وَمِنْ آيَاتِهِ أَنَّكَ تَرَى الْأَرْضَ خَاشِعَةً فَإِذَا أَنزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ
الَّذِي أَحْيَاهَا لَمُحْيِي الْمَوْتَىٰ إِنَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴾ (حم السجدۃ:۳۹)

ترجمہ: ''اور اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے (یہ بھی) ہے کہ تو زمین کو دبی دبائی دیکھتا ہے پھر

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

جب ہم اس پر مینہ برساتے ہیں تو وہ ترو تازہ ہو کر ابھرنے لگتی ہے، جس نے اسے زندہ کیا وہی یقینی طور پر مردوں کو بھی زندہ کرنے والا ہے، بیشک وہ ہر چیز پر قادر ہے"

غور و فکر کرنے والے اللہ تعالیٰ کی ذات کی کیفیت و ماہیت میں تفکر نہیں کرتے

مؤلف رحمہ اللہ نے فرمایا ہے: "ولا یتفکرون فی ماهية ذاته" یعنی غور و فکر کرنے والے، اللہ تعالیٰ کی ذات کی کیفیت و ماہیت میں تفکر نہیں کرتے......

اس سلسلہ میں واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات اور صفات کے ساتھ خالق ہے، اور باقی ہر شی اس کی مخلوق ہے، گزشتہ صفحات میں بیان ہو چکا کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کی کیفیت کے تعلق سے ہمارا عقیدہ، عقیدۂ تفویض ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کی صفات کی کیفیت کا علم اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتے ہیں، ہمیں ان صفات کا صرف معنی معلوم ہے، کیفیت نہیں...... چنانچہ جس طرح اس کی صفات کی کیفیت کے بارہ میں بحث و تجسس جائز نہیں ہے اسی طرح اس کی ذات کی کیفیت کے بارہ میں بحث و تجسس جائز نہیں ہے، مذکورہ جملہ میں اس عقیدہ کا اظہار ہے کہ تفکر کرنے والے اللہ تعالیٰ کی ذات کی ماہیت اور کیفیت کے بارہ میں تفکر نہیں کرتے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

۴۔ قولہ ﴿ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ ۖ وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ ﴾

(البقرۃ:۲۵۵)

ترجمہ: "وہ اس کے علم میں سے کسی چیز کا احاطہ نہیں کر سکتے مگر جتنا وہ چاہے، اس کی کرسی کی وسعت نے زمین و آسمان کو گھیر رکھا ہے، اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت سے نہ تھکتا اور اکتاتا ہے، وہ بہت بلند اور بہت بڑا ہے"

شرح

علم الغیب اللہ تعالیٰ کیلئے خاص ہے

یہ چاروں جملے عظیم الشان آیت (آیت الکرسی) کا حصہ ہیں، آیت الکرسی کل دس جملوں پر مشتمل ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا درج ذیل فرمان (ایک مکمل آیت) دس جملوں پر مشتمل ہے۔

﴿ فَلِذَٰلِكَ فَادْعُ ۖ وَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ ۖ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ ۖ وَقُلْ آمَنتُ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ مِن كِتَابٍ ۖ وَأُمِرْتُ لِأَعْدِلَ بَيْنَكُمُ ۖ اللَّهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۖ لَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ ۖ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ ۖ اللَّهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا ۖ وَإِلَيْهِ الْمَصِيرُ ﴾ (الشوریٰ:۱۵)

ترجمہ: "پس آپ لوگوں کو اسی طرف بلاتے رہیں اور جو کچھ آپ سے کہا گیا ہے اس پر مضبوطی سے جم جائیں اور ان کی خواہشوں پر نہ چلیں اور کہہ دیں کہ اللہ تعالیٰ نے جتنی کتابیں نازل فرمائی ہیں میرا ان پر ایمان ہے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ تم میں انصاف کرتا رہوں، ہمارا اور تمہارا سب کا پروردگار اللہ ہی ہے ہمارے اعمال ہمارے لیے ہیں اور تمہارے اعمال تمہارے لیے ہیں ہم میں تم میں کوئی کٹ حجتی نہیں اللہ تعالیٰ ہم (سب) کو جمع کرے گا اور اسی کی طرف لوٹنا ہے"

اس عظیم نکتہ کی طرف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے سورۂ شوریٰ میں مذکورہ آیت کی تفسیر کے تحت اشارہ فرمایا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

قول:﴿ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ ﴾ (البقرۃ:۲۵۵)

ترجمہ:”وہ اس کے علم میں سے کسی چیز کا احاطہ نہیں کر سکتے مگر جتنا وہ چاہے“

اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک صفت، صفتِ علم ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا علم ہر شئی کو محیط ہے، جیسا کہ اس کا فرمان ہے:

﴿ لِتَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَأَنَّ اللَّهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ﴾

ترجمہ:”تاکہ تم جان لو کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو باعتبار علم گھیر رکھا ہے“ (الطلاق:۱۲)

جہاں تک مخلوقات کا تعلق ہے، تو وہ اللہ تعالیٰ کے علم میں سے کچھ بھی نہیں جانتے، اور کوئی مخلوق کچھ جان بھی پاتی ہے تو صرف اس قدر جو خود اللہ تعالیٰ سکھادے اور تعلیم فرمادے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ ﴾ (البقرۃ:۲۵۵)

ترجمہ:”وہ اس کے علم میں سے کسی چیز کا احاطہ نہیں کر سکتے مگر جتنا وہ چاہے“

نیز فرمایا:﴿ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِهِ عِلْمًا ﴾ (طٰہٰ:۱۱۰)

ترجمہ:”جو کچھ ان کے آگے پیچھے ہے اسے اللہ ہی جانتا ہے مخلوق کا علم اس پر حاوی نہیں ہو سکتا“

نیز فرمایا:﴿ عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِن رَّسُولٍ فَإِنَّهُ يَسْلُكُ مِن بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ رَصَدًا ﴾ (الجن:۲۶،۲۷)

ترجمہ:”وہ غیب کا جاننے والا ہے اور اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا، سوائے اس پیغمبر کے جسے وہ پسند کر لے لیکن اس کے بھی آگے پیچھے پہرے دار مقرر کر دیتا ہے“

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی نوح علیہ السلام کے متعلق قرآنِ حکیم میں یہ خبر دی ہے کہ وہ فر

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کرتے تھے:

﴿ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِىْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ اِنِّىْ مَلَكٌ ﴾

ترجمہ: ''میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں، (سنو!) میں غیب کا علم بھی نہیں رکھتا، نہ میں کہتا ہوں کہ میں کوئی فرشتہ ہوں'' (ھود:۳۱)

اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی محمد ﷺ کو حکم دیا کہ آپ اپنی امت کو بتادیں کہ وہ غیب کا علم نہیں رکھتے، چنانچہ فرمایا:

﴿ قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِىْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ اِنِّىْ مَلَكٌ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَىَّ ﴾ (الانعام:۵۰)

ترجمہ: ''آپ کہہ دیجئے کہ نہ تو میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں غیب جانتا ہوں اور نہ میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں، میں تو صرف جو کچھ میرے پاس وحی آتی ہے اس کی اتباع کرتا ہوں''

نیز فرمایا: ﴿ قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِىْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِىَ السُّوْٓءُ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴾ (الاعراف:۱۸۸)

ترجمہ: ''آپ فرما دیجئے کہ میں خود اپنی ذات خاص کیلئے کسی نفع کا اختیار نہیں رکھتا اور نہ کسی ضرر کا مگر اتنا ہی کہ جتنا اللہ نے چاہا اور اگر میں غیب کی باتیں جانتا ہوتا تو میں بہت سا منافع حاصل کر لیتا اور کوئی نقصان مجھ کو نہ پہنچتا میں تو محض ڈرانے والا اور بشارت دینے والا ہوں ان لوگوں کو جو ایمان رکھتے ہیں''

اور اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کے بارہ میں خبر دی:

﴿ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴾

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ترجمہ: ''سب نے کہا اے اللہ! تیری ذات پاک ہے ہمیں تو صرف اتنا ہی علم ہے جتنا تو نے ہمیں سکھا رکھا ہے، پورے علم و حکمت والا تو تو ہی ہے'' (البقرۃ:۳۲)

اور اللہ تعالیٰ نے جنوں کے متعلق خبر دی:

﴿ وَاَنَّا لَا نَدْرِيْ اَشَرٌّ اُرِيْدَ بِمَنْ فِي الْاَرْضِ اَمْ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا ﴾

ترجمہ: ''ہم نہیں جانتے کہ زمین والوں کے ساتھ کسی برائی کا ارادہ کیا گیا ہے یا ان کے رب کا ارادہ ان کے ساتھ بھلائی کا ہے'' (الجن:۱۰)

نیز فرمایا ﴿ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ﴾ (سبا:۱۴)

ترجمہ: ''پس جب (سلیمان) گر پڑے اس وقت جنوں نے جان لیا کہ اگر وہ غیب دان ہوتے تو اس ذلت کے عذاب میں مبتلا نہ رہتے''

اور اللہ تعالیٰ نے (عمومی طور پر پوری کائنات کے تعلق سے) فرمایا:

﴿ قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ﴾ (النمل:۶۵)

ترجمہ: ''کہہ دیجئے کہ آسمانوں والوں میں سے اور زمین والوں میں سے سوائے اللہ کے کوئی غیب نہیں جانتا، اور انہیں تو یہ بھی معلوم نہیں کہ کب اٹھا کھڑے کیے جائیں گے''

اور اگر ذخیرہ احادیث کا تصفح کریں، تو ایسی بے شمار احادیث ملیں گی جو ایسے بہت سے امور کے بیان پر مشتمل ہیں جنہیں رسول اللہ نہیں جانتے تھے، مثلاً: قصۂ افک، چنانچہ آپ ﷺ کو ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی براءت کا علم سورۃ النور کی آیات متعلقہ براءت کے نزول کے بعد ہوا۔ اسی طرح اس ہار کا واقعہ جو ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ایک سفر کے موقع پر گم ہو گیا تھا، سب اس کی کھوج میں وہیں رک گئے، بہت تلاش بسیار کے باوجود وہ نہ مل

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

سکا، پانی بھی ختم ہو چکا تھا، نماز تاخیر ہونا شروع ہو گئی (بڑی پریشان کن صورتحال بن چکی تھی) اس اثناء میں تیمم کا حکم نازل ہوا (تیمم کر کے نماز ادا کی گئی) اور جب وہاں سے کوچ کرنے کی غرض سے عائشہ رضی اللہ عنہا کا اونٹ اٹھایا گیا تو ہار اس کے نیچے پڑا ہوا ملا۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ آیت الکرسی کے اندر فرمان باری تعالیٰ ﴿ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ ﴾ کی تفسیر میں فرماتے ہیں،

" اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ رب العزت کے علم میں سے کسی بھی شی پر کوئی بھی، کچھ مطلع نہیں ہو سکتا، مگر صرف اسی قدر جو اللہ تعالیٰ خود کسی چیز کے علم، یا خبر سے مطلع فرما دے۔ یہ بھی مراد ہو سکتا ہے کہ اس علم سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کا علم ہو، چنانچہ اس کی ذات وصفات کے تعلق سے کوئی، کچھ نہیں جان سکتا جب تک اللہ تعالیٰ کوئی علم فراہم نہ فرمائے، جب کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَلَا يُحِيطُونَ بِهِ عِلْمًا﴾ (طہ:۱۱۰) ترجمہ: "مخلوق کا علم اس پر حاوی نہیں ہو سکتا"

واضح ہو کہ آیت الکرسی میں جس کرسی کا ذکر ہے، اور جس کے متعلق فرمایا کہ وہ آسمانوں اور زمینوں پر وسیع اور حاوی ہے...... وہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے ایک مخلوق ہے، اور مستدرک حاکم (۲۸۲/۲) میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنھما کی (موقوف) روایت سے ثابت ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے دونوں قدم رکھنے کی جگہ ہے۔ امام حاکم نے فرمایا کہ اس حدیث کو نبی ﷺ نے روایت نہیں کیا، لیکن یہ بخاری ومسلم کی شرط پر ہے، حاکم کے اس قول پر امام ذھبی نے بھی کوئی نقد وارد نہیں کیا، البتہ اس کی سند کا ایک راوی "عمار الدھنی" صحیح مسلم کے رواۃ میں سے ہے جبکہ صحیح بخاری میں اس کی کوئی روایت نہیں ہے...... شیخ البانی رحمہ اللہ کے "السلسلة الضعيفة" رقم (۹۰۶) میں اس کی مفصل تخریج دیکھیے۔ اس حدیث کو مرفوع نقل کرنا ضعیف ہے (لیکن "موقوفا علی عبداللہ بن عباس" صحیح ہے، اور یہ بحکم مرفوع ہے، کیونکہ اس قسم کی اخبار میں عقل ودانائی کا کوئی کمال نہیں، فافھم)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

واضح ہو کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنھما کی طرف منسوب ایک دوسرے اثر میں کرسی کی تفسیر علم سے کی گئی ہے، لیکن اس کی سند میں جعفر بن ابی المغیرۃ ہے جو سعید بن جبیر سے روایت کر رہا ہے، اس کے متعلق حافظ ابن حجر "التقریب التھذیب" میں فرماتے ہیں: "یہ صدوق تھا لیکن وہم کرتا تھا"، حافظ ابن مندہ رحمہ اللہ "کتاب الرد علی الجھمیۃ" میں فرماتے ہیں: اس روایت میں جعفر کا کوئی متابع بھی نہیں ہے اور ویسے بھی سعید بن جبیر سے روایت کرنے میں قوی نہیں ہے، امام ذہبی نے "میزان الاعتدال" (۱ر۴۱۷) میں اس کے بارہ میں ابن مندہ کی مذکورہ جرح کرکے مزید فرمایا ہے: اسے ابن ابی حاتم نے ذکر کیا ہے، اور اس پر کسی قسم کی کوئی توثیق نہیں کی، بلکہ سکوت فرمایا ہے۔ امام طحاوی رحمہ اللہ اھل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں: عرش اور کرسی حق ہے۔

قولہ تعالی ﴿وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا﴾ سے مراد یہ ہے کہ آسمانوں اور زمینوں کی حفاظت نہ تو اس پر کوئی امرِ شاق ہے اور نہ ہی کسی طرح سے گراں اور بوجھل...... یہ ایک ایسی نفی ہے، جو اس کے بالمقابل اللہ تعالی کیلئے کمال قدرت کی صفت سے متصف ہونے کے اثبات کو متضمن ہے۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: آسمانوں اور زمینوں اور جو کچھ ان کے اندر ہے اور جو کچھ ان کے درمیان ہے کی حفاظت اللہ تعالی کیلئے قطعی کوئی مشکل یا بھاری نہیں ہے، بلکہ اس کے برعکس انتہائی سہل اور آسان ہے۔

آیت الکرسی کے آخر میں ﴿وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ﴾ ہے، "العلی" اور "العظیم" اللہ رب العزت کے دو مبارک نام ہیں، جو اللہ تعالی کی دو صفات پر مشتمل ہیں "العلی" میں صفتِ علو ہے، اور "العظیم" میں صفتِ عظمت ہے۔

واضح ہو کہ علو (بلندی) کی تین قسمیں ہیں:

(۱) علو القدر، یعنی مرتبہ ومقام کی بلندی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

(۲) علوالقہر ۔یعنی قہر وغلبہ کی بلندی۔

(۳) علوالذات یعنی ذات کا ہر ایک پر بلند ہونا۔

اللہ رب العزت کی صفت علو میں تینوں چیزیں پائی جاتی ہیں۔ اور رب تعالیٰ کا نام مبارک "العلی" قرآن حکیم میں دیگر تین مبارک ناموں کیساتھ ملکر آیا ہے، وہ تین نام ہیں: "العظیم"، "الحکیم" اور "الکبیر"

"العظیم" کے ساتھ ملکر آیت الکرسی اور سورۂ شوریٰ کے ابتداء میں آیا ہے، جبکہ "الکبیر" کے ساتھ مقترن ہوکر سورۃ النساء میں آیا ہے: ﴿ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا ﴾ اس کے علاوہ سورۃ حج اور سورۂ لقمان میں آیا ہے: ﴿ وَأَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ﴾ جبکہ "الحکیم" کے ساتھ سورۃ الشوریٰ کے آخر میں مقترن ہوکر آیا: ﴿ إِنَّهُ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ ﴾

۵۔ قولہ: " العالم الخبیر المدبر القدیر السمیع البصیر العلی الکبیر "

ترجمہ: "وہ عالم، خبیر، مدبر، قدیر، سمیع، بصیر، بلند اور بڑا ہے"

شرح

العلو، القدرۃ، السمع اور البصر اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ہیں

ان صفات کا مفہوم مختصرا درج کیا جاتا ہے۔

"العالم" اور "الخبیر" اللہ تعالیٰ کے اسماءِ حسنیٰ میں سے دو مبارک نام ہیں، جو علم رکھنے اور خبر گیری فرمانے کی صفت پر مشتمل ہیں۔

کتاب کے بعض نسخوں میں "العالم" کی جگہ "العلیم" مذکور ہے۔ اور "العلیم" "العالم" کی بہ نسبت زیادہ بہتر ہے۔ اس کی دو وجوہ ہیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ایک یہ کہ صفتِ "العلیم" قرآن پاک میں بکثرت مطلقاً بلا قید وارد ہوئی ہے، جبکہ صفت "العالم" ہر جگہ علم غیب کے ساتھ مقید ہو کر وارد ہوئی ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان:

﴿ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴾ (التغابن:۱۸)

ترجمہ: "غیب اور ظاہر کا جاننے والا ہے زبردست حکمت والا ہے"

نیز فرمایا: ﴿ عَالِمُ الْغَيْبِ وَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا ﴾ (الجن:۲۶)

ترجمہ: "وہ غیب کا جاننے والا ہے اور اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا"

نیز فرمایا: ﴿ عَالِمِ الْغَيْبِ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ ﴾

ترجمہ: "عالم الغیب ہے، اس سے ایک ذرہ کے برابر کی بھی چیز پوشیدہ نہیں نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں" (السبأ:۳)

دوسری وجہ یہ ہے کہ اسم مبارک "العلیم" قرآن حکیم میں بہت سے مقامات پر اسم مبارک "الخبیر" کے ساتھ مقرون ذکر ہوا ہے، جبکہ اسم مبارک "العلیم" ہمیشہ مقدم ہی ہوتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ﴾ (الحجرات: ۱۳)

ترجمہ: "تم میں سے باعزت وہ ہے جو سب سے زیادہ ڈرنے والا ہے بے شک اللہ جاننے والا اور باخبر ہے"

دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿ قَالَتْ مَنْ أَنْبَأَكَ هَٰذَا قَالَ نَبَّأَنِيَ الْعَلِيمُ الْخَبِيرُ ﴾ (التحریم:۳)

ترجمہ: "اس نے کہا اس کی خبر آپ کو کس نے دی، کہا سب جاننے والے پوری خبر رکھنے والے اللہ نے مجھے یہ بتلا دیا"

"القدیر" اللہ تعالیٰ کے مبارک ناموں میں سے ایک نام ہے، جو صفتِ "القدرة" پر دال

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا فِيْهِنَّ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴾

ترجمہ: ''اللہ ہی کی ہے سلطنت آسمانوں کی اور زمین کی اور ان چیزوں کی جو ان میں موجود ہیں اور وہ ہر شی پر پوری قدرت رکھتا ہے'' (المائدۃ:۱۲۰)

واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہر شی پر وسیع اور حاوی ہے۔ (کوئی چیز اللہ تعالیٰ کے احاطۂ قدرت سے خارج نہیں) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعْجِزَهٗ مِنْ شَيْءٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ اِنَّهٗ كَانَ عَلِيْمًا قَدِيْرًا ﴾ (الفاطر:۴۴)

ترجمہ: ''اور اللہ تعالیٰ ایسا نہیں ہے کہ کوئی چیز اس کو عاجز کر دے نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں۔ وہ بڑے علم والا، بڑی قدرت والا ہے''

نیز فرمایا: ﴿ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ﴾ (الاحزاب:۲۷)

ترجمہ: ''اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے''

واضح ہو کہ ''اَلْمُدَبِّرُ'' ہمارے علم کے مطابق اللہ تعالیٰ کے اسماءِ حسنیٰ میں سے نہیں ہے، البتہ اللہ تعالیٰ کا امورِ کائنات کی تدبیر فرمانے کی صفت سے متصف ہونا مذکور و معلوم ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مَا مِنْ شَفِيْعٍ اِلَّا مِنْ بَعْدِ اِذْنِهٖ ﴾ (یونس:۳)

ترجمہ: ''بلاشبہ تمہارا رب اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ روز میں پیدا کر دیا پھر عرش پر قائم ہوا وہ ہر کام کی تدبیر کرتا ہے، اس کی اجازت کے بغیر کوئی اس کے پاس سفارش کرنے والا نہیں''

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

نیز فرمایا: ﴿ يُدَبِّرُ الْأَمْرَ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ أَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّونَ ﴾ (السجدۃ:5)

ترجمہ: "وہ آسمان سے لیکر زمین تک (ہر) کام کی تدبیر کرتا ہے پھر (وہ کام) ایک دن میں اس کی طرف چڑھ جاتا ہے جس کا اندازہ تمہاری گنتی کے ایک ہزار سال کے برابر ہے"

اللہ سبحانہ وتعالیٰ اکیلا ہی جس طرح چاہتا ہے امور کائنات کی تدبیر اور ہر قسم کا تصرف فرماتا ہے، اس کے سوا کوئی معبود حق نہیں ہے۔

"السمیع، البصیر" اللہ تعالیٰ کے مبارک ناموں میں سے دو مبارک نام "السمیع" اور "البصیر" ہیں، جو اللہ تعالیٰ کی صفات علیٰ میں سے دو مبارک صفات پر دلالت کرتے ہیں، وہ صفات "السمع" یعنی سننا اور "البصر" یعنی دیکھنا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی صفت "السمع" ہر سنی جانی والی چیز، جبکہ صفت "البصر" ہر دیکھی جانے والی چیز پر حاوی ومحیط ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ قَدْ سَمِعَ اللَّهُ قَوْلَ الَّتِي تُجَادِلُكَ فِي زَوْجِهَا وَتَشْتَكِي إِلَى اللَّهِ وَاللَّهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ ﴾ (مجادلۃ:1)

ترجمہ: "یقیناً اللہ تعالیٰ نے اس عورت کی بات سنی، جو تجھ سے اپنے شوہر کے بارے میں تکرار کر رہی تھی اور اللہ تعالیٰ کے آگے شکایت کر رہی تھی، اللہ تعالیٰ تم دونوں کے سوال وجواب سن رہا تھا، بے شک اللہ تعالیٰ سننے دیکھنے والا ہے"

اس ایک ہی آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ کی صفت "السمع" تین طرح سے وارد ہوئی ہے، ایک "سَمِعَ" بصیغۂ ماضی، دوسری "يَسْمَعُ" بصیغۂ مضارع اور تیسری "سَمِيعٌ" بطور اسم۔

یہ دونوں اسم "السمیع، البصیر" بہت سی آیات میں ایک ساتھ اکٹھے وارد ہوئے ہیں، مثلاً:

اللہ تعالیٰ کا فرمان: ﴿ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ﴾ (الشوریٰ:11)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ترجمہ: "اس جیسی کوئی چیز نہیں اور وہ سننے اور دیکھنے والا ہے"

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان: ﴿ إِنَّ اللَّهَ نِعِمَّا يَعِظُكُم بِهِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ سَمِيعًا بَصِيرًا ﴾

ترجمہ: "یقیناً وہ بہتر چیز ہے جس کی نصیحت تمہیں اللہ تعالیٰ کر رہا ہے، بے شک اللہ تعالیٰ سنتا ہے دیکھتا ہے" (النساء: ۵۸)

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان: ﴿ وَاللَّهُ يَقْضِي بِالْحَقِّ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِهِ لَا يَقْضُونَ بِشَيْءٍ إِنَّ اللَّهَ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ﴾ (غافر: ۲۰)

ترجمہ: "اور اللہ تعالیٰ حق فیصلہ کر دے گا، اس کے سوا جنہیں یہ لوگ پکارتے ہیں وہ کسی چیز کا بھی فیصلہ نہیں کر سکتے، بے شک اللہ تعالیٰ خوب سنتا خوب دیکھتا ہے"

"العلی، الکبیر" اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے دو مبارک نام ہیں اول الذکر صفت "العلو" (سب سے بلند ہونا) اور ثانی الذکر صفت "الکبیر" (سب سے بڑا ہونا) پر دال

اللہ تعالیٰ باعتبار قہر و غلبہ، باعتبار قدر و مرتبہ اور باعتبار ذات، سب سے بلند ہے، اور ہر کبیر و عظیم سے کبیر و اعظم ہے، اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی کبریائی اور عظمت کے سامنے ہر مخلوق حقیر و صغیر ہے۔

اللہ تعالیٰ کا اسم مبارک "العلی" بہت سی آیات میں اسم مبارک "الکبیر" کے ساتھ اکٹھا ذکر ہوا ہے اس سلسلے میں کچھ آیات گزر چکی ہیں، یہ آیت کریمہ بھی ملاحظہ ہو:

﴿ حَتَّىٰ إِذَا فُزِّعَ عَن قُلُوبِهِمْ قَالُوا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ ﴾ (السبا: ۲۳)

ترجمہ: "یہاں تک کہ جب ان کے دلوں سے گھبراہٹ دور کر دی جاتی ہے تو پوچھتے ہیں تمہارے پروردگار نے کیا فرمایا؟ جواب دیتے ہیں کہ حق فرمایا اور وہ بلند و بالا اور بہت بڑا ہے"

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

۲۔ قولہ: " وانه فوق عرشه المجيد بذاته، وهو في كل مكان بعلمه"

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ بذاتہ اپنے عرش عظیم پر ہے، جبکہ بعلمہ ہر جگہ موجود ہے۔"

شرح

اللہ تعالیٰ کے بذاتہ اپنے عرش پر ہونے کا اثبات

مؤلف ابن ابی زید رحمہ اللہ نے جب گذشتہ صفحات میں یہ بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام "العلی" (سب سے بلند) ہے اور یہ بھی بتایا کہ یہ نامِ مبارک کبھی تو "العظیم" کیساتھ اور کبھی "الکبیر" کیساتھ مکرر وارد ہوا ہے، تو اب یہ بتانا مناسب سمجھا کہ اللہ تعالیٰ کا "العلو" یعنی (بلند ہونا) اور اس کا عرش کے اوپر ہونا بذاتہ ہے، یعنی وہ اپنی ذات کیساتھ سب سے بلند، اور اپنی ذات کیساتھ اپنے عرش پر مستوی ہے۔ چنانچہ جس طرح وہ باعتبارِ قہر وغلبہ اور باعتبارِ قدر ومرتبہ سب سے بلند ہے اسی طرح باعتبارِ ذات بھی سب سے بلند اور اوپر ہے۔

مؤلف رحمہ اللہ کو یہ کہنے کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ بعض مبتدعہ اللہ تعالیٰ کے علو کو محض علوِ مقام ومرتبہ اور علوِ قہر وغلبہ قرار دیتے ہیں (علوِ ذات کو نہیں مانتے) وہ اللہ تعالیٰ کے علو اور فوقیت علی العرش کی استیلاء یعنی محض غلبہ پانے کے ساتھ تاویل کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات کے ساتھ حقیقتاً اپنے عرش پر نہیں ہے۔ چنانچہ مؤلف رحمہ اللہ نے اللہ تعالیٰ کے بذاتہ عرش پر ہونے کی تعبیر فرما کر ان لوگوں پر رد فرمایا ہے جو اللہ تعالیٰ کے علو کو علوِ حقیقی نہیں، بلکہ علوِ مجازی قرار دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے بذاتہ عرش پر مستوی ہونے کی تعبیر ان لوگوں کی وجہ سے اختیار کرنی پڑی جو اللہ تعالیٰ کے بذاتہ عرش پر ہونے کو نہیں مانتے، جیسا کہ سلف صالحین سے قرآن کے غیر مخلوق ہونے کی تعبیر وارد ہے، اور انہیں یہ تعبیر ان گمراہ عناصر کے رد کیلئے اختیار کرنی پڑی جو قرآن پاک کے مخلوق ہونے کا عقیدہ رکھتے تھے۔

مؤلف رحمہ اللہ کے فرمان: "وهو في كل مكان بعلمه" یعنی اللہ تعالیٰ اپنے علم کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ساتھ ہر جگہ ہے، سے ان لوگوں کی نفی اور تردید مقصود ہے جو اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارہ میں حلول واتحاد کا عقیدہ رکھتے ہیں، جن کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ (والعیاذ باللہ) اپنی مخلوقات کے اندر حلول کیئے ہوئے ہے، ان کے ساتھ متحد اور ان کے اندر مختلط ہے۔ یہ بھلا کیسے ممکن ہے؟ اللہ تعالیٰ تو خالق ہے، اور اس کے ماسوا ہر چیز مخلوق ہے، ہر مخلوق پہلے معدوم تھی اللہ تعالیٰ نے وجود بخشا۔ تو پھر لامحالہ ان مخلوقات کا وجود، ان کے خالق سے الگ، جدا اور مباین ہوگا، اور یہ عین حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ مخلوقات سے الگ ہے، نہ تو مخلوقات، خالق کے اندر حلول کیے ہوئے ہیں، نہ خالق مخلوقات کے اندر حلول کیے ہوئے ہے۔

اللہ تعالیٰ کی صفتِ معیت، یعنی مخلوقات کے ساتھ ہونے سے مراد، باعتبارِ علم ساتھ ہونا ہے، جیسا کہ مؤلف ابن ابی زید کے قول: "وهو في كل مكان بعلمه" سے واضح ہو رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ مَا يَكُونُ مِن نَّجْوَىٰ ثَلَاثَةٍ إِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ إِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَا أَدْنَىٰ مِن ذَٰلِكَ وَلَا أَكْثَرَ إِلَّا هُوَ مَعَهُمْ أَيْنَ مَا كَانُوا ثُمَّ يُنَبِّئُهُم بِمَا عَمِلُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴾ (المجادلۃ:۷)

ترجمہ: "تین آدمیوں کی سرگوشی نہیں ہوتی مگر اللہ ان کا چوتھا ہوتا ہے اور نہ پانچ مگر ان کا چھٹا ہوتا ہے اور نہ اس سے کم کا اور نہ زیادہ کا مگر وہ ساتھ ہی ہوتا ہے جہاں بھی وہ ہوں، پھر قیامت کے دن انہیں ان کے اعمال سے آگاہ کرے گا، بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز سے واقف ہے"

یہ آیتِ کریمہ جو اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ معیت کی صفت کا ذکر کر رہی ہے، اس کا آغاز بھی اللہ تعالیٰ کے علم کے ساتھ ہوا اور اختتام بھی۔

صفتِ معیت کی ایک تفصیل یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ حقیقتاً اپنی مخلوق کے ساتھ ہے، (یعنی ایسا ساتھ ہے جیسا اس کی ذات کے لائق ہے) چنانچہ اللہ تعالیٰ بذاتہ اپنے عرش پر ہے، اور وہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

مخلوقات کے ساتھ بھی ہے، لیکن اس طرح کہ اس میں داخل اور خلط نہیں ہے، کیونکہ مخلوق تو اللہ تعالیٰ کی عظمت اور کبریائی کے سامنے انتہائی صغیر اور حقیر ہے، لہذا اللہ تعالیٰ اپنے عرش پر ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے بندوں کے بھی قریب ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ "العقیدة الواسطیة" میں فرماتے ہیں:

" ایمان باللہ، جس کا ہم نے ذکر کیا، میں یہ اہم نکتہ بھی داخل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں جو خبر دی، جو رسول اللہ ﷺ کی احادیث مبارکہ سے بھی تواتر کے ساتھ ثابت ہے اور جس پر سلف صالحین کا اجماع بھی قائم ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں کے اوپر اپنے عرش پر مستوی ہے اور اپنی تمام مخلوقات سے بلند ہے، پر ایمان لایا جائے۔ اور یہ کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے بندوں کے ساتھ ہے، خواہ وہ جہاں بھی ہوں، ان کے ہر ہر عمل کو جانتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان دونوں باتوں (یعنی سب سے بلند ہونا اور بندوں کے ساتھ ہونا) کو اس آیتِ کریمہ میں اکٹھا ذکر فرمایا:

﴿ هُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْأَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيهَا وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴾ (الحدید:4)

ترجمہ: "وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا پھر عرش پر مستوی ہو گیا، وہ خوب جانتا ہے اس چیز کو جو زمین میں جائے اور جو اس سے نکلے اور جو آسمان سے نیچے آئے اور جو کچھ چڑھ کر اس میں جائے، اور جہاں کہیں تم ہو وہ تمہارے ساتھ ہے اور جو تم کر رہے ہو اللہ دیکھ رہا ہے"

اس آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ کے فرمان: "وھو معکم" یعنی وہ تمہارے ساتھ ہے، کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ اپنی مخلوق کے ساتھ مخلط ہے، بلکہ لغت عربیہ "معیت" کے اس معنیٰ کو ہر جگہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

قطعاً لازمی قرار نہیں دیتی، پھر یہ معنی سلف امت کے اجماع کے بھی خلاف ہے، نیز اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو جس فطرت سلیمہ پر قائم فرمایا ہے، اس کے بھی خلاف ہے۔

چاند اللہ تعالیٰ کی ایک نشانی ہے اور اس کی ایک چھوٹی سی مخلوق ہے؟ اسے اللہ تعالیٰ نے آسمانوں میں رکھا ہے مگر وہ ہر شخص خواہ وہ مسافر ہو یا غیر مسافر کے ساتھ ساتھ ہے چاہے وہ کہیں بھی چلا جائے، اللہ تعالیٰ اپنے عرش پر ہے، اپنی تمام خلق کی نگرانی و نگہبانی فرما رہا ہے اور ان کے ہر ہر امر سے خوب واقف و مطلع ہے، یہ اور اس کے علاوہ اور بہت سے معانی ربوبیت اللہ تعالیٰ کیلئے ثابت ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ خبر دی ہے کہ وہ عرش پر ہے اور یہ بھی بتلایا ہے کہ وہ مخلوق کے ساتھ ہے، یہ دونوں باتیں حق اور اپنی حقیقت پر قائم ہیں، جن میں کسی تحریف کی ضرورت و حاجت نہیں۔ البتہ کلامِ باری تعالیٰ کو جھوٹے گمانوں سے بچانا ضروری ہے۔ جھوٹے گمان کی ایک مثال، اللہ تعالیٰ کے فرمان: "فی السماء" کے معنی میں یوں کہنا: "کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں میں سمایا ہوا ہے" یا "آسمان اللہ تعالیٰ پر سایہ کیے ہوئے ہے"۔ یہ معنی تمام اہل علم اور جملہ مؤمنین کے نزدیک باطل ہے، اللہ تعالیٰ کی کرسی ہی تمام آسمانوں اور زمینوں پر حاوی اور وسیع ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمینوں کو گرنے سے بچانے کیلئے تھاما ہوا ہے:

﴿ وَيُمْسِكُ السَّمَاءَ أَنْ تَقَعَ عَلَى الْأَرْضِ إِلَّا بِإِذْنِهِ ﴾ (الحج:۶۵)

ترجمہ: "وہی آسمان کو تھامے ہوئے ہے کہ زمین پر اس کی اجازت کے بغیر گر نہ پڑے"

﴿ وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ تَقُومَ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ بِأَمْرِهِ ﴾ (الروم:۲۵)

ترجمہ: اس کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ آسمان اور زمین اسی کے حکم سے قائم ہیں "

شیخ الاسلام مزید فرماتے ہیں:

" قرآن حکیم میں جو اللہ تعالیٰ کی صفت قرب و معیت کا ذکر ہے وہ اللہ تعالیٰ کی صفت علو اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

فوقیت کے منافی نہیں، اللہ تعالیٰ اپنی تمام صفات میں بے مثل ہے، (کسی صفت میں کوئی مخلوق اس کے مشابہ نہیں ہے) وہ سب سے قریب ہونے کے ساتھ ساتھ سب سے بلند بھی ہے، اور سب سے بلندی پر ہونے کے ساتھ ساتھ سب کے قریب بھی ہے"

شیخ الاسلام کے اس آخری جملے میں حدیث نزول کی طرف اشارہ ہے، جس میں ہر رات جبکہ آخری تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے، اللہ تعالیٰ کے آسمانِ دنیا پر نزول کا ذکر ہے۔ نیز حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف بھی اشارہ ہے جسے امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح (۱۳۴۸) میں روایت کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

[یوم عرفہ سے بڑا اور زیادہ کوئی دن ایسا نہیں ہے جس میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے، اس دن وہ قریب آجاتا ہے، اور فرشتوں کے ساتھ اپنے بندوں پر اظہار فخر کرتا ہے اور فرماتا ہے: یہ بندے کیا چاہتے ہیں؟] (الحدیث)

۷۔ "خلق الانسان ويعلم ما توسوس به نفسه، وهو اقرب إليه من حبل الوريد، وما تسقط من ورقة إلا يعلمها ☆ ولا حبة في ظلمات الارض ولا رطب ولا يابس إلا في كتاب مبين."

ترجمہ: "اس نے انسان کو پیدا کیا اور وہ انسان کے دل میں جو خیالات اٹھتے ہیں انہیں بھی جانتا ہے اور وہ اس کی رگ جان سے بھی زیادہ قریب ہے، اور کوئی پتا نہیں گرتا مگر وہ اس کو بھی جانتا ہے اور کوئی دانہ زمین کے تاریک حصے میں نہیں پڑتا اور نہ کوئی تر اور نہ کوئی خشک چیز گرتی ہے، مگر یہ سب کتاب مبین میں ہے۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

شرح

اللہ تعالیٰ کیلئے صفت "العلم" کا اثبات...

اللہ تعالیٰ کا علم ہر شئی پر حاوی اور محیط ہے، اسے ازل سے ہر ما کان اور ما یکون کا علم حاصل ہے، جو چیز نہیں ہے، اگر ہوتی تو کیسے ہوتی، وہ یہ بھی جانتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَلَوْ تَرَىٰ إِذْ وُقِفُوا عَلَى النَّارِ فَقَالُوا يَا لَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِآيَاتِ رَبِّنَا وَنَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ☆ بَلْ بَدَا لَهُمْ مَا كَانُوا يُخْفُونَ مِنْ قَبْلُ وَلَوْ رُدُّوا لَعَادُوا لِمَا نُهُوا عَنْهُ وَإِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ﴾ (الانعام:۲۷)

ترجمہ: "اور اگر آپ اس وقت دیکھیں جب کہ یہ دوزخ کے پاس کھڑے کیے جائیں تو کہیں گے ہائے کیا اچھی بات ہو کہ ہم پھر واپس بھیج دیے جائیں اور اگر ایسا ہو جائے تو ہم اپنے رب کی آیات کو جھوٹا نہ بتلائیں اور ہم ایمان والوں میں سے ہو جائیں"

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی چیز کی خبر دی ہے جو وقوع پذیر نہیں ہوگی، وہ خبر ہے کفار کا دنیا کی طرف دوبارہ لوٹایا جانا، ایسا کبھی نہیں ہوگا مگر اللہ تعالیٰ نے یہ بتادیا کہ اگر وہ دوبارہ لوٹائے جائیں تو وہ دوبارہ انہیں حرکتوں کا اعادہ کریں گے جن سے انہیں روکا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَرَقَةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِي ظُلُمَاتِ الْأَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ ﴾ (الانعام:۵۹)

ترجمہ: "اور اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہیں غیب کی کنجیاں (خزانے) ان کو کوئی نہیں جانتا بجز اللہ کے اور وہ تمام چیزوں کو جانتا ہے جو خشکی میں ہیں اور جو کچھ دریاؤں میں ہیں اور کوئی پتا نہیں گرتا

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

مگر وہ اس کو بھی جانتا ہے اور کوئی دانہ زمین کے تاریک حصے میں نہیں پڑتا اور نہ کوئی تر اور نہ کوئی خشک چیز گرتی ہے مگر یہ سب کتاب مبین میں ہے"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ إِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ وَمَا تَخْرُجُ مِن ثَمَرَاتٍ مِّنْ أَكْمَامِهَا وَمَا تَحْمِلُ مِنْ أُنثَىٰ وَلَا تَضَعُ إِلَّا بِعِلْمِهِ ﴾ (فصلت:۴۷)

ترجمہ: "قیامت کا علم اللہ ہی کی طرف لوٹایا جاتا ہے اور جو جو پھل اپنے شگوفوں میں سے نکلتے ہیں اور جو مادہ حمل سے ہوتی ہے اور جو بچے وہ جنتی ہے سب کا علم اسے ہے"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اللَّهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ أُنثَىٰ وَمَا تَغِيضُ الْأَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ وَكُلُّ شَيْءٍ عِندَهُ بِمِقْدَارٍ ☆عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيرُ الْمُتَعَالِ☆سَوَاءٌ مِّنكُم مَّنْ أَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَن جَهَرَ بِهِ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍ بِاللَّيْلِ وَسَارِبٌ بِالنَّهَارِ ﴾ (الرعد:۸تا۱۰)

ترجمہ: "مادہ اپنے شکم میں جو کچھ رکھتی ہے اسے اللہ بخوبی جانتا ہے اور پیٹ کا گھٹنا بڑھنا بھی، ہر چیز اس کے پاس اندازے سے ہے۔ ظاہر و پوشیدہ کا وہ عالم ہے، سب سے بڑا اور بلند و بالا۔ تم میں سے کسی کا اپنی بات کو چھپا کر کہنا اور با آواز بلند اسے کہنا اور جو رات کو چھپا ہوا اور جو دن میں چل رہا ہو، سب اللہ پر برابر و یکساں ہیں"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَأَسِرُّوا قَوْلَكُمْ أَوِ اجْهَرُوا بِهِ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ☆أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ ﴾ (الملک:۱۳،۱۴)

ترجمہ: "تم اپنی باتوں کو چھپاؤ یا ظاہر کرو وہ تو سینوں کی پوشیدگیوں کو بھی بخوبی جانتا ہے۔ کیا وہی نہ جانے جس نے پیدا کیا؟ پھر وہ باریک بین اور باخبر بھی ہو"

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتَاْتِيَنَّكُمْ عٰلِمِ الْغَيْبِ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَلَا اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَلَا اَكْبَرُ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴾ (السبا:٣)

ترجمہ: ''آپ کہہ دیجئے! کہ مجھے میرے رب کی قسم! جو عالم الغیب ہے کہ وہ (قیامت) یقیناً تم پر آئے گی، اللہ تعالیٰ سے ایک ذرے کے برابر کی چیز بھی پوشیدہ نہیں نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں بلکہ اس سے بھی چھوٹی اور بڑی ہر چیز کھلی کتاب میں موجود ہے''

اس کائنات میں جو بھی حرکت ہوتی ہے، یا ہونے والی ہے، اللہ تعالیٰ کو اس کا پہلے سے علم ہے، یہ ممکن ہی نہیں کہ اللہ تعالیٰ کو کسی ایک آدھ چیز کا ازل سے علم نہ ہو، بلکہ بعد میں حاصل ہو۔

ہمارے شیخ محمد امین الشنقیطی رحمہ اللہ اپنی کتاب ''اضواء البیان'' (۱/۷۵، ۷۶) میں اللہ تعالیٰ کے فرمان:

﴿ وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَا اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ ﴾ (البقرۃ:۱۴۳)

ترجمہ: ''جس قبلہ پر تم پہلے سے تھے، اسے ہم نے صرف اس لئے مقرر کیا تھا کہ ہم جان لیں کہ رسول کا سچا تابعدار کون ہے اور کون ہے جو اپنی ایڑیوں کے بل پلٹ جاتا ہے''

کی تفسیر میں فرماتے ہیں: آیت کریمہ کے ظاہری سیاق سے کسی جاہل کو وہم ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اتباع رسول کے تعلق سے بندوں کا امتحان لیتا ہے اور امتحان لینے کے بعد ان (کی کامیابی یا ناکامی) کا علم حاصل کرتا ہے جو اسے پہلے نہیں ہوتا، اللہ تعالیٰ جاہلوں کے اس وہم سے بہت بلند ہے، بلکہ وہ تو ہر ہونے والی چیز کو واقع ہونے سے پہلے ہی جانتا ہے، اللہ تعالیٰ نے ایک مقام پر یہ واضح فرمایا ہے کہ معاملہ ایسا نہیں ہے کہ وہ بندوں کا امتحان لے کر نتیجے کا علم حاصل کرے، جو اسے پہلے نہیں ہوتا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

﴿ وَلِيَبْتَلِيَ اللّٰهُ مَا فِي صُدُوْرِكُمْ وَلِيُمَحِّصَ مَا فِي قُلُوْبِكُمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴾ (آل عمران:۱۵۴)

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ کو تمہاری سینوں کے اندر کی چیز آزمانا اور جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اسے پاک کرنا تھا اور اللہ تعالیٰ دلوں کے بھید سے آگاہ ہے"

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ کا "ولیبتلی" (یعنی تاکہ وہ امتحان لے) کے بعد یہ فرمانا کہ "إنه علیم بذات الصدور" یعنی اللہ تعالیٰ دلوں کے بھید خوب جانتا ہے) اس بات پر دلیل قاطع ہے کہ اسے امتحان لیکر شی نا معلوم، معلوم نہیں ہوئی، اللہ تعالیٰ اس نظریہ سے بہت بلند ہے۔ کیونکہ وہ ذات جو دلوں کے اسرار و مخفیات سے بخوبی واقف ہے وہ اس بات سے بالکل مستغنی ہے کہ وہ امتحان کے نتیجے سے کوئی چیز معلوم کرے۔ یہ آیت کریمہ ان تمام آیات کی بڑی واضح تفسیر ہے جن میں اللہ تعالیٰ کے اپنے بندوں کا امتحان لینے کا تذکرہ موجود ہے۔

قولہ تعالیٰ: "إلا لنعلم" یعنی تاکہ ہم جان لیں، سے مراد یہ ہے کہ ایسا علم جو ظہور میں آکر بندے پر ثواب یا عذاب کے مرتب ہونے کا باعث بنے، تو پھر یہ جاننا، اللہ تعالیٰ کے علم سابق کے منافی نہ ہوا۔

بندوں کے اس امتحان کا فائدہ یہ ہے کہ ان کا معاملہ لوگوں کیلئے واضح ہو جائے، جہاں تک اس ذات کا تعلق ہے جو ہر بھید اور سرگوشی سے واقف ہے۔ وہ تو ہر ہونے والی چیز سے پہلے ہی آگاہ ہوتا ہے۔ اللہ رب العزت کے فرمان:

﴿ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ﴾ (ق:۱۶)

ترجمہ: "ہم نے انسان کو پیدا کیا ہے اور اس کے دل میں جو خیالات اٹھتے ہیں ان سے بھی واقف ہیں اور ہم اس کی رگ جان سے بھی زیادہ اس سے قریب ہیں"

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کی دو تفسیریں کی گئی ہیں:

ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ کے شاہ رگ سے قریب ہونے سے مراد از روئے علم، قدرت اور احاطہ قریب ہونا ہے۔ مؤلف ابن ابی زید کے کلام سے یہی مترشح ہو رہا ہے۔

دوسری تفسیر یہ ہے کہ آیت کریمہ میں جس قرب کا ذکر ہے وہ فرشتوں کا قرب ہے۔ سورۂ الواقعہ میں اس کی نظیر موجود ہے:

﴿ وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنكُمْ وَلَٰكِن لَّا تُبْصِرُونَ ﴾ (الواقعہ:۸۵)

ترجمہ: "ہم اس شخص سے بہ نسبت تمہارے بہت زیادہ قریب ہوتے ہیں لیکن تم نہیں دیکھ سکتے"

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں اور امام ابن القیم رحمہ اللہ نے "الصواعق المرسلة" میں اسی تفسیر کو ترجیح دی ہے۔ دیکھیے مختصر الصواعق (۲/۲۶۸)

قرآن مجید میں متعدد مقامات پر ایسی ضمیر استعمال ہوئی ہے جو صیغۂ تعظیم (جمع) پر مشتمل ہے اور اس سے مراد ملائکہ ہیں۔ مثلاً: اللہ تعالیٰ کا فرمان:

﴿ فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ ﴾ (القیامة:۱۸)

ترجمہ: "ہم جب اسے پڑھ لیں تو آپ اس کے پڑھنے کی پیروی کریں"

یہاں ضمیر بلفظِ تعظیم وارد ہوئی ہے اور اس سے مراد جبریل علیہ السلام ہیں، کیونکہ وہی وحی لیجا کر نبی ﷺ پر پڑھنے کے مکلف ہیں۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ الرَّوْعُ وَجَاءَتْهُ الْبُشْرَىٰ يُجَادِلُنَا فِي قَوْمِ لُوطٍ ﴾

ترجمہ: "جب ابراہیم کا ڈر و خوف جاتا رہا اور اسے بشارت بھی پہنچ چکی تو ہم سے قومِ لوط کے بارہ میں جدال (جھگڑا) کرنے لگے" (ھود:۷۴)

یہاں "یجادلنا" میں ضمیر متکلم جو لفظِ تعظیم پر مشتمل ہے سے مراد ملائکہ ہیں، کیونکہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ابراہیم (علیہ السلام) نے ملائکہ سے جھگڑا اور جدال کیا تھا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿ ولما جاءت رسلنا ابراهيم بالبشرى قالوا انا مهلكوا أهل هذه القرية ان اهلها كانوا ظالمين. قال ان فيها لوطا قالوا نحن اعلم بمن فيها ﴾ (العنکبوت:۳۱)

ترجمہ: ''اور جب ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے ابراہیم (علیہ السلام) کے پاس بشارت لیکر پہنچے کہنے لگے کہ اس بستی والوں کو ہم ہلاک کرنے والے ہیں، یقیناً یہاں کے رہنے والے ظالم ہیں۔ ابراہیم (علیہ السلام) نے کہا اس میں تو لوط (علیہ السلام) ہیں فرشتوں نے کہا یہاں جو ہیں ہم انہیں بخوبی جانتے ہیں''

۸. قولہ: '' على العرش استوى، وعلى الملك احتوى''

ترجمہ: ''وہ عرش پر مستوی ہے اور پوری کائنات پر اسکی حکمرانی، بادشاہت اور قبضہ ہے''

شرح

اللہ تعالیٰ کی صفت ''استواء علی العرش'' کا اثبات...

اللہ تعالیٰ کی فعلی صفات میں سے ایک صفت، اس کا عرش پر مستوی ہونا ہے، اس صفت کے بارہ، بلکہ تمام صفات کے بارہ میں سلف صالحین کا مذہب یہ ہے کہ انہیں اللہ تعالیٰ کیلئے اس طرح ثابت کریں جیسے اس ذات کے لائق ہے، جس میں تکییف (بیان کیفیت) تشبیہ، تمثیل تحریف یا تعطیل (انکار) کا کوئی شائبہ تک نہ ہو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کی صفات کے معانی معلوم ومفہوم لیکن ان کی کیفیت مجہول ہے۔

امام مالک رحمہ اللہ سے جب اللہ تعالیٰ کے استواء علی العرش کی کیفیت پوچھی گئی تو فرمایا:

''الاستواء معلوم والكيف مجهول والايمان به واجب والسؤال عنه بدعة'' یعنی

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اللہ تعالیٰ کے استواء علی العرش کا معنی معلوم ہے ،لیکن کیفیت مجہول ہے،استواء پر ایمان لانا واجب ہے اور کیفیت استواء کا سوال بدعت ہے۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے سورۃ الاعراف کی آیت ''استویٰ علی العرش'' کے سلسلہ میں کافی گفتگو کر رکھی ہے،جس کے ذکر کا محل ہماری یہ کتاب نہیں،ہم تو اپنی اس کتاب میں اس حوالے سے سلف صالحین ،مثلاً: امام مالک ،اوزاعی ،سفیان الثوری،لیث بن سعد،شافعی،احمد بن حنبل،اسحق بن راھویہ اور دیگر ائمہ قدیم وحدیث کا پاکیزہ کلام نقل کرینگے (اور اسی پر چلیں گے)

ائمہ سلف کا مذہب تمام صفات باری تعالیٰ کو،جو کتاب وسنت میں وارد ہوئی ہیں،بلا تکییف ، بلا تشبیہ اور بلا تعطیل ثابت وجاری کرنا ہے۔

اہل تشبیہ کے ذہنوں میں صفات کے تعلق سے تشبیہ وتمثیل پر مشتمل جو معنی پیدا ہوتا ہے جسے وہ معنی ظاہر ومتبادر قرار دیتے ہیں،وہ اللہ تعالیٰ کے حق میں باطل اور منفی ہے:کیونکہ مخلوقات میں سے کوئی بھی چیز اللہ تعالیٰ کے مشابہ یا مماثل نہیں ہے:﴿ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ ۖ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ﴾ (الشوریٰ:١١)

منہج مستقیم وہی ہے جو ائمہ سلف نے اختیار کیا،نعیم بن حماد الخزاعی جو امام بخاری رحمہ اللہ کے شیخ ہیں،فرماتے ہیں:

''جس نے اللہ تعالیٰ کو اس کی مخلوق سے تشبیہ دی اس نے کفر کیا،اور جس نے اللہ تعالیٰ کی کسی صفت کا (جو کتاب وسنت میں ثابت ہے) انکار کیا اس نے بھی کفر کیا،اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول ﷺ نے جو صفات بیان فرمادی ہیں اس میں تشبیہ بالمخلوقات کا کوئی دخل نہیں۔اب آیات صریحہ اور احادیث صحیحہ میں جو بھی اللہ تعالیٰ کی صفات وارد ہیں جس نے انہیں اللہ تعالیٰ کیلئے اسی طرح تسلیم کرلیا جس طرح اس کی جلالت وعظمت وکبریائی کے لائق ہے،اس نے اللہ تعالیٰ سے تمام نقائص وعیوب کی نفی کردی،اور ہدایت کے راستے پر گامزن اور قائم ہے''

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ کی صفت ''استواء علی العرش '' قرآن حکیم میں سات مقام پر وارد ہوئی ہے۔سورۂ طٰہ میں: ﴿ الرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ﴾ فرمایا اور الحدید میں ﴿ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ﴾ کے الفاظ وارد ہیں۔

سلفِ صالحین کے نزدیک ''استوی '' کا معنی چڑھنا اور بلند ہونا ہے۔ متکلمین نے ''استوی '' کو ''استولی '' یعنی غلبہ پانا کے معنی میں لیکر تاویل کا خطرناک راستہ اختیار کیا ہے۔

امام ابوالحسن الاشعری رحمہ اللہ اپنی کتاب ''الابانۃ'' (ص:۸۶) میں فرماتے ہیں:

'' بہت سے معتزلہ، جہمیہ اور حروریہ نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿ الرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ﴾ میں ''استوی '' بمعنی ''استولی وملک وقہر '' ہے، یعنی غلبہ، ملک اور قبضہ پالیا۔ کیونکہ بقول ان کے اللہ تعالیٰ تو ہر مقام میں موجود ہے۔ انہوں نے اہل حق کے منہج سے یکسر انحراف کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے عرش پر ہونے کا انکار کردیا ہے، اور ''استواء '' سے قدرت مراد لی ہے۔ اگر ''استواء '' سے غلبہ اور قدرت مراد ہے تو پھر عرش اور ساتویں زمین میں کوئی فرق نہیں ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کو ساتویں زمین کا غلبہ وقدرت بھی حاصل ہے۔ پھر عرش اور زمین میں موجود بیت الخلاؤں اور دیگر ہر چیز میں کیا فرق ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ کو ان تمام اشیاء پر قبضہ وقدرت حاصل نہیں؟ اگر ''استواء علی العرش '' کا معنی ''استیلاء علی العرش '' ہے تو پھر اللہ تعالیٰ ہر چیز پر مستوی ہے۔ پھر وہ عرش پر مستوی ہونے کے ساتھ آسمان، زمین اور زمین پر موجود گندگیوں اور غلاظتوں کے ڈھیروں پر بھی (نعوذ باللہ) مستوی ہے، کیونکہ وہ ان تمام چیزوں پر بھی قادر اور غالب ہے۔ جب یہ بات ثابت اور طے شدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر شی پر قادر ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ مسلمانوں میں سے کوئی شخص بھی یہ نہیں کہتا کہ اللہ تعالیٰ گندگیوں اور غلاظتوں کے مقامات پر مستوی ہے، تو پھر ''استواء '' بمعنی ''استیلاء '' (غلبہ وقدرت) جائز نہیں ہوگا، کیونکہ وہ تو بصورتِ عام ہر چیز پر قائم اور موجود ہے، تو پھر یہ بات ضروری اور متعین

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ٹھہری کہ "استواء" ایک ایسے معنی پر مشتمل ہے جو صرف عرش کیساتھ مختص ہے، اور وہ اختصاص کسی دوسری چیز کو حاصل نہیں "

امام ابن القیم رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "الصواعق المرسلة" میں "استواء" بمعنی "استیلاء" ہونا، بیالیس (۴۲) وجوہ سے باطل ثابت کیا ہے۔ دیکھیے "مختصر الصواعق المرسلة" لمحمد بن الموصلی (۲/۱۲۶ تا ۱۵۲)

مؤلف ابن ابی زید رحمہ اللہ کا "علی العرش استوی" کے فوراً بعد "وعلی الملک احتوی" یعنی وہ اس تمام کائنات کا مالک، قاہر، قابض اور غالب ہے، فرمانا درحقیقت ان ہی متکلمین پر رد وابطال ہے، کیونکہ متکلمین "استواء" بمعنی "استیلاء" لیتے ہیں، جس کا معنی ہوا اللہ تعالیٰ اپنے عرش پر غالب وقابض ہے۔ صاحب کتاب فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو غلبہ اور قبضہ وقدرت عرش اور غیر عرش ہر چیز پر حاصل ہے (پھر غلبہ وقدرت کیلئے عرش کی تخصیص کا کیا معنی؟)

حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اکیلا خالق ہے، اور اس کے سوا ہر چیز مخلوق ہے، جو ذات بلا شرکت غیرے ہر چیز کی خالق وموجد ہے وہی ذات بلا شرکت غیرے ہر چیز کی مالک ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴾ (الملک:۱)

ترجمہ: "بہت بابرکت ہے وہ (اللہ) جس کے ہاتھ میں بادشاہی ہے اور جو ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ لِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا فِيهِنَّ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴾

ترجمہ: "اللہ ہی کے لیے ہے سلطنت آسمانوں کی اور زمین کی اور ان چیزوں کی جو ان میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

موجود ہیں اور وہ ہرشی پر پوری قدرت رکھتا ہے" (المائدۃ:۱۲۰)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴾ (الحدید:۵)

ترجمہ:"آسمانوں کی اور زمین کی بادشاہی اسی کی ہے اور تمام کام اسی کی طرف لوٹائے جاتے ہیں"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴾ (النور:۴۲)

ترجمہ:"زمین اور آسمان کی بادشاہت اللہ ہی کی ہے اور اللہ ہی کی طرف لوٹنا ہے"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا ﴾ (الاسراء:۱۱۱)

ترجمہ:"اور کہہ دیجئے! کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کیلئے ہیں جو نہ اولاد رکھتا ہے نہ اپنی بادشاہت میں کسی کو شریک وساجی رکھتا ہے نہ اس سبب سے کہ وہ کمزور ہے،کوئی اس کا حمایتی ہے اور تو اس کی پوری پوری بڑائی بیان کرتا رہ"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا ﴾ (الفرقان:۲)

ترجمہ:"اسی اللہ کی سلطنت ہے آسمانوں کی اور زمینوں کی اور وہ کوئی اولاد نہیں رکھتا، نہ اس کی سلطنت میں کوئی اسکا ساجی ہے اور ہر چیز کو اس نے پیدا کر کے ایک مناسب اندازہ ٹھہرا دیا ہے"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

وَلَا فِي الْأَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَمَا لَهُ مِنْهُمْ مِنْ ظَهِيرٍ. وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهُ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهُ﴾ (سبا:۲۲،۲۳)

ترجمہ: ''کہہ دیجئے کہ اللہ کے سوا جن جن کا تمہیں گمان ہے سب کو پکارلو نہ ان میں سے کسی کو آسمانوں اور زمینوں میں سے ایک ذرہ کا اختیار ہے نہ ان کا ان میں کوئی حصہ ہے نہ ان میں سے کوئی اللہ کا مددگار ہے اور درخواستِ شفاعت بھی اس کے پاس کچھ نفع نہیں دیتی بجز ان کے جن کے لئے اجازت ہو جائے''

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿قُلْ أَرَأَيْتُمْ شُرَكَاءَكُمُ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَرُونِي مَاذَا خَلَقُوا مِنَ الْأَرْضِ أَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمَاوَاتِ أَمْ آتَيْنَاهُمْ كِتَابًا فَهُمْ عَلَىٰ بَيِّنَتٍ مِنْهُ بَلْ إِنْ يَعِدُ الظَّالِمُونَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا إِلَّا غُرُورًا. إِنَّ اللَّهَ يُمْسِكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ أَنْ تَزُولَا وَلَئِنْ زَالَتَا إِنْ أَمْسَكَهُمَا مِنْ أَحَدٍ مِنْ بَعْدِهِ إِنَّهُ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا﴾

ترجمہ: ''آپ کہیے! کہ تم اپنے قرارداد شریکوں کا حال تو بتلاؤ جن کی تم اللہ کے سوا پوجا کرتے ہو یعنی مجھ کو یہ بتلاؤ کہ انہوں نے زمین میں کون سا (جزو) بنایا ہے یا ان کا آسمانوں میں کچھ ساجھا ہے یا ہم نے ان کو کوئی کتاب دی ہے کہ یہ اس کی دلیل پر قائم ہوں بلکہ یہ ظالم ایک دوسرے سے نرے دھوکے کی باتوں کا وعدہ کرتے آتے ہیں۔ یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمینوں کو تھامے ہوئے ہے کہ وہ ٹل نہ جائیں اور اگر وہ ٹل جائیں تو پھر اللہ کے سوا اور کوئی ان کو تھام بھی نہیں سکتا۔ وہ حلیم غفور ہے'' (فاطر:۴۰،۴۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

۹ : قولہ: ولہ الأسماء الحسنی والصفات العلی"

ترجمہ:" اس کیلئے انتہائی پیارے پیارے نام اور بہت ہی اعلیٰ صفات ہیں۔"

شرح

اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کا تعلق اللہ تعالیٰ کے علمِ غیب سے ہے...

(۱) اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کا تعلق، اللہ تعالیٰ کے علمِ غیب سے ہے، جس پر ہمارے لئے کتاب وسنت کی وحی کے بغیر کلام کرنا جائز نہیں ہے۔ چنانچہ ہم تو اللہ تعالیٰ کے ان تمام اسماء وصفات کا اقرار واثبات کریں گے جن کا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے اثبات وبیان ثابت ہو گیا۔ اور ہمارا اقرار واثبات ایسا ہوگا جیسا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لائقِ شان ہے، جس میں کسی تکییف وتشبیہ اور تحریف وتعطیل کا ذرہ برابر بھی شائبہ نہ ہو۔ نیز ہم ہر اس صفت سے اللہ تعالیٰ کو پاک اور منزہ قرار دیں گے، جو صفت اللہ تعالیٰ کے لائقِ شان نہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ﴾ (الشوریٰ:۱۱)

ترجمہ:"اللہ تعالیٰ کے مثل کوئی چیز نہیں اور وہ سننے دیکھنے والا ہے"

اللہ تعالیٰ کے تمام نام حسنیٰ ہیں

(۲) قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ کیلئے اسماء (ناموں) کا اثبات وارد ہوا ہے، نیز ان اسماء کا "حسنیٰ" کی صفت سے متصف ہونا بھی وارد ہوا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَلِلَّهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ فَادْعُوهُ بِهَا ﴾ (الاعراف:۱۸۰)

ترجمہ: (اور اللہ تعالیٰ کے نہایت اچھے اچھے نام ہیں پس تم اسے انہیں ناموں سے پکارو)

نیز فرمایا: ﴿ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ ﴾ (طٰہٰ:۸)

ترجمہ: (وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں اس کیلئے نہایت اچھے اچھے نام ہیں)

نیز فرمایا: ﴿ هُوَ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ ﴾ (الحشر:۲۴)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ترجمہ: (وہی اللہ ہے پیدا کرنے والا، بنانے والا، صورت کھینچنے والا، اسی کیلئے نہایت اچھے نام ہیں)

اللہ تعالیٰ کے اسماء کے "حسنیٰ" ہونے کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام نام حسن وخوبصورتی میں اپنی غایت اور انتہاء کو پہنچے ہوئے ہیں، لہذا اللہ تعالیٰ کے ناموں کو صرف اچھا ہی نہیں بلکہ انتہائی اچھا اور پیارا کہا جائے، جیسا کہ مذکورہ آیات کریمہ میں وارد ہوا۔

اللہ تعالیٰ کے تمام نام مشتق ہیں

(۳) اللہ تعالیٰ کے تمام نام مشتق ہیں، جن کے باقاعدہ معانی ہیں، اور وہ معانی ہی اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں۔ مثلاً: اسم مبارک "العزیز" "عزت پر، "الحکیم" حکمت پر، "الکریم" "کرم پر، "العظیم" "عظمت پر، "اللطیف" "لطف پر" الرحمن" اور "الرحیم" رحمت پر دلالت کرتے ہیں، اسی طرح بقیہ نام بھی۔

اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے کوئی نام جامد نہیں، جس کا کوئی اشتقاق نہ ہو۔ بعض اہل علم کا اللہ تعالیٰ کے ناموں میں "الدھر" (زمانہ) نام ذکر کرنا صحیح نہیں ہے۔ صحیح بخاری ومسلم میں مروی حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ کا فرمان:

[یؤذینی ابن آدم یسب الدھر وأنا الدھر بیدی الأمر أقلب اللیل والنھار]

ترجمہ: [ابن آدم، مجھے تکلیف دیتا ہے اور وہ اس طرح کہ وہ دھر یعنی زمانے کو گالی دیتا ہے، اور دھر تو میں ہوں] (صحیح بخاری (۴۸۲۶،۶۱۸۱،۷۴۹۱) صحیح مسلم (۳۵۸/۵)

اس بات پر دلالت نہیں کرتا کہ "الدھر" اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے، کیونکہ "دھر" تو زمانہ ہے، اللہ تعالیٰ رات اور دن (یعنی زمانہ) کو پھیرتا ہے، لہذا جس کسی نے "المُقَلَّب" (پھیری ہوئی چیز) یعنی زمانہ کو گالی دی، تو اس کی وہ گالی "المُقَلِّب" یعنی پھیرنے والے کی طرف لوٹ جائے گی، اور وہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ یہ تحقیق اللہ تعالیٰ کے فرمان:

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

[بیدی الامر اقلب اللیل والنهار] سے واضح اور عیاں ہے۔

جہاں تک اللہ تعالیٰ کی صفات کا تعلق ہے تو ہر صفت سے اللہ تعالیٰ کا اسم نکالنا درست نہیں ہے، مثلاً: اللہ تعالیٰ کی ذاتی صفات میں "الوجہ" (چہرہ) "الید" (ہاتھ) اور "القدم" (پاؤں) وغیرہ جو قرآن وحدیث میں مذکور ہیں، ان صفات میں سے اللہ تعالیٰ کے نام اشتقاق نہیں کیے جاسکتے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کی صفاتِ فعلیہ میں سے "استهزاء"، "کید" اور "مکر" ہیں، اب ان میں سے اسماء اخذ کر کے اللہ تعالیٰ کے "المستھزی" یا "الکائد" یا "الماکر" نام نہیں رکھے جاسکتے۔

چونکہ بات سے بات نکلتی ہے، لہٰذا میں اس موقع پر یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کے بھی تمام ثابت نام مشتق ہیں جو باقاعدہ کسی معنی پر دلالت کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے ناموں میں سے کوئی نام جامد نہیں ہے، لہٰذا "طٰہ" یا "یٰس" رسول اللہ ﷺ کے نام نہیں ہیں۔

حافظ ابن القیم رحمہ اللہ "تحفة المودود" (ص: ۱۲۷) میں فرماتے ہیں:

" (بچے کا نام رکھنے کے تعلق سے) جن چیزوں سے روکا جائے گا ان میں یہ بات بھی شامل ہے کہ قرآن مجید کی سورتوں کے ناموں میں سے کوئی نام رکھ دیا جائے، مثلاً: "طٰہ" "یٰس" "حٰم" وغیرہ۔ سہیلی نے امام مالک رحمہ اللہ سے نصاً "یٰس" نام رکھنے کی کراہیت ذکر فرمائی ہے۔ عوام الناس میں جو یہ بات مشہور ہے کہ "یٰس" اور "طٰہ" رسول اللہ ﷺ کے نام ہیں تو یہ غیر صحیح ہے، کیونکہ یہ بات کسی صحیح یا حسن حتیٰ کہ مرسل حدیث سے ثابت نہیں، نہ ہی کسی صحابی سے کوئی ایسا قول منقول ہے۔ یہ بھی "الم" "حٰم" "الر" کی طرح کے حروف ہیں۔"

جنہوں نے "یٰس" اور "طٰہ" کو بھی نبی ﷺ کے نام قرار دیے ہیں شاید ان کے وہم کی وجہ یہ ہو کہ ان حروف ("یٰس" اور "طٰہ") کے بعد نبی ﷺ کو خطاب ہے، جس کا معنی یہ ہے کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

بھی نبی ﷺ کے نام ہیں۔

ان پر واضح ہونا چاہیے کہ سورۃ الاعراف اور سورۃ ابراہیم کے حروف مقطعات کے بعد بھی نبی ﷺ کو خطاب کیا گیا ہے تو کیا ''المص'' اور ''الر'' بھی نبی ﷺ کے نام ہیں؟

اللہ تعالیٰ کے نام متعین عدد میں محصور نہیں

(۴) اللہ تعالیٰ کے نام کسی معین عدد میں محصور و محدود نہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اپنے کچھ ناموں کی اطلاع دی ہے، باقی نام اپنے خزانہ غیب میں چھپا رکھے ہیں جن سے کسی کو آگاہ نہیں فرمایا۔ اس کی دلیل عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جس میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

[ما اصاب احدا قط هم ولا حزن فقال اللهم انى عبدك ابن عبدك ابن امتك ناصيتي بيدك ماض في حكمك عدل في قضاءك أسألك بكل اسم هو لك سميت به نفسك أو أنزلته في كتابك أو علمته أحدا من خلقك أو استأثرت به في علم الغيب عندك ان تجعل القرآن ربيع قلبي ونور صدري وجلاء حزني وذهاب همي، إلا اذهب الله همه وحزنه وابدله مكانه فرحا، قال: فقيل يارسول الله! الا نتعلمها؟ فقال: بلى! ينبغي لمن سمعها ان يتعلمها] (مسند احمد: ۳۷۱۲)

ترجمہ: [کسی بندے کو کوئی پریشانی یا غم لاحق ہو اور وہ اس طرح دعا کرے: اے اللہ! میں تیرا بندہ، تیرے بندے کا بیٹا ہوں اور تیری بندی کا بیٹا ہوں، میری پیشانی تیرے ہاتھ میں ہے، میرے بارہ میں صرف تیرا ہی حکم چلتا ہے، میرے بارے میں تیرا ہر فیصلہ عدل پر قائم ہے، اے اللہ! میں تجھ سے تیرے ہر نام کے واسطے سے دعا کرتا ہوں وہ نام جو تو نے اپنی ذات کے لیے رکھا، یا وہ نام جو تو نے اپنی کتاب میں اتارا، یا وہ نام جو تو نے اپنی مخلوقات میں سے کسی کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

سکھا دیئے، یا وہ نام جو تو نے اب تک اپنے خزانۂ غیب میں محفوظ فرمارکھے ہیں کہ تو قرآن کریم کو میرے دل کی بہار، سینے کا نور، اور تمام دکھوں اور غموں کا مداوا بنا دے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام دکھ دور کر کے اسے خوشیاں عطا فرما دیتا ہے۔ کہا گیا: یا رسول اللہ! ہم کیوں نہ ان کلمات کو یاد کرلیں؟ فرمایا: کیوں نہیں! جو شخص بھی ان کلمات کو سنے اسے چاہیئے کہ انہیں یاد کرلے]

شیخ شعیب الارناؤوط اور ان کے دونوں ساتھیوں نے اس حدیث کے ضعف کی تعلیق لگائی ہے، جبکہ حافظ ابن حجر سے اس کا حسن ہونا منقول ہے، جبکہ شیخ البانی نے "الصحیحۃ" میں اسے صحیح قرار دیا ہے، امام ابن القیم نے بھی اسے صحیح کہا ہے، اور اپنی کتاب "شفاء العلیل" کے ستائیسویں (۲۷) باب میں اس حدیث کی مفصل شرح بھی کی ہے۔ دیکھیے (ص: ۲۶۹ تا ۲۷۴)

لہذا اصل یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ کو بلا دلیل کسی معین تعداد میں محصور نہ کیا جائے۔ اور ہمارے علم میں ایسی کوئی دلیل موجود نہیں، البتہ صحیح بخاری (۲۷۳۶ ، ۶۴۱۰، ۷۳۹۲) اور صحیح مسلم (۲۶۷۷) میں ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث ہے، جس میں نبی ﷺ نے فرمایا:

[ان للہ تسعۃ وتسعین اسماً مائۃ الا واحدۃ من احصاھا دخل الجنۃ]

ترجمہ: [بے شک اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں، ایک کم سو، جو انہیں کما حقہ پڑھے گا وہ جنت میں داخل ہوگا]

یہ حدیث اللہ تعالیٰ کے ناموں کے ننانوے (۹۹) کی تعداد میں محصور ہونے پر دلالت نہیں کرتی، بلکہ اس حدیث کی دلالت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ننانوے (۹۹) نام ایسے ہیں کہ ان کو پڑھنے والا جنتی ہے۔ جیسے کوئی شخص کہے: میرے پاس سو درھم ہیں جو میں نے طلبہ کیلئے رکھے ہوئے ہیں۔ اسکا معنی یہ نہیں ہے کہ اسکے پاس ان دراھم کے علاوہ اور درھم نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ننانوے (۹۹) ناموں کا ذکر کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں، البتہ بعض علماء نے کتاب وسنت سے ننانوے (۹۹) نام نکالے ہیں؛ مثلاً: حافظ ابن حجر نے فتح الباری (۲۱۵/۱۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اور "التلخیص الحبیر" (۴/ ۱۷۲) میں اور شیخ محمد بن العثیمین نے "القواعد المثلی" (ص: ۱۵ تا ۱۶) میں ان ننانوے (۹۹) ناموں کا ذکر کیا ہے۔ یہ تینوں کتابیں اکثر ناموں کے ذکر میں متفق ہیں، البتہ بعض ناموں کے ذکر میں قدرے اختلاف موجود ہے۔

اللہ تعالیٰ کے ننانوے (۹۹) ناموں کا بیان

ہم اللہ تعالیٰ کے ان ننانوے (۹۹) اسماء حسنیٰ کا حروف تہجی کی ترتیب سے ذکر کرتے ہیں، ہر نام کی قرآن یا حدیث سے دلیل بھی نقل کریں گے۔ ہم نے یہاں دو ناموں "اَلْبَشِیْر" اور "الدیان" کا اضافہ بھی کیا ہے، جن کا ذکر مذکورہ تینوں کتابوں میں نہیں ملتا۔

(۱) اللہ (اللہ تعالیٰ کا اسم ذاتی ہے) ﴿وَاللهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ ﴿وَاللهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ﴾

(۲) اَلْآخِرُ (سب کے بعد) ﴿هُوَ الْاَوَّلُ وَالْآخِرُ﴾ (الحدید: ۳)

(۳) اَلْاَحَدُ (ایک، اکیلا) ﴿قُلْ هُوَ اللهُ اَحَدٌ﴾ (اخلاص: ۱)

(۴) اَلْاَعْلٰى (سب سے بلند) ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى﴾ (الاعلیٰ: ۱)

(۵) اَلْاَكْرَمُ (سب سے زیادہ عزت والا) ﴿اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ﴾ (العلق: ۳)

(۶) اَلْاِلٰهُ (معبود) ﴿وَقَالَ اللهُ لَا تَتَّخِذُوْا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ﴾ (النحل: ۵۱)

(۷) اَلْاَوَّلُ (سب سے پہلے) ﴿هُوَ الْاَوَّلُ وَالْآخِرُ﴾ (الحدید: ۳)

(۸) اَلْبَارِئُ (پیدا کرنے والا) ﴿هُوَ اللهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ﴾ (الحشر: ۲۴)

(۹) اَلْبَاطِنُ (سب سے پوشیدہ) ﴿هُوَ الْاَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ﴾ (الحدید: ۳)

(۱۰) اَلْبَرُّ (نیکی وبھلائی کرنے والا) ﴿اِنَّهٗ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيْمُ﴾ (الطور: ۲۸)

(۱۱) اَلْبَصِيْرُ (دیکھنے والا) ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَّهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ﴾

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

(الشوریٰ:۱۱)

(۱۲) اَلتَّوَّابُ (توبہ قبول کرنے والا) ﴿ وَاتَّقُوا اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ﴾ (الحجرات:۱۲)

(۱۳) اَلْجَبَّارُ (ملانے والا) ﴿ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ﴾ (الحشر:۲۳)

(۱۴) اَلْجَمِيْلُ (خوبصورت) [ان الله جمال يحب الجمال] (مسلم:۱۴۷)

(۱۵) اَلْحَافِظُ (نگہبان) ﴿ فَاللّٰهُ خَيْرٌ حَافِظًا وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ ﴾ (یوسف:۶۴)

(۱۶) اَلْحَسِيْبُ (حساب لینے والا) ﴿ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ﴾ (النساء:۶)

(۱۷) اَلْحَفِيْظُ (سنبھالنے والا) ﴿ إِنَّ رَبِّيْ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ ﴾ (ھود:۵۷)

(۱۸) اَلْحَقُّ (سچا اور ثابت) ﴿ ذٰلِكَ بِأَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ ﴾ (الحج:۶۲)

(۱۹) اَلْحَكَمُ (فیصلہ کرنے والا) [إن الله هو الحكم وإليه الحكم] (ابوداؤد:۴۹۵۵)

(۲۰) اَلْحَكِيْمُ (حکمت والا، دانا) ﴿ سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴾ (الصف:۱)

(۲۱) اَلْحَلِيْمُ (بردبار) ﴿ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴾ (المائدۃ:۱۰۱)

(۲۲) اَلْحَمِيْدُ (تعریف کیا ہوا) ﴿ وَهُوَ الْوَلِيُّ الْحَمِيْدُ ﴾ (شوریٰ:۲۸)

(۲۳) اَلْحَيُّ (زندہ) ﴿ هُوَ الْحَيُّ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ﴾ (الغافر:۶۵)

(۲۴) اَلْحَيِيُّ (حیاء والا) [إن الله عزوجل حيي ستير يحب الحياء والستر]

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

(ابوداؤد:۴۰۱۲)

(۲۵) اَلْخَالِقُ (پیدا کرنے والا) ﴿هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ﴾ (الحشر:۲۴)

(۲۶) اَلْخَبِيْرُ (باخبر ہے والا) ﴿قَالَ نَبَّأَنِيَ الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ﴾ (التحریم:۳)

(۲۷) اَلْخَلَّاقُ (پیدا کرنے والا) ﴿إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْخَلَّاقُ الْعَلِيْمُ﴾ (الحجر:۸۶)

(۲۸) اَلدَّيَّانُ (بدلہ دینے والا) [قال رسول الله ﷺ: يحشر الله العباد أو قال: الناس عراة غرلا بهما، قال: قلنا مابهما؟ قال: ليس معهم شيء، ثم يناديهم بصوت يسمعه من بعد كما يسمعه من قرب: أنا الملك، أنا الديان]

(الحديث: اخرجه الحاكم في المستدرك في موضعين (۴۳۸/۲)، (۵۷۴/۳)، وصححه واقره الذهبي، وحسنه الحافظ في الفتح (۱۷۴/۱)، والالباني في صحيح الأدب المفرد (۷۴۶)

(۲۹) اَلرَّبُّ (پیدا کرنے والا) ﴿سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ﴾ (یٰس:۵۸)

(۳۰) اَلرَّحْمٰنُ (مہربان) ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ. الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾

(فاتحہ:۲،۱)

(۳۱) اَلرَّحِيْمُ (رحم کرنے والا) ﴿وَإِلٰهُكُمْ إِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ﴾ (البقرۃ:۱۶۳)

(۳۲) اَلرَّزَّاقُ (روزی دینے والا) ﴿إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ﴾

(الذریات:۵۸)

(۳۳) اَلرَّفِيْقُ (دوست) [إن الله رفيق يحب الرفق] (بخاری ومسلم)

(۳۴) اَلرَّقِيْبُ (نگرانی کرنے والا) ﴿وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ رَّقِيْبًا﴾

(احزاب:۵۲)

(۳۵) اَلرَّءُوْفُ (مہربان) ﴿إِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾ (النحل:۷)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

(۳۶) اَلسُّبُّوْحُ (پاک) [سبوح قدوس رب الملائكة والروح] (مسلم:۴۸۷)

(۳۷) اَلسِّتِّيْرُ (پردہ پوشی کرنے والا) [إن الله عزوجل حي ستير يحب الحياء والستر] (ابوداؤد:۴۰۱۲)

(۳۸) اَلسَّلَامُ (سلامتی والا) ﴿ هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ ﴾ (الحشر:۲۳)

(۳۹) اَلسَّمِيْعُ (سننے والا) ﴿ وَاللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ بَصِيْرٌ ﴾ (المجادلۃ:۱)

(۴۰) اَلسَّيِّدُ (مالک) [السيد تبارك وتعالى] (ابوداؤد:۴۸۰۶)

(۴۱) اَلشَّافِي (شفا دینے والا) [اشف أنت الشافي لا شفي إلا انت] (بخاری:۵۷۴۲)

(۴۲) اَلشَّاكِرُ (قدردان) ﴿ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا ﴾ (النساء:۱۴۷)

(۴۳) اَلشَّكُوْرُ (قدردان) ﴿ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ﴾ (فاطر:۳۴)

(۴۴) اَلشَّهِيْدُ (گواہ) ﴿ اَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ اَنَّهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴾ (فصلت:۵۳)

(۴۵) اَلصَّمَدُ (بے نیاز) ﴿ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ﴾ (اخلاص:۲)

(۴۶) اَلطَّيِّبُ (پاک) ﴿ الله طيب ولا يقبل إلا طيبا ﴾ (مسلم:۱۰۱۵)

(۴۷) اَلظَّاهِرُ (سب سے ظاہر) ﴿ هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ﴾ (الحدید:۳)

(۴۸) اَلْعَزِيْزُ (غالب) ﴿ يُسَبِّحُ لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴾ (الجمعۃ:۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

(۴۹) اَلْعَظِیْمُ (سب سے بڑا) ﴿ وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ﴾
(البقرة:۲۵۵)

(۵۰) اَلْعَفُوُّ (معاف کرنے والا) ﴿ وَإِنَّهُمْ لَيَقُولُونَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُورًا وَإِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُورٌ ﴾ (المجادلۃ:۲)

(۵۱) اَلْعَلِيْمُ (علم والا) ﴿ وَاللّٰهُ مَوْلٰكُمْ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴾ (التحریم:۲)

(۵۲) اَلْعَلِيُّ (بلند) ﴿ إِنَّهُ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ ﴾ (الشوریٰ:۵۱)

(۵۳) اَلْغَالِبُ (غالب) ﴿ وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰى أَمْرِهِ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴾ (یوسف:۲۱)

(۵۴) اَلْغَفَّارُ (معاف کرنے والا) ﴿ فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا ﴾
(نوح:۱۰)

(۵۵) اَلْغَفُوْرُ (معاف کرنے والا) ﴿ إِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيْعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيْمُ ﴾ (الزمر:۵۳)

(۵۶) اَلْغَنِيُّ (بے پرواہ) ﴿ وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَأَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ ﴾ (محمد:۳۸)

(۵۷) اَلْفَتَّاحُ (کھولنے والا) ﴿ قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ يَفْتَحُ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَهُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِيْمُ ﴾ (سبا:۲۶)

(۵۸) اَلْقَادِرُ (قدرت والا) ﴿ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰى أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ أَوْ مِنْ تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ ﴾ (الانعام:۶۵)

(۵۹) اَلْقَاهِرُ (زبردست) ﴿ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ﴾
(الانعام:۱۸)

(۶۰) اَلْقُدُّوْسُ (پاک) ﴿ يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ الْمَلِكِ

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

الْقُدُّوسِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ ﴾ (الجمعۃ:۱)

(۶۱) اَلْقَدِيرُ (قدرت والا) ﴿ تَبٰرَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴾ (الملک:۱)

(۶۲) اَلْقَرِيبُ (نزدیک) ﴿ وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ ﴾ (البقرۃ:۱۸۶)

(۶۳) اَلْقَهَّارُ (زبردست) ﴿ وَبَرَزُوا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴾ (ابراہیم:۴۸)

(۶۴) اَلْقَوِيُّ (قوت والا) ﴿ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيزُ ﴾ (الشوریٰ:۱۹)

(۶۵) اَلْقَيُّومُ (ہمیشہ قائم) ﴿ اَللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ ﴾ (البقرۃ:۲۵۵)

(۶۶) اَلْكَبِيرُ (سب سے بڑا) ﴿ ذٰلِكَ بِأَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّ مَا يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ الْبَاطِلُ وَأَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ ﴾ (لقمان:۳۰)

(۶۷) اَلْكَرِيمُ (بڑا بزرگ اور سخی) ﴿ يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ ﴾ (الانفطار:۶)

(۶۸) اَلْكَفِيلُ (کارساز) ﴿ وَلَا تَنْقُضُوا الْأَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيلًا ﴾ (النحل:۹۱) وحديث قصة الاسرائيلي الذي قال لمن أسلفه: [كفى بالله كفيلا] (بخاری:۲۲۹۱)

(۶۹) اَللَّطِيفُ (نرمی کرنے والا) ﴿ أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ ﴾ (الملک:۱۴)

(۷۰) اَلْمُبِينُ (ظاہر کرنے والا) ﴿ يَوْمَئِذٍ يُوَفِّيهِمُ اللّٰهُ دِينَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْلَمُونَ أَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِينُ ﴾ (النور:۲۵)

(۷۱) اَلْمُتَعَالُ (انتہائی بلند) ﴿ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيرُ الْمُتَعَالِ ﴾

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

(الرعد:۹)

(۷۲) اَلْمُتَکَبِّرُ (بڑائی کرنے والا) ﴿هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ﴾ (الحشر:۲۳)

(۷۳) اَلْمَتِيْنُ (زبردست قوت والا) ﴿اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ﴾

(الذريات:۵۸)

(۷۴) اَلْمُجِيْبُ (دعا قبول کرنے والا) ﴿اِنَّ رَبِّيْ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ﴾ (هود:۶۱)

(۷۵) اَلْمَجِيْدُ (بزرگی والا) ﴿رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ﴾ (هود:۷۳)

(۷۶) اَلْمُحْسِنُ (احسان کرنے والا) [إن الله محسن يحب المحسنين](رواه ابن أبي عاصم في الديات (ص:۵۲) وابن عدي في الكامل (۶/ ۲۱۳۵)، وابونعيم في أخبار اصبهان(۲/ ۱۱۳) ،واسناده حسن كما ذكر الشيخ الألباني في السلسة الصحيحة (۴۷۰)،وانظر صحيح الجامع الصغير (۱۸۱۹) و(۱۸۲۰)

(۷۷) اَلْمُحِيْطُ (گھیرنے والا) ﴿اَلَآ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ﴾ (فصلت:۵۴)

(۷۸) اَلْمُصَوِّرُ (صورت عطا کرنے والا) ﴿هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ﴾

(الحشر:۲۴)

(۷۹) اَلْمُعْطِيْ (عطا کرنے والا) [والله المعطي وأنا القاسم] (بخاری:۳۱۱۶)

(۸۰) اَلْمُقْتَدِرُ (قدرت رکھنے والا) ﴿وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا﴾

(الكهف:۴۵)

(۸۱) اَلْمُقَدِّمُ (آگے کرنے والا) [أنت المقدم ،وأنت المؤخر] (بخاری:۱۱۲۰)

(۸۲) اَلْمُقِيْتُ (روزی دینے والا) ﴿وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيْتًا﴾

(النساء:۸۵)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

(۸۳) اَلْمَلِکُ (بادشاہ) ﴿ هُوَ اللّٰهُ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ ﴾ (الحشر:۲۳)

(۸۴) اَلْمَلِيْكُ (بادشاہ) ﴿ فِي مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيكٍ مُقْتَدِرٍ ﴾ (القمر:۵۵)

(۸۵) اَلْمَنَّانُ (احسان کرنے والا) [اللهم إني أسألك بأن لك الحمد لا إله إلا أنت المنان] (ابوداؤد:۱۴۹۵)

(۸۶) اَلْمُهَيْمِنُ (نگران، محافظ) ﴿ هُوَ اللّٰهُ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ ﴾ (الحشر:۲۳)

(۸۷) اَلْمُؤَخِّرُ (پیچھے کرنے والا) [أنت المقدم، وأنت المؤخر] (بخاری:۱۱۲۰)

(۸۸) اَلْمَوْلٰى (مالک، آقا) ﴿ نِعْمَ الْمَوْلَى وَنِعْمَ النَّصِيرُ ﴾ (الانفال:۴۰)

(۸۹) اَلْمُؤْمِنُ (امن دینے والا) ﴿ هُوَ اللّٰهُ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ ﴾ (الحشر:۲۳)

(۹۰) اَلنَّصِيْرُ (مدد کرنے والا) ﴿ وَكَفَى بِاللّٰهِ وَلِيًّا وَكَفَى بِاللّٰهِ نَصِيرًا ﴾ (النساء:۴۵)

(۹۱) اَلْهَادِي (ہدایت دینے والا) ﴿ وَكَفَى بِرَبِّكَ هَادِيًا وَنَصِيرًا ﴾ (الفرقان:۳۱)

(۹۲) اَلْوَاحِدُ (ایک، اکیلا) ﴿ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴾ (الرعد:۱۶)

(۹۳) اَلْوَارِثُ (حقیقی وارث ہونے والا) ﴿ وَإِنَّا لَنَحْنُ نُحْيِي وَنُمِيتُ وَنَحْنُ الْوَارِثُونَ ﴾ (الحجر:۲۳)

(۹۴) اَلْوَاسِعُ (کشادہ اور وسیع) ﴿ وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

وَجْهُ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ﴾ (البقرۃ:۱۱۵)

(۹۵) اَلْوِتْرُ (ایک) [ان اللہ وتر یحب الوتر] (بخاری:۶۴۱۰)

(۹۶) اَلْوَدُوْدُ (محبت کرنے والا) ﴿ إِنَّهُ هُوَ يُبْدِئُ وَيُعِيدُ. وَهُوَ الْغَفُورُ الْوَدُودُ ﴾ (البروج:۱۳)

(۹۷) اَلْوَكِيْلُ (کارساز) ﴿ فَزَادَهُمْ إِيمَانًا وَقَالُوا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ ﴾ (آل عمران:۱۷۳)

(۹۸) اَلْوَلِيُّ (دوست، مددگار) ﴿ فَاللّٰهُ هُوَ الْوَلِيُّ وَهُوَ يُحْيِي الْمَوْتَىٰ ﴾ (الشوریٰ:۹)

(۹۹) اَلْوَهَّابُ (بہت زیادہ دینے والا) ﴿ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً ﴾ (آل عمران:۸)

حافظ ابن القیم رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "اعلام الموقعین" (۳/۱۳۹تا۱۷۱) میں قاعدہ "سد الذرائع" کے اثبات کیلئے ننانوے (۹۹) وجوہات بیان فرمائی ہیں۔ انہیں اس تعداد پر اقتصار واکتفاء حدیث میں وارد اللہ تعالیٰ کے اسماءِ حسنیٰ کی تعداد (۹۹) سے موافقت کی بناء پر فرمایا۔ ہم نے بھی اپنی ایک کتاب بنام "دراسۃ حدیث [نضر اللہ امرا سمع مقالتی] روایۃ ودرایۃ" میں حدیث [نضر اللہ امرا سمع مقالتی] کہ جو مختصراً ومطولاً بہت سے الفاظ سے مروی ہے، سے ننانوے (۹۹) فوائد مستنبط کیے ہیں۔ (ملاحظہ ہوں: ۲۰۱تا۲۱۰)

اللہ تعالیٰ کے بعض ناموں کا اطلاق غیر اللہ پر جائز ہے اور بعض کا نہیں ۱

(۶) اللہ تعالیٰ کے کچھ اسماء ایسے ہیں جن کا غیر اللہ پر بھی اطلاق کیا گیا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان: ﴿ لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ ﴾ (التوبۃ:۱۲۸) میں رسول اللہ ﷺ کو "رؤف" و "رحیم" کہا

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کیا ہے۔ نیز قول تعالیٰ: ﴿ إِنَّا خَلَقْنَا الْإِنسَانَ مِن نُّطْفَةٍ أَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيهِ فَجَعَلْنَاهُ سَمِيعًا بَصِيرًا ﴾ (الدھر:۲) میں انسان کو "سمیع" اور "بصیر" کہا گیا ہے۔

اس سلسلہ میں واضح ہو کہ ان ناموں کا خالق کیلئے اطلاق ان معانی کے ساتھ ہے جو خالق کے لائق ہیں، اور مخلوق کیلئے اطلاق ان معانی کے ساتھ ہے جو مخلوق کے لائق ہیں۔ چنانچہ وہ معانی جو ان ناموں کا مدلول ہیں، ان میں خالق، مخلوق کے مشابہ نہیں، اور مخلوق، خالق کے مشابہ نہیں۔

اللہ تعالیٰ کے ناموں میں کچھ نام ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہیں اور کسی غیر اللہ پر ان کا اطلاق جائز نہیں، مثلاً: اللہ، الرحمن، الخالق، الباری، الرزاق، الصمد وغیرہ

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ اپنی تفسیر کے اندر آغاز سورۃ الفاتحہ میں "بسم اللہ الرحمن" کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ خلاصہ کلام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں کچھ نام ایسے ہیں جس کا (لفظی حد تک) غیر اللہ پر اطلاق جائز ہے، لیکن کچھ نام ایسے ہیں جو غیر اللہ کیلئے قطعی طور پر نہیں بولے جا سکتے، جیسے اسم مبارک اللہ، الرحمن، الخالق، اور الرزاق وغیرہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

١٠۔ "لم يزل بجميع صفاته وأسمائه، تعالى ان تكون صفاته مخلوقة وأسمائه محدثة."

ترجمہ: "وہ اپنی تمام صفات اور ناموں کے ساتھ ہمیشہ سے ہے، وہ اس بات سے انتہائی بلند اور پاک ہے کہ اس کی کوئی صفت مخلوق ہو یا کوئی نام نیا ہو۔"

شرح

اللہ تعالیٰ کے تمام اسماء وصفات ازلی وابدی ہیں

اللہ تعالیٰ جن صفات کے ساتھ متصف یا جن اسماء کے ساتھ موسوم ہے وہ سب کے سب ازلی وابدی ہیں، یعنی وہ ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہیں گے، یہ ممکن نہیں کہ وہ کسی ایسے نام کے ساتھ موسوم کیا جائے جس کے ساتھ پہلے موسوم نہیں تھا۔

واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کی دو قسمیں ہیں، صفاتِ ذاتیہ اور صفاتِ فعلیہ۔

صفات ذاتیہ:

صفاتِ ذاتیہ سے مراد وہ صفات ہیں جو ازلاً وابداً اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ قائم ولازم ہیں ان صفات کا مشیت وارادہ سے کوئی تعلق نہیں، مثلاً اللہ تعالیٰ کی صفت: "الوجہ" (چہرہ) "الید" (ہاتھ) "الحیاۃ" (زندہ ہونا) "العلم" (ہر چیز کا جاننا) "السمع" (سننا) "البصر" (دیکھنا) "العلو" (سب سے بلند ہونا)۔

صفات فعلیہ:

دوسری قسم صفاتِ فعلیہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی مشیت وارادہ سے متعلق ہیں، جیسے صفت "الخلق" (پیدا کرنا) "الرزق" (روزی دینا) "الاستواء" (عرش پر مستوی ہونا) "النزول" (اترنا) "المجیئ" (آنا) وغیرہ

یہ تمام صفات باعتبارِ نوع قدیم ہیں، لیکن باعتبارِ آحاد، حادث ہیں۔ چنانچہ مثلاً: اللہ تعالیٰ

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

صفتِ خلق اور صفت رزق سے ازل سے متصف ہے، ایسا ہرگز ممکن نہیں کہ پہلے وہ ان صفات سے متصف نہ ہو، بعد میں ہو گیا ہو۔ (مقصد یہ ہے کہ جب کوئی مخلوق یا مرزوق نہیں تھا، اللہ تعالیٰ اس وقت بھی خالق اور رازق تھا، کیونکہ اس کی ہر صفت ازلی اور ابدی ہے۔ البتہ اس نے مخلوق کو پیدا کب کیا؟ روزی کب دی؟ جب اس نے چاہا اور ارادہ فرمایا۔)

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا استواء علی العرش فعلی اعتبار سے آسمان وزمین کی خلق کے بعد حاصل ہوا۔ اسی طرح آسمان دنیا کی طرف نزول بھی آسمان وزمین کی خلق کے بعد حاصل ہوا۔ اسی طرح مجیٔ یعنی آنا، جس کا آیت کریمہ: ﴿ وَجَاءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ﴾ میں ذکر ہے قیامت کے دن اس وقت حاصل ہوگا جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے مابین فصل قضاء کیلئے آئے گا۔ اللہ تعالیٰ کا صفتِ "يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ" (یعنی جو ارادہ فرمالیتا ہے وہ کرتا ہے) سے متصف ہونا بھی باعتبار نوع قدیم ہے، البتہ جن افعال کا ارادہ فرمالیتا ہے وہ افعال آحاد ہیں جن کا ظہور اس وقت ہوتا ہے جس وقت اللہ تعالیٰ ان کے ظہور کا ارادہ فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی ذات وصفات کے ساتھ خالق ہے، اور اس کے ماسوا ہر چیز مخلوق ہے، لہذا اس کی صفات میں کوئی چیز مخلوق نہیں اور اس کے جتنے بھی نام ہیں، ان کے نام رکھنے کی کوئی ابتداء نہیں ہے، اس کے تمام نام قدیم ازلی ہیں، اور کوئی نام محدث (نیا) نہیں ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

11. " كلم موسى بكلامه الذي هو صفة ذاته لا خلق من خلقه، وتجلى للجبل فصار دكا من جلاله وان القرآن كلام الله ليس بمخلوق فيبيد ولا صفة لمخلوق فينفد."

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا، اور یہ کلام اللہ تعالیٰ کی مخلوق نہیں بلکہ صفتِ ذاتیہ ہے، اللہ تعالیٰ نے پہاڑ (کوہ طور) پر اپنی تجلی ڈالی تو وہ اللہ تعالیٰ کے جلال سے ریزہ ریزہ ہو گیا، قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے مخلوق نہیں ہے کہ فنا کا شکار ہو جائے، نہ ہی کسی مخلوق کی صفت ہے کہ ختم ہو جائے۔"

شرح

اللہ تعالیٰ کیلئے صفتِ "الکلام" کا اثبات...

اللہ تعالیٰ ازلاً وابداً صفتِ کلام کے ساتھ متصف ہے، اس کے متکلم ہونے کی کوئی ابتداء نہیں، اور وہ بلا انتہاء صفتِ کلام سے متصف رہے گا، کیونکہ ذاتِ باری تعالیٰ کی نہ تو کوئی ابتداء ہے اور نہ ہی کوئی انتہاء، لہذا اس کی صفتِ کلام کی بھی نہ کوئی ابتداء ہوگی نہ کوئی انتہاء۔

صفتِ کلام، صفتِ ذاتیہ بھی ہے اور صفتِ فعلیہ بھی۔

ذاتیہ اس اعتبار سے کہ اللہ تعالیٰ کے اس صفت سے متصف ہونے کی کوئی ابتداء نہیں، اور فعلیہ اس اعتبار سے کہ اللہ تعالیٰ اپنی مشیعت وارادہ سے جب چاہتا ہے کلام فرماتا ہے، اس کا کلام فرمانا اس کی مشیعت سے متعلق ہے، جب چاہتا ہے اور جس طرح چاہتا ہے کلام فرماتا ہے، لہذا صفتِ کلام باعتبار نوع قدیم، اور باعتبار آحاد کلام حادث ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر موسیٰ علیہ السلام سے ان کے دور میں کلام فرمایا تھا، ہمارے نبی ﷺ سے شبِ معراج کلام فرمایا تھا، وہ قیامت کے دن اہلِ جنت سے جبکہ وہ جنت میں داخل ہو جائیں گے

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کلام فرمانے کا۔ یہ سب آحاد کلام کی مثالیں ہیں، جن میں سے کچھ تو واقع ہو چکی ہیں، اور کچھ آئندہ حاصل ہوں گی، جب اللہ تعالیٰ ان کا حصول چاہے گا۔

اللہ تعالیٰ کا کلام حروف اور آواز کے ساتھ ہے۔ اس کا کلام نہ تو مخلوق ہے اور نہ ہی کوئی ایسی صفت ہے جو قائم بالذات ہو۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان:

﴿ وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا ﴾ (النساء:۱۶۴) (اور موسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے صاف طور پر کلام کیا) پر غور کیجئے۔ اس آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ کی صفتِ کلام کا اثبات ہے اور یہ بات بھی ثابت ہو رہی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کا کلام سنا تھا۔ قولہ تعالیٰ: "تکلیما" کلام فرمانے کی مزید تاکید ہے اور اس بات پر دلالت کر رہی ہے کہ یہ کلام اللہ تعالیٰ سے صادر ہوا تھا۔

اللہ تعالیٰ کے کلام کی نہ تو کوئی ابتداء ہے نہ انتہاء، نہ ہی اللہ تعالیٰ کے کلام کیلئے کوئی حد یا حصار ہے۔ مخلوق کے کلام کرنے کا معاملہ اس سے برعکس ہے۔ مخلوق کے کلام کرنے کی ابتداء بھی ہے اور انتہاء بھی، لہذا مخلوق کا کلام اپنی ابتداء اور انتہاء کے اندر محصور ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ﴾ (الکھف:۱۰۹)

ترجمہ: (کہہ دیجئے! کہ اگر میرے پروردگار کی باتوں کو لکھنے کیلئے سمندر سیاہی بن جائے تو بھی میرے رب کی باتوں کے ختم ہونے سے پہلے ہی ختم ہو جائے گا، گو ہم اس جیسا اور بھی اس کی مدد میں لے آئیں)

نیز فرمایا: ﴿ وَلَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴾ (لقمان:۲۷)

ترجمہ: (روئے زمین کے تمام درختوں کی اگر قلمیں ہو جائیں اور تمام سمندروں کی سیاہی ہو اور ان کے بعد سات سمندر اور ہوں تاہم اللہ کے کلمات ختم نہیں ہو سکتے، بے شک اللہ تعالیٰ غالب

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اور باحکمت ہے۔)

ان دونوں آیات میں اللہ تعالیٰ کیلئے صفتِ کلام کا اثبات ہے اور یہ بھی ثابت اور واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کلام غیر محصور ہے؛ کیونکہ زمین پر موجود بھری سوجوں اور پانی کی آتاہ گہرائیوں والے تمام سمندروں کو کئی گنا بڑھا کر، اللہ رب العزت کا کلام لکھنے کیلئے روشنائی میں تبدیل کر دیا جائے اور لکھنے کیلئے زمین پر موجود تمام درختوں کی قلمیں گھڑلی جائیں، تو یہ امر طے شدہ ہے کہ لکھتے لکھتے تمام سمندر اور قلمیں ختم ہو جائیں گی، کیونکہ سمندر اور قلمیں بھی تو مخلوق ہیں اور مخلوق کیلئے بہر حال محصور ہونا بھی ہے اور فنا بھی۔ اللہ تعالیٰ کا کلام کیونکہ غیر مخلوق اور غیر محصور ہے، لہٰذا وہ کبھی ختم نہیں ہوگا۔

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، تورات وانجیل اور اسکے علاوہ ہر وہ کتاب جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی اللہ تعالیٰ کے کلام کا حصہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا کلام کیونکہ غیر مخلوق ہے لہٰذا اسے کبھی وہ فنا حاصل نہیں ہوگا جو تمام مخلوقات کا مقدر ہے۔ اور کلام کو فنا کیسے ہوسکتا ہے، وہ تو خالق کائنات کی صفت ہے، جس کی کوئی انتہاء نہیں، لہٰذا اس کے کلام کی بھی کوئی انتہاء یا نفاذ نہیں ہے۔ اس کے برعکس تمام مخلوقات فنا کا شکار ہونے والی ہیں، لہٰذا ان کا کلام بھی ان کے ساتھ فنا ہو جائے گا۔

مؤلف رحمہ اللہ کا فرمان: "اللہ تعالیٰ نے کوہِ طور پر تجلی ڈالی تو وہ اللہ تعالیٰ کے جلال سے ریزہ ریزہ ہو گیا" اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں مذکور ہے:

﴿ وَلَمَّا جَاءَ مُوسَى لِمِيقَاتِنَا وَكَلَّمَهُ رَبُّهُ قَالَ رَبِّ أَرِنِي أَنظُرْ إِلَيْكَ قَالَ لَن تَرَانِي وَلَٰكِنِ انظُرْ إِلَى الْجَبَلِ فَإِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهُ فَسَوْفَ تَرَانِي فَلَمَّا تَجَلَّىٰ رَبُّهُ لِلْجَبَلِ جَعَلَهُ دَكًّا وَخَرَّ مُوسَىٰ صَعِقًا فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ سُبْحَانَكَ تُبْتُ إِلَيْكَ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُؤْمِنِينَ ﴾ (الاعراف:۱۴۳)

ترجمہ: (اور جب موسیٰ ہمارے وقت پر آئے اور ان کے رب نے ان سے کلام فرمائی، تو عرض

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کیا کہ اے میرے پروردگار! اپنا دیدار مجھ کو کرا دیجئے کہ میں آپ کو ایک نظر دیکھ لوں۔ ارشاد ہوا کہ تم مجھ کو ہرگز نہیں دیکھ سکتے، لیکن تم اس پہاڑ کی طرف دیکھتے رہو وہ اگر اپنی جگہ پر برقرار رہا تو تم بھی مجھے دیکھ سکو گے۔ پس جب ان کے رب نے اس پر تجلی فرمائی تو تجلی نے اسے ریزہ ریزہ کر دیا اور موسیٰ بے ہوش کر گر پڑے پھر جب ہوش میں آئے تو عرض کیا! بے شک آپ کی ذات منزہ ہے میں آپ کی جناب میں توبہ کرتا ہوں اور میں سب سے پہلے اس پر ایمان لانے والا ہوں)

اس آیت کریمہ سے یہ بات ثابت ہو رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے جبکہ وہ اس کی میقات و میعاد پر آئے، کلام فرمایا۔ موسیٰ علیہ السلام جب اللہ تعالیٰ کا کلام سننے کے شرف سے ہمکنار ہوئے تو انہیں اللہ تعالیٰ کے دیدار کا شوق پیدا ہو گیا جس کا انہوں نے سوال بھی کر دیا۔ مگر موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا دیدار حاصل نہ ہو سکا، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی مشیت اس بات کی متقاضی ہے کہ یہ دیدار اہل ایمان کو آخرت میں نصیب ہوگا، جو قیامت کے روز اہل جنت کیلئے سب سے بڑی نعمت قرار پائے گی۔

اللہ تعالیٰ کی مشیت کا یہ بھی فیصلہ ہے کہ دنیا کی زندگی میں تو لوگوں کی نگاہیں اللہ تعالیٰ کے دیدار کی طاقت ہی نہیں رکھتی، جب ہی تو موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا: ﴿ لَنْ تَرَانِیْ ﴾ یعنی تم مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتے۔ (یعنی اس دنیا میں)

چنانچہ کوہ طور اپنی سختی اور صلابت کے باوجود اللہ تعالیٰ کی ایک تجلی نہ سہہ سکا اور ریزہ ریزہ ہو گیا۔ البتہ دار الآخرۃ میں اللہ تعالیٰ اپنے مؤمنین بندوں کو ایسی بصارت عطا فرمائے گا جس سے انہیں اللہ تعالیٰ کے دیدار کی قدرت نصیب ہو جائے گی۔

دنیا میں کسی بھی شخص کو اللہ تعالیٰ کے دیدار کی قدرت حاصل نہ ہونے پر رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث بھی دلالت کر رہی ہے:

[تعلموا أنه لن يرى احد منكم ربه عز وجل حتى يموت] (مسلم : ۲۹۳۰)

ترجمہ: اچھی طرح جان لو تم میں سے کوئی شخص دنیا کی زندگی میں اپنے رب کو نہیں دیکھ سکتا

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

۱۲۔ " والایمان بالقدر خیرہ وشرہ حلوہ ومرہ، وکل ذلک قد قدر اللہ ربنا، ومقادیر الامور بیدہ ومصدرھا عن قضائہ .علم کل شیء قبل کونہ، فجری علی قدرہ لایکون من عبادہ قول ولا عمل الا وقد قضاہ وسبق علمہ بہ ﴿الایعلم من خلق وھو اللطیف الخبیر﴾ (الملک: ۱۴)

یضل من یشاء،فیخذلہ بعدلہ ، ویھدی من یشاء فیوفقہ بفضلہ ،فکل میسر بتیسیرہ الی ماسبق من علمہ وقدرہ،من شقی او سعید .

تعالی ان یکون فی ملکہ مالایرید، او یکون لاحد عنہ غنی، خالقا لکل شیء. الا ھورب العباد ورب اعمالھم ،والمقدر لحرکاتھم وآجالھم."

ترجمہ:اچھی اور بری،میٹھی اور کڑوی ہر قسم کی تقدیر پر ایمان لانا (فرض ہے) ۔ان تمام چیزوں کو ہمارے پروردگار اللہ تعالیٰ نے مقدر فرمایا،تمام امور کی مقادیر اس کے ہاتھ میں ہے،جن کا صادر ہونا اس کے فیصلے سے ہے،وہ ہر شی کو وجود میں آنے سے پہلے ہی جانتا ہوتا ہے،اور وہ شی جب وجود میں آتی ہے تو اس کی تقدیر کے مطابق ہی آتی ہے،بندوں کا ہر قول اور فعل اللہ تعالیٰ کی قضاء وقدر اور اس کے علم سابق کے مطابق ہوتا ہے ﴿کیا وہ ذات علم نہیں رکھتی جس نے پیدا کیا؟ وہ تو باریک بین اور باخبر ہے﴾

جسے چاہتا ہے گمراہ کر کے ذلتوں کی پستیوں میں دھکیل دیتا ہے،جو کہ عین عدل ہے،اور جسے چاہتا ہے توفیق ہدایت سے مشرف فرما دیتا ہے،جو عین فضل ہے۔ ہر بدبخت یا نیک بخت،اللہ تعالیٰ کے علم سابق اور تقدیر کے مطابق اپنی اپنی راہ پر بآسانی چلایا جا رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ اس بات سے بہت بلند ہے کہ اس کی بادشاہت میں کوئی چیز اسکے ارادے کے بغیر یا برخلاف ہو،یا کوئی مخلوق اس سے مستغنی ہو،ہر شی کا صرف وہی خالق ہے،تمام بندوں اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اسکے تمام اعمال کا وہی رب ہے، اور انکی تمام حرکات و آجال کی تقدیر بنانے والا بھی وہی ہے۔

شرح

ایمان بالقدر اور اس کے کتاب وسنت سے دلائل کا بیان

(۱) تقدیر پر ایمان لانا، ایمان کے ان چھ اصولوں میں شامل ہے جن کا حدیث جبریل میں ذکر ہے۔ چنانچہ جبریل علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ سے ایمان کی بابت سوال کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: [ان تؤمن باللہ، وملائکتہ، وکتبہ، ورسلہ، والیوم الآخر، والقدر خیرہ وشرہ.] (رواہ مسلم: ۵۳)

ترجمہ: [ایمان یہ ہے کہ تو اللہ، اس کے فرشتوں، اسکی کتابوں اور اسکے رسولوں کیساتھ ایمان لے آئے، اور یوم آخرت اور تقدیر کیساتھ، چاہے بھلی ہو یا بری ایمان لے آئے۔]

اس حدیث کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے، صحیح مسلم کا سب سے پہلا عنوان کتاب الایمان ہے، اور یہ اس کی سب سے پہلی ذکر کردہ حدیث ہے۔ اس حدیث کی سند میں یہ بات وارد ہوئی ہے کہ اس حدیث کو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے والد سے، مسئلہ ایمان بالقدر کیلئے بطور استدلال روایت فرمایا ہے۔ تفصیل واقعہ اس طرح ہے کہ یحیی بن یعمر اور حمید بن عبدالرحمن الحمیری نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے عراق میں موجود کچھ لوگوں کا ذکر کیا جو تقدیر کا انکار کرتے ہیں اور تمام امور کو "انف" قرار دیتے ہیں (یعنی وہ بغیر کسی مقدر کے خود بخود پذیر ہورہے ہیں) تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ان سے فرمایا: جب تم ان لوگوں سے ملو تو انہیں یہ بات کہہ دینا کہ میں ان سے اور وہ مجھ سے بری اور لاتعلق ہیں۔ اس ذات کی قسم کہ جس کی عبداللہ بن عمر ہمیشہ قسم کھاتا ہے: اگر ان میں سے کسی شخص کے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا ہو وہ اسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کردے، تو اللہ تعالیٰ اسے اس وقت تک قبول نہیں فرمائے گا جب تک تقدیر پر صحیح ایمان نہ لے آئے۔ پھر اس حدیث کو اپنے والد گرامی سے روایت کیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

واضح ہو کہ حدیث جبریل بروایت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ صرف صحیح مسلم میں ہے، جبکہ یہی حدیث بروایت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ صحیح بخاری و مسلم دونوں میں ہے۔

(۲) قرآن حکیم سے بھی آیات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی متعدد احادیث تقدیر کے اثبات پر دال ہیں۔

اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ﴾ (القمر:۴۹)

ترجمہ: (بے شک ہم نے ہر چیز کو ایک مقررہ انداز سے پر پیدا کیا ہے)

﴿قُلْ لَنْ يُصِيبَنَا إِلَّا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَنَا﴾ (التوبۃ:۵۱)

ترجمہ: (آپ کہہ دیجئے! ہمیں ہرگز کوئی چیز نہیں پہنچ سکتی مگر وہ جو اللہ تعالی نے ہمارے لئے لکھ دی ہے)

﴿مَا أَصَابَ مِنْ مُصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي أَنْفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ مِنْ قَبْلِ أَنْ نَبْرَأَهَا إِنَّ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ﴾ (الحدید:۲۲)

ترجمہ: (نہ کوئی مصیبت دنیا میں آتی ہے نہ (خاص) تمہاری جانوں میں مگر اس سے پہلے کہ ہم اس کو پیدا کریں وہ ایک خاص کتاب میں لکھی ہوئی ہے)

جہاں تک حدیث کا تعلق ہے تو امام بخاری اور امام مسلم (رحمہما اللہ) دونوں نے اپنی اپنی کتاب میں تقدیر کا مستقل باب قائم کیا ہے۔

چنانچہ صحیح مسلم (۲۶۶۴) میں ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[المؤمن القوي خير واحب الى الله من المؤمن الضعيف وفي كل خير احرص على ماينفعك واستعن بالله ولا تعجز وان اصابك شيء فلا تقل : لو أني فعلت كذا كان كذا وكذا، ولكن قل: قدر الله وماشاء فعل، فان لو تفتح عمل الشيطان]

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ترجمہ:[طاقت ور مومن، اللہ تعالیٰ کو کمزور مومن سے زیادہ بھلا اور محبوب ہے، ویسے دونوں میں بھلائی اور بہتری ہے۔ تم اپنے لیے ہر نفع بخش چیز کی حرص اور تمنا رکھو اور اس کے حصول کیلئے اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرو، اور عاجز نہ بنو۔ اور اگر کوئی تکلیف پہنچے تو یوں مت کہو کہ اگر میں اس طرح کر لیتا تو اس طرح ہو جاتا۔ بلکہ یوں کہو: اللہ تعالیٰ کا یہی منظور و مقدر تھا، اور جو کچھ اس نے چاہا وہی کیا۔ "لو" یعنی اگر اگر کہنا [شیطانی عمل کا دروازہ کھول دیتا ہے۔]

امام مسلم نے اپنی صحیح میں (۲۶۵۵) اپنی سند سے طاؤس (تابعی) کے حوالے سے بیان کیا ہے وہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کے بہت سے صحابہ کو یہ کہتے ہوئے پایا: ہر چیز تقدیر کے ساتھ ہے۔ مزید فرماتے ہیں: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنھما سے سنا: وہ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [کل شيء بقدر حتی العجز والکیس] یعنی ہر چیز حتی کہ عجز اور کیس بھی اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے ساتھ ہے۔

عجز اور کیس آپس میں دو متضاد لفظ ہیں، کیس سے مراد عقلمندی، ہوشیاری اور محنت وغیرہ، اور عجز سے مراد عاجزی، سستی اور کاہلی ہے۔ یہ سب تقدیر کے ساتھ مربوط و منسلک ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: عاجز کا عجز و ضعف اور کیس یعنی دانا کی دانائی اور عقلمندی سب تقدیر میں لکھی ہوئی ہے (۲۰۵/۱۶)

رسول اللہ ﷺ کی ایک اور حدیث ہے:

[ما منكم من احد وقد كتب مقعده من الجنة ومقعده من النار فقالوا: يارسول الله ﷺ افلا نتكل؟ فقال: اعملوا فكل ميسر . ثم قرأ: ﴿ فَأَمَّا مَنْ أَعْطَىٰ وَاتَّقَىٰ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَىٰ . فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرَىٰ . وَأَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنَىٰ . وَكَذَّبَ بِالْحُسْنَىٰ . فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْعُسْرَىٰ ﴾ (الليل: ٥ تا ١٠)]

ترجمہ:[تم میں سے ہر شخص کا جنت یا جہنم کا ٹھکانہ لکھا جا چکا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اللہ ﷺ کیا ہم اپنے لکھے ہوئے پر بھروسہ نہ کرلیں؟ (اور عمل چھوڑ دیں) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عمل کرو، کیونکہ انسان کا جو ٹھکانہ لکھا گیا ہے اس کیلئے اسکے عمل میں آسانی پیدا کردی گئی ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے مندرجہ ذیل آیت تلاوت فرمائی: ترجمہ: "جس نے دیا (اللہ کی راہ میں) اور ڈرا (اپنے رب سے)۔ اور نیک بات کی تصدیق کرتا رہے گا۔ تو ہم بھی اس کو آسان راستے کی سہولت دینگے لیکن جس نے بخل کی اور بے پرواہی برتی۔ اور نیک بات کی تکذیب کی۔ تو ہم بھی اس کی تنگی و مشکل کا سامان میسر کردینگے" [(صحیح بخاری: ۴۹۴۵، صحیح مسلم: ۲۶۴۷)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بندوں کا نیک اعمال کرنا تقدیر میں لکھا جاچکا ہے، اور یہ بھی کہ وہ نیک اعمال حصول سعادت کا سبب ہیں اور سعادت کا حصول بھی تقدیر میں لکھا جاچکا ہے۔ اس طرح بعض بندوں کا بُرے اعمال کا ارتکاب کرنا بھی تقدیر میں لکھا جاچکا ہے، اور وہ بُرے اعمال، حصولِ شقاوت (بدبختی) کا سبب ہیں، نیز شقاوت کا حصول بھی تقدیر میں لکھا جاچکا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسباب اور انکے مسببات، تمام چیزیں مقدر فرمادی ہیں۔ لہذا کوئی چیز اللہ تعالیٰ کے فیصلہ، تقدیر، خلق اور ایجاد سے باہر نہیں ہے۔

وعن عبد اللہ بن عباس رضي اللہ عنہما قال كنت خلف رسول اللہ ﷺ يوما فقال: [يا غلام! إني اعلمك كلمات: احفظ اللہ يحفظك، احفظ اللہ تجده تجاهك، اذا سألت فاسأل اللہ وإذا استعنت فاستعن باللہ، واعلم ان الامة لو اجتمعت على ان ينفعوك بشئ لم ينفعوك الا بشئ قد كتبه اللہ لك ولو اجتمعوا على ان يضروك بشئ لم يضروك الا بشئ قد كتبه اللہ عليك، رفعت الاقلام وجفت الصحف]

ترجمہ: عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنھما سے مروی ہے، فرماتے ہیں: ایک دن میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سوار تھا، آپ نے فرمایا: [اے لڑکے! میں تجھے چند اہم امور کی تعلیم دیتا ہوں تم

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اللہ تعالیٰ کے حدود و فرائض کی حفاظت کرو، اللہ تعالیٰ تمہاری حفاظت فرمائے گا۔ تم اللہ تعالیٰ کی حدود و فرائض کی حفاظت کرو، ہمیشہ اسے اپنے سامنے پاؤ گے۔ جب بھی مانگو صرف اللہ تعالیٰ سے مانگو، اور جب بھی مدد طلب کرو صرف اللہ تعالیٰ سے کرو، اور اچھی طرح جان لو! اگر پوری امت تمہیں کوئی نفع پہنچانا چاہے تو اللہ تعالیٰ کے لکھے ہوئے نفع کے علاوہ کوئی نفع نہیں پہنچا سکتی۔ اور اگر پوری امت تمہیں نقصان پہنچانے کے درپے ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کے لکھے ہوئے نقصان کے علاوہ کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ (تقدیر لکھنے والی) قلمیں اٹھالی گئی ہیں اور صحیفے (جن پر تقدیر لکھی گئی ہے) خشک ہو چکے ہیں]

اس حدیث کی حافظ ابن رجب نے اپنی کتاب "جامع العلوم والحکم فی شرح خمسین حدیثا من جوامع الکلم" (۱/۴۵۹) میں بڑی نفیس شرح فرمائی ہے۔ الاربعون النوویۃ کی یہ حدیث نمبر ۱۹ ہے۔

مراتب قدر: علم، کتابت، ارادہ اور خلق ایجاد

(۳) واضح ہو کہ تقدیر پر ایمان لانے کے چار مراتب ہیں، ان چاروں مراتب کا اعتقاد رکھنا ضروری ہے۔

☆ پہلا مرتبہ یہ ہے کہ اس کائنات میں جو کچھ ہونے والا ہے، سب کا اللہ تعالیٰ کو ازلی علم حاصل ہے، اور یہ بات ناممکن ہے کہ کسی چیز کا اللہ تعالیٰ کو ازلی علم حاصل نہ ہو بلکہ بعد میں علم ہوا ہو۔ فقرہ نمبر (۷) میں اللہ تعالیٰ کے علم کی بحث کے ضمن میں اس مرتبہ کے تعلق سے کچھ وضاحتیں تحریر کی جا چکی ہیں۔

☆ دوسرا مرتبہ یہ ہے کہ اس کائنات میں جو کچھ ہونے والا ہے وہ سب اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین کی تخلیق سے پچاس ہزار سال قبل لوح محفوظ میں لکھ دیا ہے۔ جس کی دلیل رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان ہے: [کتب اللہ مقادیر الخلائق قبل ان یخلق اللہ السموات والارض

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

بخمسین الف سنة قال: وعرشه علی الماء] (رواہ مسلم (۲۶۵۳) عن ابن عمر)

ترجمہ: [اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کی تخلیق سے پچاس ہزار سال قبل تمام خلائق کی تقدیر لکھ دیں۔ فرمایا: اس وقت اس کا عرش پانی پر تھا۔]

☆ تیسرا مرتبہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ارادہ ومشیت پر ایمان لایا جائے۔ یعنی اس کائنات میں جو کچھ ہو رہا ہے اللہ تعالیٰ کی مشیت سے ہو رہا ہے، اور چونکہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی ملک ہے لہذا اللہ تعالیٰ کی ملک میں وہی کچھ ہو سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ ارادہ فرمالے۔ پس جو کچھ اللہ تعالیٰ چاہے گا وہی کچھ ہوگا، اور جو کچھ نہیں چاہے گا وہ ہرگز نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ﴾ (یٰس:۸۲)

ترجمہ: "وہ جب بھی کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے اسے اتنا فرمادینا (کافی) ہے کہ ہو جا، وہ اسی وقت ہو جاتا ہے"

نیز فرمایا: ﴿ وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ﴾ (التکویر:۲۹)

ترجمہ: "اور تم بغیر پروردگار عالم کے چاہے کچھ نہیں چاہ سکتے"

☆ چوتھا مرتبہ یہ ہے کہ اس کائنات میں جو کچھ ہے یا ہونے والا ہے سب اللہ تعالیٰ کی خلق وایجاد ہے، جو اللہ تعالیٰ کی مشیت سے اس علم سابق (ازلی علم) کے مطابق عمل میں آتی ہے جو اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کی تخلیق سے پچاس ہزار سال قبل لوح محفوظ میں لکھ دیا تھا، لہذا ہر ہر ذات، اور ہر ہر فعل صرف اللہ تعالیٰ کی خلق وایجاد ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ اللَّهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ﴾ (الزمر:۶۲)

ترجمہ: "اللہ ہی ہر چیز کا خالق ہے"

نیز فرمایا: ﴿ وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ ﴾ (الصافات:۹۶)

ترجمہ: "حالانکہ تمہیں اور تمہارے اعمال کو اللہ تعالیٰ ہی نے پیدا کیا ہے"

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ایمان بالقدر کا تعلق ایمان بالغیب سے ہے...

(۴) اللہ تعالیٰ نے تقدیر میں جو فیصلے فرما دیے اور انہیں لوح محفوظ میں تحریر فرما دیا وہ سب کا سب علم غیب ہے، جسے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ البتہ مخلوق کو تقدیر کے فیصلوں کا علم درج ذیل دو صورتوں میں سے کسی ایک صورت کے ساتھ ہو سکتا ہے:

(۱) کسی چیز یا کام کے رونما ہونے سے۔ چنانچہ جب بھی کوئی چیز رونما ہوگی معلوم ہو جائے گا کہ یہی امر مقدور ہے، کیونکہ اگر یہ امر مقدور نہ ہوتی تو ہرگز رونما نہ ہوتی، کیونکہ جو اللہ چاہتا ہے وہی کچھ ہوتا ہے، اور جس چیز کا ہونا اللہ تعالیٰ نہ چاہے وہ ہرگز نہیں ہو سکتی۔

(۲) دوسری صورت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ مستقبل میں رونما ہونے والے کسی واقعہ یا امر کی خبر دے دیں۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے ظہور دجال، خروج یاجوج وماجوج اور نزول عیسیٰ بن مریم علیہ الصلاۃ والسلام کی خبر دی۔ اس کے علاوہ اور بھی آپ ﷺ نے بہت سے امور کی خبر دی جو آخری دور میں ظاہر ہوں گے۔ ان تمام امور وواقعات کی خبر چونکہ الصادق المصدوق محمد رسول اللہ ﷺ نے دی، لہٰذا ان کا حاصل ہونا لازمی ہے۔ اور چونکہ ان تمام امور کا رونما ہونا ایک طے شدہ حقیقت ہے لہٰذا یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے علم سابق اور قضاء وقدر کے عین مطابق ہے۔ (لہٰذا ہمارا یہ ایمان ہے کہ قرب قیامت رونما ہونے والے یہ تمام واقعات برحق ہیں کیونکہ یہ سب رسول اللہ ﷺ کی احادیث سے ثابت ہیں۔ نیز یہ کہ ان تمام امور وواقعات کا اللہ تعالیٰ نے روز ازل سے فیصلہ فرما کر تقدیر میں لکھ دیا تھا)

ہم مزید ایک مثال سے اس مسئلہ کو واضح کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک ایسے واقعہ کی خبر دی جس کا ظہور آپ ﷺ کے زمانے کے بالکل قریب تھا، چنانچہ ابو بکرۃ رضی اللہ عنہ کی حدیث فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف فرما تھے اور حسن بن علی رضی اللہ عنہما آپ کے پہلو میں بیٹھے ہوئے تھے، رسول اللہ ﷺ کبھی لوگوں کو دیکھتے اور کبھی حسن کو، پھر فرمایا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

[ابنی هذا سید ولعل الله یصلح به بین فئتین من المسلمین] (بخاری:۳۷۴۶)
یعنی میرا یہ بیٹا سردار ہے اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو جماعتوں کے بیچ صلح کرائے گا۔
رسول اللہ ﷺ کی یہ خبر ۴۱ھ میں حرف بحرف پوری ہوئی، چنانچہ اس سال مسلمانوں کی جمعیت متحد اور مجتمع ہوگئی، حتی کہ اس سال کو "عام الجماعۃ" کے نام سے موسوم کر دیا گیا۔
صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آپ ﷺ کے اس فرمان سے یہ نکتہ اخذ کرلیا کہ حسن رضی اللہ عنہ بچپن میں فوت نہیں ہوں گے بلکہ اتنی دیر تک ضرور زندہ رہیں گے کہ صلح کے تعلق سے آپ ﷺ نے جو پیش گوئی فرمائی وہ پوری ہو جائے، اور کیونکہ یہ سب کچھ رونما ہوا لہٰذا ایک امر مقدور تھا۔ جس کا صحابۂ کرام کو قبل از وقوع (بوجہ فرمانِ رسول اللہ ﷺ) علم ہو گیا۔

اس عالم ہستی میں جو بھی خیر و شر ہے سب اللہ تعالیٰ کی قضا و قدر سے ہے

(۵) قولہ: "والایمان بالقدر خیرہ وشرہ حلوہ ومرہ، وکل ذلک قد قدرہ اللہ ربنا" "یعنی اچھی اور بری، میٹھی اور کڑوی ہر تقدیر پر ایمان لانا (فرض) ہے، اور یہ کہ ان تمام چیزوں کو ہمارے پروردگار اللہ تعالیٰ نے مقدر فرمایا ہے"
تقدیر کے حوالے سے یہ مسئلہ حدیث جبریل میں مذکور ہے: [وان تؤمن بالقدر خیرہ وشرہ] یعنی: [تم تقدیر پر ایمان لاؤ خواہ وہ خیر ہو یا شر۔]
ہر چیز کا خالق اور مقدر اللہ رب العزت ہی ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:
﴿ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ﴾ (الزمر:۶۲) ترجمہ: "اللہ ہی ہر چیز کا خالق ہے"
تو اس عالم ہستی میں جو بھی خیر و شر ہے، سب اللہ تعالیٰ کے قضاء و قدر، اور مشیت و ارادے سے ہے۔
(یہاں ایک اشکال وارد کیا جا سکتا ہے کہ) جناب علی رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ کی ایک طویل دعا مذکور ہے، جس میں یہ الفاظ بھی ہیں: [والخیر کلہ فی یدیک والشر لیس الیک] (صحیح مسلم:۷۷۱) یعنی: [اے اللہ! تمام کی تمام خیر تیرے ہی ہاتھ میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ہے، جبکہ شر تیری طرف نہیں ہے] (تو حدیث بظاہر حدیث جبریل کے مضمون کے متعارض ہے، جس میں خیر وشر کا اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے ہونے کا ذکر ہے)

(ہم عرض کرتے ہیں کہ) حدیث علی رضی اللہ عنہ میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان: [شر تیری طرف نہیں ہے] اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ شر اللہ تعالیٰ کی قضاء وقدر سے واقع نہیں ہوتا، اس فرمان کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شر کو محض برائے شر پیدا نہیں فرمایا کہ وہ کسی حکمت سے خالی ہو یا اس میں کسی وجہ سے کسی قسم کا کوئی فائدہ مرتب نہ ہوتا ہو۔

دوسرا جواب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ شر کو علی الوجہ الاستقلال اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب نہ کیا جائے، بلکہ اسے اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوقات ومقدرات کے عموم کے ضمن میں شامل تصور کیا جائے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان: ﴿ اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ﴾ یعنی اللہ ہی ہر چیز کا خالق ہے (تو اس کے عموم میں خیر بھی شامل ہے اور شر بھی)

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان: ﴿ إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ ﴾ (القمر: ۴۹)

ترجمہ: ''ہم نے ہر شی ایک معین مقدار سے پیدا فرمائی'' (یہاں بھی (ہر شی) کے عموم میں خیر وشر دونوں کو داخل تصور کیا جائے گا)

مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن ادب کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے صرف شر کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب نہ کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں جنوں کی گفتگو ذکر فرمائی ہے، وہ گفتگو اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن ادب کی بہترین مثال ہے، چنانچہ انہوں نے خیر کی نسبت بصیغہ معروف اللہ تعالیٰ کی طرف کی لیکن شر کا ذکر بصیغہ مجہول کیا۔ ملاحظہ ہو:

﴿ وَأَنَّا لَا نَدْرِي أَشَرٌّ أُرِيدَ بِمَنْ فِي الْأَرْضِ أَمْ أَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا ﴾ (الجن: ۱۰)

ترجمہ: ''ہم نہیں جانتے کہ زمین والوں کے ساتھ کسی برائی کا ارادہ کیا گیا ہے یا ان کے رب کا ارادہ ان کے ساتھ بھلائی کا ہے''

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

لفظِ ارادہ معنیٔ کونی وقدری کے ساتھ ساتھ معنیٔ دینی وشرعی دونوں کیلئے مستعمل ہے

(۲) تقدیر کے چار مراتب، جن کا گزشتہ صفحات میں ذکر ہوا، میں ایک مرتبہ یہ تھا کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی مشیت وارادہ سے ہے۔ مشیت وارادہ میں فرق یہ ہے کہ لفظِ مشیت قرآن وحدیث میں صرف معنیٔ کونی وقدری کیلئے وارد ہوا ہے، جبکہ لفظِ ارادہ معنیٔ کونی وقدری کے ساتھ ساتھ معنیٔ دینی وشرعی دونوں کیلئے مستعمل ہے۔

چنانچہ ارادہ کے معنیٔ کونی وقدری کیلئے استعمال ہونے کی مثال اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿ وَلَا يَنفَعُكُمْ نُصْحِيٓ إِنْ أَرَدتُّ أَنْ أَنصَحَ لَكُمْ إِن كَانَ ٱللَّهُ يُرِيدُ أَن يُغْوِيَكُمْ ﴾

ترجمہ: ''تمہیں میری خیر خواہی کچھ بھی نفع نہیں دے سکتی، گو میں کتنی ہی تمہاری خیر خواہی کیوں نہ چاہوں، اگر اللہ کا ارادہ تمہیں گمراہ کرنے کا ہو'' (ھود:۳۴)

نیز اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان: ﴿ فَمَن يُرِدِ ٱللَّهُ أَن يَهْدِيَهُۥ يَشْرَحْ صَدْرَهُۥ لِلْإِسْلَٰمِ وَمَن يُرِدْ أَن يُضِلَّهُۥ يَجْعَلْ صَدْرَهُۥ ضَيِّقًا حَرَجًا ﴾ (الانعام:۱۲۵)

ترجمہ: ''سو جس شخص کو اللہ تعالیٰ راستہ پر ڈالنے کا ارادہ فرمائے اس کے سینہ کو اسلام کیلئے کشادہ کر دیتا ہے اور جس کو بے راہ رکھنے کا ارادہ فرمائے اس کے سینہ کو بہت تنگ کر دیتا ہے''

(ان آیات میں اغواء وتضلیل کا ارادہ، ارادۂ کونی وقدری ہے)

لفظِ ارادہ کے دینی وشرعی معنی میں وارد ہونے کی مثال اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿ يُرِيدُ ٱللَّهُ بِكُمُ ٱلْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ ٱلْعُسْرَ ﴾ (البقرۃ:۱۸۵)

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کا ارادہ تمہارے ساتھ آسانی کا ہے، سختی کا نہیں''

﴿ مَا يُرِيدُ ٱللَّهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُم مِّنْ حَرَجٍ وَلَٰكِن يُرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهُۥ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴾ (المائدۃ:۶)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ تم پر کسی قسم کی تنگی ڈالنا نہیں چاہتا بلکہ اس کا ارادہ تمہیں پاک کرنے کا ہے اور تمہیں اپنی بھرپور نعمت دینے کا ہے، تاکہ تم شکر ادا کرتے رہو"

ارادۂ کونی وقدری اور ارادۂ دینی وشرعی کے درمیان فرق یہ ہے کہ ارادۂ کونیہ عام ہے اور ہر قسم کے امر کیلئے وارد ہوتا ہے، خواہ وہ امر اللہ تعالیٰ کی رضاء اور محبت کو موجب ہو یا اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور ناپسندیدگی کو موجب ہو، جبکہ ارادۂ شرعیہ صرف اللہ تعالیٰ کے محبوب اور پسندیدہ امور کیلئے مختص ہے۔

دوسرا فرق یہ ہے کہ ارادۂ کونیہ کا واقع اور رونما ہونا ضروری ہے، جبکہ ارادۂ شرعیہ اس شخص کے حق میں حاصل ہوگا جسے اللہ تعالیٰ کی توفیق میسر ہو، اور اس شخص کو حاصل نہیں ہوگا جو اللہ تعالیٰ کی توفیق سے محروم ہو۔

کچھ الفاظ ایسے ہیں جو کونی اور شرعی دونوں معنی دیتے ہیں، مثلاً: القضاء، التحریم، الاذن، الامر، الکلمات وغیرہ۔

حافظ ابن القیم رحمہ اللہ نے اپنی مایۂ ناز تالیف "شفاء العلیل" کے (۲۹) ویں باب میں ان الفاظ کیلئے قرآن وحدیث سے بہت سی مثالیں ذکر فرمائی ہیں۔

(۷) اللہ تعالیٰ نے جن امور کے فیصلے فرمالئے اور انہیں لوح محفوظ میں لکھ دیا وہ بالضرور رونما ہوکر رہیں گے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ مَاۤ اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَةٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِیْۤ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ یَسِیْرٌ ﴾ (الحدید:۲۲)

ترجمہ: "نہ کوئی مصیبت دنیا میں آتی ہے نہ (خاص) تمہاری جانوں میں، مگر اس سے پہلے کہ ہم اس کو پیدا کریں وہ ایک خاص کتاب میں لکھی ہوئی ہے"

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

نیز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [رفعت الاقلام وجفت الصحف] یعنی تقدیر لکھ کر قلم اٹھالئے گئے اور صحیفے خشک ہیں۔ (لہذا وہی کچھ ہوگا جو قلموں نے صحیفوں پر لکھ دیا ہے)

(لیکن درج ذیل آیت اس بات پر دلالت کر رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فیصلے تبدیل بھی فرمالیتا ہے) ملاحظہ ہو:

﴿ يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَاءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهُ أُمُّ الْكِتَابِ ﴾ (الرعد:۳۹)

ترجمہ: ''اللہ جو چاہے مٹادے اور جو چاہے ثابت رکھے، لوح محفوظ اسی کے پاس ہے''

آیت کریمہ ﴿ يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَاءُ وَيُثْبِتُ ... ﴾ کا معنی

لیکن اس آیت کو مفسرین نے شرعی امور سے متعلق قرار دیا ہے، یعنی (اللہ تعالیٰ جس نے ہر نبی پر شرعی احکام نازل فرمائے، اسے پورا اختیار ہے کہ) جس حکم کو چاہے منسوخ فرمادے، اور جسے چاہے برقرار رکھے، اور یہ سلسلہ یونہی چلتا رہا اور بالآخر محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات پر اختتام پذیر ہوا جس نے سابقہ تمام شرائع کو منسوخ کر دیا۔ کچھ مفسرین نے اس سے مراد وہ اقدار لی ہیں جو لوح محفوظ میں نہیں ہیں جیسا کہ بعض امور ملائکہ کو تفویض کئے گئے ہیں۔ تفصیل کیلئے حافظ ابن القیم کی کتاب ''شفاء العلیل'' باب ۲، ۳، ۴، ۵ اور ۶ ملاحظہ ہو۔ حافظ ابن القیم نے ان ابواب میں سے ہر باب میں لوح محفوظ کی تقدیر کے بعد خاص تقدیر کا ذکر کیا ہے۔

یہاں ایک حدیث کی وضاحت بھی ضروری ہے جسے امام ترمذی رحمہ اللہ نے بسند حسن روایت کیا ہے (۲۱۳۹)، شیخ البانی کی ''السلسلة الصحيحة'' (۱۵۴) میں بھی یہ حدیث موجود ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

[لا يرد القضاء إلا الدعاء، ولا يزيد في العمر إلا البر] یعنی: [قضاء کو صرف دعا ٹال سکتی ہے، جبکہ صرف نیکی سے عمر میں اضافہ ہوتا ہے۔]

حدیث شریف [لا يرد القضاء إلا الدعاء] کا معنی

اس حدیث کا یہ معنی ہرگز نہیں کہ دعا لوح محفوظ کے فیصلے کو بدل ڈالتی ہے، بلکہ معنی یہ ہے کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اللہ تعالیٰ دعا کی برکت سے اس شر سے جو تقدیر میں چلتا آرہا تھا سلامتی عطا فرمادی، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے شر سے سلامتی مقدر فرمادی اور سلامتی کے اسباب بھی مقدر فرمادیے۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بندے سے وہ شر جو اس کی تقدیر میں مسلسل چلا آرہا تھا ٹال دیا، ایک ایسے سبب کے عوض جو بندے سے ظاہر ہوگا اور وہ دعا ہے، چنانچہ بندے کا دعا کرنا اور اسے سلامتی کا حاصل ہوجانا بھی تقدیر میں لکھا ہوا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے بندے کی عمر کا لمبا ہونا تقدیر میں لکھا ہوا ہے اور اس لمبی عمر کا راز بھی تقدیر میں لکھا ہوا ہے، جو کہ نیکی اور صلہ رحمی سے عبارت ہے۔

خلاصہ یہ کہ تمام اسباب اور ان کے نتائج و مسببات اللہ تعالیٰ کی قضاء و قدر سے ہیں۔

یہی معنی رسول اللہ ﷺ کی اس حدیث کا کیا جائے گا [من سره ان يبسط له في رزقه او ينسا له في اثره فليصل رحمه] (صحیح بخاری ۲۰۶۷، صحیح مسلم ۲۵۵۷)

یعنی جس شخص کی یہ خواہش ہو کہ اس کے رزق میں کشادگی، اور عمر میں طوالت و برکت عطا فرمادی جائے وہ اپنے رشتے داروں سے جوڑ کر رکھے۔

بہر حال ہر انسان کی اجل (موت کا وقت) لوح محفوظ میں ایک امر مقدر ہے، جو نہ آگے ہوسکتا ہے نہ پیچھے۔ جیسا کہ اللہ عزوجل کا فرمان ہے:

﴿ وَلَنْ يُؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا إِذَا جَاءَ أَجَلُهَا ﴾ (المنافقون:۱۱)

ترجمہ: "اور جب کسی کا مقررہ وقت آجاتا ہے پھر اسے اللہ تعالیٰ ہرگز مہلت نہیں دیتا"

نیز فرمایا:

﴿ لِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ إِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ ﴾

ترجمہ: "ہر امت کیلئے ایک معین وقت ہے جب ان کا وہ معین وقت آپہنچتا ہے تو ایک گھڑی پیچھے ہٹ سکتے ہیں اور نہ آگے سرک سکتے ہیں" (یونس:۴۹)

جو بھی انسان مرتا ہے یا قتل ہوتا ہے، معتزلہ کا یہ قول کہ "جو انسان قتل ہوتا ہے اس کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کٹ جاتی ہے، اور اگر وہ قتل نہ کیا جاتا تو دوسری اجل یعنی لمبی عمر جیتا" باطل ہے، ہر انسان کیلئے ایک ہی اجل مقدر ہے، البتہ موت کے اسباب مختلف ہیں اور وہ بھی سب کے سب مقدر ہیں، چنانچہ کچھ لوگوں کا مرض کے نتیجہ میں، کچھ کا ڈوب کر، اور کچھ کا قتل ہو کر مرنا مقدر ہوتا ہے (بہر حال سب کی اجل ایک ہی ہے البتہ اسباب اجل مختلف ہیں)

(۸) کسی شخص کیلئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اللہ تعالی کے کسی حکم کے چھوڑنے یا اللہ تعالی کے کسی حرام امر کے ارتکاب کرنے کے سلسلے میں تقدیر کو بطور دلیل و حجت پیش کرے (مثلاً یوں کہے کہ میں نماز نہیں پڑھتا تقدیر میں یونہی لکھا ہوا ہے، یا میں شراب پیتا ہوں تو تقدیر میں یونہی لکھا ہوا ہے) اگر کوئی شخص کسی ایسی معصیت کا ارتکاب کرے جس پر شرعی حد نافذ ہوتی ہے، اور وہ اپنی اس معصیت کا بہانہ یا عذر تقدیر کو قرار دے اور کہے کہ تقدیر میں ایسا ہی لکھا ہوا تھا، تو اس شخص پر شرعی حد نافذ کر کے اسے آگاہ کر دیا جائیگا کہ یہ حد اور سزا بھی تقدیر میں لکھی ہوئی تھی۔

اب یہاں ایک حدیث کی وضاحت ضروری ہے جس میں آدم و موسی علیہما السلام کا ایک جھگڑا مذکور ہے، چنانچہ صحیح بخاری (۳۴۰۹) اور صحیح مسلم (۲۶۵۲) میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

[احتج آدم وموسى، فقال له موسى: أنت آدم الذي أخرجتك خطيئتك من الجنة، فقال له آدم: أنت موسى الذي اصطفاك الله برسالاته، وبكلامه، ثم تلومني على أمر قدر علي قبل أن أخلق؟ فقال رسول الله ﷺ فحج آدم موسى، مرتين]

ترجمہ: [آدم اور موسی علیہما السلام کے مابین ایک جھگڑا ہوا، موسیٰ علیہ السلام نے کہا: آپ آدم ہیں جنہیں آپ کے گناہ نے جنت سے نکلوا دیا، آدم علیہ السلام نے فرمایا: تم موسیٰ ہو، جنہیں اللہ تعالی نے اپنی رسالت اور کلام سے مشرف فرمایا، تم مجھے ایسے مسئلہ میں ملامت کرتے ہو جو میری پیدائش

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

سے بھی قبل میری تقدیر میں لکھ دیا گیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے دو بار فرمایا: آدم علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام پر غالب آ گئے]

حدیث احتجاج آدم علی موسیٰ کا مفہوم

واضح ہو کہ اس حدیث میں آدم علیہ السلام نے فعل معصیت پر تقدیر کو بطور حجت پیش نہیں کیا، بلکہ معصیت کے نتیجے میں نازل ہونے والی مصیبت پر تقدیر کو بطور حجت پیش کیا۔

حافظ ابن القیم رحمہ اللہ نے "شفاء العليل" کا تیسرا باب اس حدیث پر بحث کرنے کیلئے قائم فرمایا، اس باب میں پہلے تو انہوں نے اس حدیث کی تشریح کے حوالے سے لوگوں کے غلط اقوال کا تذکرہ کیا، پھر قرآن حکیم کی وہ آیات نقل فرمائیں جن میں مشرکین کا اپنے شرک کے ارتکاب کرنے پر تقدیر میں لکھے ہوئے کو بطور بہانہ یا حجت پیش کرنے کا ذکر ہے، مگر اللہ تعالیٰ نے اس حجت کو پیش کرنے پر انہیں جھوٹا قرار دیا؛ کیونکہ وہ اپنے شرک اور کفر پر قائم و مصر رہتے ہوئے تقدیر میں لکھے ہونے کا عذر پیش کر رہے ہیں۔ یہ بات تو درست ہے کہ ان کا مبتلائے شرک ہونا تقدیر میں لکھا ہوا ہے، مگر ان کا اسے اپنے شرک کی صحت پر محمول کرنا ایک امر باطل ہے، لہذا ان کا قول حق ہے، مراد باطل ہے۔

اس کے بعد حافظ ابن القیم رحمہ اللہ نے حدیث مذکورہ (آدم وموسیٰ کا مناظرہ) کا معنی بیان کرتے ہوئے دو توجیہیں نقل فرمائیں، پہلی توجیہ اپنے شیخ، شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ کے حوالے سے، اور دوسری توجیہ اپنے فہم اور استنباط سے پیش فرمائی۔

چنانچہ (ص ۳۵-۳۶) میں فرماتے ہیں:

" جب آپ نے یہ بات پہچان لی تو پھر واضح ہو کہ موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ اور اس کے اسماء وصفات کی جو معرفت حاصل ہے اس کے پیش نظر ان کا مقام اس بات سے بہت بلند ہے کہ کسی کو کسی ایسے گناہ پر ملامت کریں جس سے وہ توبہ کر چکا ہے بلکہ توبہ قبول کرنے کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اللہ تعالیٰ نے انہیں ہدایت بھی دی اور اپنا چنا ہوا بندہ بھی قرار دے دیا، اور آدم علیہ السلام کو جو اپنے پروردگار کی معرفت حاصل تھی اس کے پیش نظر ان کا مقام اس سے کہیں اونچا ہے کہ وہ اپنی معصیت کیلئے تقدیر میں لکھے ہوئے کو بطور حجت پیش کریں، بلکہ اصل معاملہ یوں ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے آدم علیہ السلام کو معصیت پر نہیں اس مصیبت پر ملامت فرمائی جس کا جنت سے نکلنے اور فتنوں اور آزمائشوں کے گھر میں آنے کی وجہ سے ان کی پوری اولاد کو سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ اس لئے ایک حدیث میں یہ الفاظ بھی وارد ہوئے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام نے آدم علیہ السلام سے فرمایا: ''اخرجتنا ونفسک من الجنة'' یعنی آپ نے اپنے آپ کو اور ہم سب کو جنت سے نکلوادیا، اور ایک حدیث میں ''خیبتنا'' کا لفظ بھی مروی ہے، یعنی آپ نے ہمیں نامراد بنادیا، اس کے جواب میں آدم علیہ السلام نے ان پر اور ان کی پوری ذریت پر نازل ہونے والی اس مصیبت پر تقدیر میں لکھے ہوئے کو بطور حجت پیش فرمایا، اور فرمایا: یہ مصیبت جو میری غلطی کے سبب میری اولاد کو حاصل ہوئی، یہ میری پیدائش سے بھی قبل تقدیر میں لکھی جاچکی تھی، تقدیر میں لکھے ہوئے کو مصیبتوں میں بطور حجت پیش کیا جاتا ہے، عیبوں اور گناہوں میں نہیں، لہذا آدم علیہ السلام کے جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ تم مجھے اس مصیبت پر ملامت کیوں کررہے ہو جو مجھ پر اور میری اولاد پر میری پیدائش سے بھی ہزاروں سال قبل لکھ دی گئی تھی۔

یہ ہمارے شیخ کا جواب ہے، جبکہ ہمیں اس کا ایک دوسرا جواب بھی دکھائی دے رہا ہے اور وہ یہ ہے کہ گناہ پر تقدیر کے لکھے ہوئے کو بطور حجت پیش کرنا ایک مقام پر درست اور نافع ہے، اور ایک مقام پر غلط اور نقصان دہ ہے، نافع اس وقت ہے جب بندے سے گناہ سرزد ہوجائے اور وہ اس پر توبہ کرلے اور پھر کبھی اس گناہ کی طرف جھانک کر بھی نہ دیکھے، جیسا کہ آدم علیہ السلام نے کیا، تو اس صورت میں اپنے گناہ کو نوشتۂ تقدیر قرار دینا عین توحید بھی ہے اور اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کی معرفت کی علامت بھی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

دریں صورت تقدیر کا ذکر، ذکر کرنے والے اور سننے والے دونوں کو فائدہ دے گا، کیونکہ تقدیر کے ذکر سے نہ تو وہ کسی امر یا نہی کو ٹال سکتا ہے نہ ہی شریعت کو باطل کر سکتا ہے، اس سے تو توحید کی اساس پر محض حق کا ذکر کرنا مقصود ہوتا ہے، نیز یہ کہ بندہ یہ اقرار کرتا ہے کہ نیکی کرنے یا برائی کے چھوڑنے کی مجھ میں کوئی طاقت نہیں (یہ تو محض اللہ کی توفیق ہی سے ممکن ہے)

(یہ بات تھوڑی سی دقیق ہے) لہذا ہم آدم علیہ السلام کے واقعہ سے کچھ توضیح کرتے ہیں:

آدم علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا تھا: تم مجھے میرے ایک ایسے گناہ کہ جو میری پیدائش سے قبل ہی تقدیر میں لکھا جا چکا تھا کے ارتکاب پر ملامت کر رہے ہو؟ چنانچہ جب انسان سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے، پھر وہ توبہ کر لے اور اس کا گناہ اس طرح دھل جائے کہ گویا سرزد ہی نہیں ہوا تھا، اس کے بعد کوئی شخص اسے اس گناہ کے ارتکاب پر ملامت کرے تو دریں صورت اس کا تقدیر کے لکھے ہوئے کو محض حجت بنانا درست ہوگا، اب وہ یہ کہہ سکتا ہے گناہ کا یہ معاملہ میری تقدیر میں میری پیدائش سے قبل ہی لکھا جا چکا تھا۔ اب وہ تقدیر کے ذکر سے نہ تو حق کو ٹال رہا ہے، نہ ہی تقدیر میں لکھے ہوئے کو اپنے گناہ کے جواز کیلئے بطور دلیل پیش کر رہا ہے (کیونکہ وہ تو اپنے اس گناہ سے بھی توبہ کر چکا ہے) لہذا اب تقدیر کے لکھے ہوئے کو بطور حجت پیش کرنے کا کوئی نقصان نہیں ہے (بلکہ فائدہ ہے کیونکہ یہ اقرار عقیدہ توحید کی پختگی کی علامت ہے اور اپنے عجز و ضعف کا اظہار بھی ہے کہ گناہ سے بچنا اللہ تعالیٰ کی توفیق کے بغیر ممکن نہیں ہے)

واضح ہو کہ گناہ پر تقدیر کے لکھے ہوئے کو بطور حجت پیش کرنے کا جو نقصان دہ مقام ہے اس کا تعلق زمانہ حال اور مستقبل سے ہے، جس کی صورت یہ ہے کہ بندہ کسی حرام کام کا ارتکاب کرتا ہے، یا کسی فریضے کے ترک کا مرتکب ہوتا ہے (اور توبہ بھی نہیں کرتا) اب اسے کوئی ملامت کرتا ہے اور وہ اپنے اس گناہ کے ارتکاب بلکہ اصرار پر تقدیر کے لکھے ہوئے کو بطور حجت پیش کرتا ہے (یعنی یوں کہے کہ تقدیر میں یونہی لکھا ہے کہ میں یہ گناہ کرتا ہوں یا کرتا رہوں گا) تو یہ یقیناً نقصان

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

صورت ہے؛ کیونکہ اس طرح وہ تقدیر کی حجت کے ذریعے اپنے حق کو ترک کرنے، یا باطل کا ارتکاب کرنے کا جواز پیش کر رہا ہے۔

چنانچہ مشرکین نے اپنے عبادت لغیر اللہ اور شرک کے مسلسل اصرار پر نوشتۂ تقدیر ہی کو بطور حجت پیش کیا تھا، انہوں نے کہا تھا ﴿ لَوْ شَاءَ اللّٰهُ مَاۤ اَشْرَكْنَا وَلَاۤ اٰبَاۤؤُنَا ﴾ (الانعام:۱۴۸)
یعنی "اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو نہ ہم، نہ ہمارے آباء واجداد شرک کرتے" (ہم جو شرک کر رہے ہیں تو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ یونہی چاہتا ہے اور اس نے اسی طرح لکھا ہوا ہے)

ایک اور مقام پر ان کا یہ قول مذکور ہے: ﴿ لَوْ شَاءَ الرَّحْمٰنُ مَا عَبَدْنٰهُمْ ﴾ یعنی "اگر رحمن چاہتا تو ہم ان بتوں کی پوجا نہ کرتے" (الزخرف:۲۰)

لہذا وہ اپنے شرک کے جواز پر تقدیر کو بطور حجت پیش کر رہے ہیں، نہ تو انہیں اپنے شرک پر کوئی ندامت یا شرمندگی ہے، نہ اس شرک کو مستقبل میں چھوڑنے کا کوئی عزم یا ارادہ ہے اور نہ ہی اس شرک کے باطل یا فاسد ہونے کا اقرار واعتراف ہے۔ گناہ پر تقدیر کو حجت ماننے کی یہ صورت پہلی صورت سے بالکل برعکس ہے، کیونکہ پہلی صورت میں گناہ کا اقرار بھی ہے کہ اس کے ارتکاب پر ندامت بھی ہے اور اسے ہمیشہ چھوڑ دینے کا عزم بھی ہے لہذا دریں صورت اگر کوئی ملامت کرے تو وہ کہہ سکتا ہے کہ یہ سب اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے مطابق ہوا۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ ارتکاب معصیت کے بعد اس کی قباحت وملامت اگر (توبہ کے ذریعہ) ختم ہو جائے تو نوشتۂ تقدیر کو بطور حجت ذکر کرنا درست ہے اور اگر ارتکاب معصیت کے بعد اس کی قباحت وملامت قائم ہے (اور بندہ نہ تائب ہے نہ نادم اور نہ اس کے ترک پہ عازم) تو تقدیر کے لکھے ہوئے کو بطور حجت پیش کرنا باطل ہے (کیونکہ یہ تو اس گناہ کا جواز پیش کرنے کے مترادف ہوگا)

(۹) قولہ: " تعالیٰ ان یکون فی ملکہ مالا یرید، او یکون لاحد عنہ غنی، خالقا

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

بکل شیء، ألا هو رب العباد ورب أعمالهم والمقدر لحركاتهم وآجالهم."

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ اس بات سے بہت بلند ہے کہ اسکی بادشاہت میں کوئی چیز اس کے ارادے کے بغیر یا برخلاف ہو، یا کوئی مخلوق اس سے مستغنی ہو، ہر شی کا صرف وہی خالق ہے، تمام بندوں اور انکے تمام اعمال کا وہی رب ہے، اور انکی تمام حرکات وآجال کی تقدیر بنانے والا بھی وہی ہے"

افعالِ عباد اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں اور یہ بندوں کی مشیت سے واقع ہوتے ہیں...

واضح ہو کہ یہ تمام جملے فرقۂ ضالہ قدریہ پر رد ہیں، جن کا عقیدہ یہ ہے کہ بندے اپنے افعال کے خود ہی خالق ہیں، اسی طرح بندوں کے افعال کے تعلق سے اللہ تعالیٰ کی تقدیر کو تسلیم نہیں کرتے۔ ان کا کہنا ہے کہ بندوں کے تمام افعال اللہ تعالیٰ کی بادشاہت کے اندر ہی سرزد ہورہے ہیں مگر وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقدر نہیں ہیں۔ اب بندے چونکہ اپنے افعال کے خود ہی خالق ہیں لہذا وہ اللہ تعالیٰ سے مستغنی ہیں۔ قدریہ کے ان معتقدات سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو ہر شی کا خالق تسلیم نہیں کرتے۔ (والعیاذ باللہ)

حق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بندوں کا بھی خالق ہے اور ان کے تمام افعال کا بھی، وہ تمام ذوات کا خالق ہے، اور تمام صفات کا بھی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴾ (الرعد:١٦)

ترجمہ: "کہہ دیجئے کہ صرف اللہ ہی تمام چیزوں کا خالق ہے وہ اکیلا ہے اور زبردست غالب ہے"

نیز فرمایا: ﴿اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ﴾ (الزمر:٦٢)

ترجمہ: "اللہ ہی ہر چیز کا خالق ہے اور وہی ہر چیز پر نگہبان ہے"

نیز فرمایا: ﴿ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ ﴾ (الصافات:٩٦)

ترجمہ: "حالانکہ تمہیں اور تمہارے اعمال کو اللہ تعالیٰ ہی نے پیدا کیا ہے"

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

قدریہ منکرین (منکرینِ تقدیر) کے مقابلے میں ایک اور گمراہ فرقہ ہے جو جبریہ کے نام سے موسوم ہے، انہوں نے بندوں سے ہر قسم کا اختیار سلب کر دیا ہے، اور انہیں ہر قسم کی مشیت و ارادہ سے عاری قرار دیا ہے، یہ لوگ اختیاری اور اضطراری تمام حرکات میں برابری کے قائل ہیں، ان کا کہنا ہے کہ بندوں کا ہر فعل یا حرکت، درختوں کی حرکت کی طرح ہے۔

ان کا کہنا ہے کہ بندوں کا کھانا، پینا یا نماز، روزہ ایسے اعمال ان کے ارادے سے صادر نہیں ہوتے، بلکہ وہ ان اعمال کے اصدار پر مجبور ہیں۔ جیسے ایک رعشہ کا مریض، اپنے ارادہ یا اختیار سے اپنے ہاتھ نہیں ہلاتا، بلکہ بہ سبب مرض مجبوراً اس کے ہاتھ ہلتے رہتے ہیں، لہذا (بقول ان کے) بندوں کے افعال و حرکات میں، ان کے کسب و ارادہ کو کوئی دخل نہیں۔

ان سے پوچھا جائے کہ پھر انبیاء و مرسلین کی بعثت کا کیا فائدہ رہا؟ کتب سماوی کے نزول کی کیا حکمت رہی؟

شرعی ادلہ سے انتہائی قطعیت کے ساتھ یہ بات معلوم اور ثابت ہے کہ عمل کے تعلق سے بندے کو ایک طرح کا ارادہ و مشیت حاصل ہے چنانچہ وہ اپنے ہر نیک عمل پر قابلِ تعریف بھی ہے اور مستحق اجر و ثواب بھی جبکہ ہر بُرے فعل پر قابلِ مذمت بھی ہے، اور مستحقِ عذاب بھی۔

اس کے تمام اختیاری افعال، باعتبارِ فعل و کسب اسی کی طرف منسوب ہوں گے، جبکہ اس کی تمام اضطراری حرکات، مریضِ رعشہ کی حرکت کی مانند قرار پائیں گے وہ اضطراری حرکت بندے کا فعل نہیں قرار پائے گی، بلکہ اس کی صفت (کیفیت یا حالت) شمار ہوگی۔

یہی وجہ ہے کہ علماءِ نحو فاعل کی تعریف یوں کرتے ہیں "هو اسم مرفوع يدل على من حصل منه الحدث أو قام به" یعنی: فاعل ایک ایسا اسم ہے جو مرفوع ہوتا ہے، اور ایک ایسی ذات پر دلالت کرتا ہے جس سے یا تو کوئی کام صادر ہوتا ہے، یا کوئی کام اس کے ساتھ قائم ہوتا ہے۔

کام کے صادر ہونے سے ان کی مراد بندے کے وہ اختیاری افعال ہیں جو اس کی مشیت

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

وارادہ سے صادر ہوتے ہیں (جیسے نماز، روزہ، کھانا، پینا وغیرہ) اور کام کے اس کے ساتھ قائم ہونے سے ان کی مراد ایسے کام جس میں اس کی مشیت وارادہ کو کوئی دخل نہیں، جیسے موت، مرض اور ارتعاش وغیرہ۔

چنانچہ جب یوں کہا جائے گا کہ: زید نے کھایا، پیا، نماز پڑھی یا روزہ رکھا، تو ان تمام مثالوں میں زید ایک ایسا فاعل ہے جس کے اختیار سے کھانا، پینا، نماز پڑھنا یا روزہ رکھنا ایسے اعمال صادر ہورہے ہیں۔ اور جب یوں کہا جائے کہ: زید بیمار ہوا یا زید فوت ہوا یا زید کے ہاتھوں میں رعشہ پیدا ہوا، تو ان تمام مثالوں میں جو افعال (بیمار ہونا، مرنا وغیرہ) مذکور ہیں وہ زید کا فعل قرار نہیں پائیں گے۔ بلکہ ایسے اوصاف یا احوال قرار پائیں گے جو زید کے ساتھ (بامر اللہ) لاحق وقائم ہوئے (جن میں زید کے ارادہ ومشیت کو کوئی دخل نہیں ہے۔)

واضح ہو کہ افعالِ عباد کے تعلق سے اہل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ، جبریہ اور قدریہ کے گمراہ عقیدوں کے بین بین انتہائی اعتدال پر قائم ہے۔ چنانچہ قدریہ تو تقدیر کے سراسر منکر ہیں، جبکہ جبریہ نے تقدیر کے اثبات میں اس قدر غلو سے کام لیا کہ بندے سے ہر قسم کے ارادہ ومشیت کو سلب کر کے رکھ دیا۔ جبکہ اہل السنۃ والجماعۃ اعمال کے تعلق سے بندوں کیلئے مشیت ثابت کرتے ہیں جبکہ اللہ رب العزت کیلئے مشیت عامہ کے اثبات کا عقیدہ رکھتے ہیں، وہ بندوں کی مشیت کو اس طرح تسلیم کرتے ہیں کہ ان کی مشیت اللہ تعالیٰ کی مشیت کے تابع ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ﴾ (التکویر:۲۹)

ترجمہ: "اور تم بغیر پروردگار عالم کے چاہے کچھ نہیں چاہ سکتے"

لہذا اللہ تعالیٰ کی بادشاہت میں اللہ تعالیٰ کی مشیت ومرضی کے خلاف کوئی چیز واقع نہیں ہوسکتی۔ یعنی جو چیز اللہ تعالیٰ نہیں چاہتا وہ واقع ہو ہی نہیں سکتی، بخلاف قدریہ کے جو کہتے ہیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

بندے اپنے تمام افعال کے خود ہی خالق ہیں اور بخلاف جبریہ کے جو کہتے ہیں کہ بندے اس قدر مسلوب ارادہ ومشیت ہیں کہ کسی بھی گناہ کے ارتکاب پر انہیں مستحق سزا قرار نہیں دیا جاسکتا، کیونکہ اس گناہ کے ارتکاب میں ان کے ارادہ ومشیت کو کوئی دخل نہیں۔

ہماری اس تقریر سے ایک سوال کا جواب آسان ہو گیا جو بار بار پوچھا جاتا ہے اور وہ یہ کہ: بندہ مسیر ہے یا مخیر؟

مخیر سے مراد: جسے اپنے افعال واعمال پر اختیار حاصل ہو، اور مسیر سے مراد جو ہر قسم کے اختیار، ارادہ اور مشیت سے عاری ہو، اور جس طرح چلایا جائے اسی طرح چلنے پر مجبور ہو۔

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ نہ تو اسے مطلقاً مسیر کہا جاسکتا ہے نہ مطلقاً مخیر، بلکہ یوں کہا جائے گا کہ وہ اس اعتبار سے مخیر ہے کہ اسے اپنے افعال کی انجام دہی میں مشیت وارادہ حاصل ہے، جس کی بناء پر اس کے تمام اعمال اس کا کسب قرار پاتے ہیں، چنانچہ وہ ہر نیک عمل پر مستحق ثواب، اور ہر برُے عمل پر مستحق عذاب ہے۔ جبکہ بندہ اس اعتبار سے مسیر ہے کہ اس سے صادر ہونے والا کوئی بھی عمل اللہ تعالیٰ کی مشیت سے خارج نہیں بلکہ ہر عمل اللہ تعالیٰ کی مشیت، ارادہ، خلق اور ایجاد کے دائرہ میں ہے۔

(۱۰) قولہ: یضل من یشاء، فیخذلہ بعدلہ، ویھدی من یشاء فیوفقہ بفضلہ، فکل میسر بتیسیرہ الی ماسبق من علمہ وقدرہ، من شقی او سعید.

ترجمہ" جسے چاہتا ہے، بتقاضۂ عدل گمراہ کر کے ذلتوں اور پستیوں میں پھینک دیتا ہے، اور جسے چاہتا ہے بتقاضۂ فضل ہدایت وتوفیق سے سرشار فرما دیتا ہے، لہذا ہر بدبخت یا نیک بخت پر، اللہ تعالیٰ کے علم سابق اور اس کی لکھی ہوئی تقدیر کے مطابق اس کی توفیق سے (بُرا یا اچھا) راستہ آسان کر دیا گیا۔

ہدایت اور گمراہی اللہ تعالیٰ کی مشیت وارادہ سے حاصل ہوتی ہے

ہر ہدایت یافتہ انسان کیلئے ہدایت، اور گمراہ شخص کی گمراہی، اللہ تعالیٰ کی مشیت وارادہ سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

حاصل ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ نے بندوں کیلئے سعادت اور ضلالت کا راستہ بیان فرمادیا ہے، اور انہیں زیورِ عقل سے بھی آراستہ فرمادیا جس کی مدد سے وہ نفع بخش اور نقصان دہ چیز میں تمیز کرسکیں، چنانچہ جو ہدایت کا انتخاب کرکے اس پر رواں دواں ہوگیا وہ ضرور بالضرور سعادت کاملہ کے عظیم صلہ کو حاصل کرے گا۔ سعادت کی اس راہ پر چلنے میں بندے کی مشیت وارادہ کو پورا پورا دخل حاصل ہے، اور بندے کی یہ مشیت وارادہ مکمل طور پر اللہ تعالیٰ کی مشیت وارادہ کے تابع ہے، اور ہدایت کا یہ معاملہ اللہ تعالیٰ کے فضل واحسان کے بسبب ہے۔ اور جس شخص نے طریقِ ضلالت کا انتخاب کرکے اسے اپنالیا وہ یقیناً شقاوت (بدبختی) کے گڑھے میں جاگرے گا، بندے کے گمراہی کے راستہ کو منتخب کرنے میں اس کی مشیت وارادہ کو مکمل دخل حاصل ہے، اور بندے کی یہ مشیت وارادہ، اللہ تعالیٰ کی مشیت وارادہ کے تابع ہے، اور شقاوت کا یہ معاملہ عدل کے بسبب ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَيْنَيْنِ ۔ وَلِسَانًا وَّشَفَتَيْنِ ۔ وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ ﴾

ترجمہ: "کیا ہم نے اس کی دو آنکھیں نہیں بنائیں۔ اور زبان اور ہونٹ (نہیں بنائے)۔ ہم نے دکھادیئے اس کو دونوں راستے" (البلد: ۸ تا ۱۰)

نیز فرمایا: ﴿ اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا ﴾ (الدھر: ۳)

ترجمہ: "ہم نے اسے راہ دکھائی اب خواہ وہ شکرگزار بنے خواہ ناشکرا"

نیز فرمایا: ﴿ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا ﴾

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ جس کی رہبری فرمائے وہ راہِ راست پر ہے اور جسے وہ گمراہ کردے ناممکن ہے کہ آپ اس کا کوئی کارساز یا رہنما پاسکیں" (الکھف: ۱۷)

ہدایتِ ارشاد اور ہدایتِ توفیق میں فرق

ہدایت کی دو قسمیں ہیں: ایک ہدایتِ ارشاد، دوسری ہدایتِ توفیق

ہدایتِ ارشاد: (جس سے مراد راہِ ہدایت کی دعوت دینا ہے) سب کو حاصل ہے؛ کیونکہ دین کی دعوت عمومیت کے ساتھ سب ہی کیلئے ہے، اللہ تعالیٰ کے فرمان:

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

﴿ وَإِنَّكَ لَتَهْدِي إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴾ (الشوریٰ:۵۲)

ترجمہ: "آپ ﷺ صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت دیتے ہیں"

میں اسی قسم یعنی ہدایتِ ارشاد کا ذکر ہے۔

ہدایتِ توفیق: (جس سے مراد راہِ ہدایت پر چلنے کی توفیق کا میسر آجانا ہے) اس شخص کو حاصل ہوسکتی ہے، جس کی ہدایت اللہ تعالیٰ چاہتا ہے، اللہ تعالیٰ کے درج ذیل فرمان میں اسی قسم کا ذکر ہے: ﴿ إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَن يَشَاءُ ﴾ (القصص:۵۶)

ترجمہ: "آپ ﷺ جسے چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے بلکہ اللہ تعالیٰ ہی جسے چاہے ہدایت دیتا ہے"

اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی ان دونوں قسموں کو اس آیتِ کریمہ میں جمع فرمادیا ہے:

﴿ وَاللَّهُ يَدْعُو إِلَىٰ دَارِ السَّلَامِ وَيَهْدِي مَن يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴾

ترجمہ: "اور اللہ تعالیٰ سلامتی کے گھر کی طرف تم کو بلاتا ہے اور جس کو چاہتا ہے راہِ راست کی طرف ہدایت دیتا ہے" (یونس:۲۵)

اس آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ کا فرمان: "وَاللَّهُ يَدْعُو إِلَىٰ دَارِ السَّلَامِ" میں دعوتِ ارشاد کا ذکر ہے؛ کیونکہ دعوت کے مخاطب تمام لوگ ہیں۔ ارادۂ عموم کی وجہ سے مفعول محذوف ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ راہ نمائی تو سب کی کردی گئی ہے، مگر قبول کون کرتا ہے؟... وہی، جسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے توفیقِ ہدایت میسر ہو۔ اس بات کا ذکر اس آیتِ کریمہ کے دوسرے حصے میں فرمادیا: "وَيَهْدِي مَن يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ" یہاں مفعول ظاہر کردیا تاکہ خصوص کا فائدہ حاصل ہوجائے، مقصد یہ ہے کہ ہدایت کی توفیق ان مخصوص افراد کو ملتی ہے جن کی ہدایت اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔

ہمارے شیخ محمد الامین الشنقیطی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "رفع ایہام الاضطراب عن آیات الکتاب" کے اندر سورۃ الشمس کی تفسیر میں دو حکایتیں ذکر فرمائی ہیں، جن سے تقدیر کے مسئلہ میں معتزلہ کے مذہب کا باطل ہونا ثابت ہوتا ہے۔

پہلی حکایت: فرماتے ہیں: جب امام ابواسحاق الاسفرائنی نے معتزلی عالم عبدالجبار کے ساتھ مناظرہ کیا، تو اس موقع پر مندرجہ ذیل گفتگو ہوئی۔

عبدالجبار معتزلی نے کہا: پاک ہے وہ ذات جو گناہوں سے پاک اور منزہ ہے۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ مثلاً: چوری اور زنا وغیرہ بندے کی مشیئت سے سرزد ہوتے ہیں، ان کے سرزد ہونے میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اللہ تعالیٰ کی مشیت کو کوئی دخل حاصل نہیں، کیونکہ ان کے زعم میں اللہ تعالیٰ کی ذات اس بات سے کہیں بلند و بالا ہے کہ وہ گناہوں اور معصیتوں کی مشیت فرمائے۔

ابو اسحاق نے فرمایا: یہ کلمہ حق ہے مگر مراد باطل ہے۔ پھر فرمایا: پاک ہے وہ ذات جس کی بادشاہت میں صرف وہی کچھ ہو رہا ہے جو وہ چاہتا ہے۔

عبدالجبار نے کہا: اگر وہ گناہوں اور معصیتوں کا خالق ہے تو پھر ان کے ارتکاب پر مجھے عذاب کیوں دے گا؟

ابو اسحاق نے فرمایا: اگر گناہ کا صدور (اللہ تعالیٰ کی مشیت کے برخلاف) تمہاری مشیت سے ہے، تو پھر تمہاری مشیت اللہ تعالیٰ کی مشیت پر غالب آ گئی، اور اللہ تعالیٰ کی مشیت تمہاری مشیت کے سامنے بے بس ہو گئی، تو کیا تم رب ہوا اور وہ بندہ؟

عبدالجبار نے کہا: بتاؤ، اللہ تعالیٰ مجھے دعوت تو ہدایت کی دے لیکن اپنی مشیت سے میرے لئے فیصلہ گمراہی کا فرما دے، تو یہ اس کی میرے ساتھ بھلائی ہے یا برائی؟

ابو اسحاق نے فرمایا: جس ہدایت کو اس نے تجھ سے منع فرما دیا، اگر تو اس کا مالک ہے تو پھر یقیناً اس نے برا کیا، اور اگر اس کا مالک اللہ تعالیٰ ہے تو پھر اس کا عطا فرما دینا فضل ہے اور منع فرما دینا عدل ہے۔ اس پر عبدالجبار مبہوت اور لاجواب ہو گیا۔

تمام حاضرین عش عش کرا ٹھے، اور کہنے لگے، واللہ! اس بات کا کوئی دوسرا جواب ممکن ہی نہیں۔

دوسری حکایت: ایک اعرابی، عمرو بن عبید کی خدمت میں حاضر ہوا، اور کہا: میری گدھی چوری ہو گئی ہے، دعا کریں اللہ تعالیٰ مجھے لوٹا دے۔

عمرو بن عبید نے یوں دعا کی: اے اللہ! اس شخص کی گدھی چرائی گئی ہے، اور اس کے چرائے جانے میں تیری مرضی اور چاہت شامل نہیں، لہذا یہ گدھی اس شخص کو واپس لوٹا دے۔

اعرابی نے کہا: اپنی یہ خبیث دعا بند کر دے، اگر اللہ تعالیٰ کا ارادہ یہی تھا کہ گدھی چوری نہ ہو مگر پھر بھی چوری ہو گئی، تو پھر ہو سکتا ہے کہ اس کا ارادہ تو لوٹانے کا ہو مگر وہ لوٹائی نہ جا سکے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

۱۳۔ قولہ: " الباعث الرسل إليهم لإقامة الحجة عليهم. "

ترجمہ: "لوگوں پر حجت قائم کرنے کیلئے ان کی طرف رسول مبعوث فرمانے والا۔"

شرح

اللہ تعالیٰ کی بندوں پر سب سے بڑی نعمت

(۱) اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں پر سب سے بڑی نعمت یہ ہے کہ اس نے انہیں صراطِ مستقیم کی ہدایت دینے، اپنے امر سے انہیں گمراہیوں کی تاریکیوں سے نکال کر نورِ ہدایت تک پہنچانے، اور اس طرح ان پر اپنی حجت قائم کرنے کیلئے انکی طرف رسول بھیج دیئے اور کتابیں نازل فرمادیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ ﴾

ترجمہ: "اور ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ ایک اللہ کی عبادت کرو اور ہر طاغوت کا انکار کرو۔" (النحل:۳۶)

نیز فرمایا: ﴿ وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رَّسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ ﴾ (الانبیاء:۲۵)

ترجمہ: "اور آپ سے قبل ہم نے جس رسول کو مبعوث کیا اس کی طرف یہی وحی کی کہ میرے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے پس صرف اور صرف میری ہی عبادت کرو۔"

نیز فرمایا: ﴿ رُّسُلًا مُّبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ ﴾

ترجمہ: "ہم نے انہیں رسول بنایا ہے، خوشخبریاں سنانے والے اور آگاہ کرنے والے تاکہ لوگوں کی کوئی حجت اور الزام رسولوں کے بھیجنے کے بعد اللہ پر نہ رہ جائے۔" (النساء:۱۶۵)

نیز فرمایا: ﴿ وَإِن مِّنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ ﴾ (فاطر:۲۴)

ترجمہ: "اور کوئی امت ایسی نہیں گزری جس میں کوئی ڈر سنانے والا نہ گزرا ہو۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

نیز فرمایا: ﴿ وَكَمْ أَرْسَلْنَا مِن نَّبِيٍّ فِي الْأَوَّلِينَ ﴾ (الزخرف:٦)

ترجمہ: ''اور ہم نے اگلے لوگوں میں بھی کتنے ہی نبی بھیجے''

تمام رسولوں پر ایمان لانا واجب ہے

خواہ ان کا تذکرہ قرآن مجید میں ہو یا نہ ہو

(٢) رسولوں پر ایمان لانا اصول ایمان میں شامل ہے، اسی طرح ایمان بالکتب بھی ایمان کا ایک اصل ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ لَيْسَ الْبِرَّ أَن تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ ﴾ (البقرۃ:١٧٧)

ترجمہ: ''ساری اچھائی مشرق و مغرب کی طرف منہ کرنے میں ہی نہیں بلکہ حقیقتاً اچھا وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ پر، قیامت کے دن پر، فرشتوں پر، کتاب اللہ پر اور نبیوں پر ایمان رکھنے والا ہو''

نیز فرمایا: ﴿ آمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْهِ مِن رَّبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ ۚ كُلٌّ آمَنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّن رُّسُلِهِ ﴾ (البقرۃ:٢٨٥)

ترجمہ: ''رسول ایمان لایا اس چیز پر جو اس کی طرف اللہ تعالیٰ کی جانب سے اتری اور مومن بھی ایمان لائے، یہ سب اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے، اس کے رسولوں میں سے کسی میں ہم تفریق نہیں کرتے''

نیز فرمایا: ﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي نَزَّلَ عَلَىٰ رَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي أَنزَلَ مِن قَبْلُ ۚ وَمَن يَكْفُرْ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا ﴾ (النساء:١٣٦)

ترجمہ: ''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ پر، اس کے رسول (ﷺ) پر اور اس کتاب پر جو اس نے اپنے رسول (ﷺ) پر اتاری ہے اور ان کتابوں پر جو اس سے پہلے اس نے نازل فرمائی

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ایمان لاؤ! جو شخص اللہ تعالیٰ سے اور اس کے فرشتوں سے اور اس کی کتابوں سے اور اسکے رسولوں سے اور قیامت کے دن سے کفر کرے وہ تو بہت بڑی دور کی گمراہی میں جا پڑا۔"

حدیث جبریل جو خاصی معروف ہے کے مطابق، جب جبریل علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ سے ایمان کی بابت پوچھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: [ان تؤمن باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الآخر وبالقدر خیرہ وشرہ]

یعنی: [ایمان یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ پر، اس کے فرشتوں پر، اور اس کی کتابوں پر، اور اس کے رسولوں پر، اور روزِ آخرت پر اور تقدیر خواہ اچھی ہو یا بری پر ایمان لاؤ]

یہ حدیث صحیح مسلم میں امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی روایت سے موجود ہے۔

(۳) اللہ تبارک وتعالیٰ کے رسولوں میں سے کچھ تو وہ ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کے اندر ذکر فرمادیا اور کچھ وہ ہیں جن کا ذکر قرآن پاک میں موجود نہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان:

﴿ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ ﴾ (المؤمن:۷۸)

ترجمہ: "یقیناً ہم آپ سے پہلے بھی بہت سے رسول بھیج چکے ہیں جن میں سے بعض کے (واقعات) ہم آپ کو بیان کر چکے ہیں اور ان میں سے بعض کے (قصے) تو ہم نے آپ کو بیان نہیں کیے"

جن انبیاءِ کرام کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے، ان کی مجموعی تعداد پچیس (۲۵) ہے، چنانچہ سورۃ الانعام کے اندر (۱۸) انبیاء کا ذکر ہے فرمایا:

﴿ وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ۔ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ كُلًّا هَدَيْنَا وَنُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ وَاَيُّوْبَ وَيُوْسُفَ وَمُوْسٰى وَهٰرُوْنَ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

الْمُحْسِنِينَ . وَزَكَرِيَّا وَيَحْيَى وَعِيسَى وَإِلْيَاسَ كُلٌّ مِّنَ الصَّالِحِينَ . وَإِسْمَاعِيلَ وَالْيَسَعَ وَيُونُسَ وَلُوطًا وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعَالَمِينَ ﴾ (الانعام:۸۳تا۸۶)

ترجمہ: ''اور یہ ہماری حجت تھی جو ہم نے ابراہیم کو ان کی قوم کے مقابلہ میں دی تھی، ہم جس کو چاہتے ہیں مرتبوں میں بڑھا دیتے ہیں۔ بیشک آپ کا رب بڑا حکمت والا بڑا علم والا ہے۔ اور ہم نے ان کو اسحٰق دیا اور یعقوب۔ ہر ایک کو ہم نے ہدایت کی اور پہلے زمانے میں ہم نے نوح کو ہدایت کی اور ان کی اولاد میں سے داؤد کو اور سلیمان کو اور ایوب کو اور یوسف کو اور موسیٰ کو اور ہارون کو اور اسی طرح ہم نیک کام کرنے والوں کو جزا دیا کرتے ہیں اور (نیز) زکریا کو اور یحییٰ کو اور عیسیٰ کو اور الیاس کو، سب نیک لوگوں میں سے تھے۔ اور نیز اسمٰعیل کو اور یسع کو اور یونس کو اور لوط کو اور ہر ایک کو تمام جہان والوں پر ہم نے فضیلت دی''

اور باقی انبیاء جن کا ذکر دیگر مقامات پر موجود ہے، یہ ہیں۔

محمد ﷺ، آدم، ہود، شعیب، صالح، ذوالکفل اور ادریس علیہم السلام

اس سلسلے میں امر واجب یہ ہے کہ تمام انبیاء و مرسلین، خواہ ان کا تذکرہ قرآن مجید میں ہو یا نہ ہو پر ایمان لایا جائے، جس نے کسی ایک نبی کو جھٹلا دیا اس نے تمام انبیاء کا انکار کر ڈالا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحٍ الْمُرْسَلِينَ ﴾ (الشعراء:۱۰۵)

ترجمہ: ''قوم نوح نے بھی رسولوں کو جھٹلایا''

نیز فرمایا: ﴿ كَذَّبَتْ عَادٌ الْمُرْسَلِينَ ﴾ (الشعراء:۱۲۳)

ترجمہ: ''قوم عاد نے بھی رسولوں کو جھٹلایا''

نیز فرمایا: ﴿ كَذَّبَتْ ثَمُودُ الْمُرْسَلِينَ ﴾ (الشعراء:۱۴۱)

ترجمہ: ''قوم ثمود نے بھی پیغمبروں کو جھٹلایا''

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

نیز فرمایا: ﴿ كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ الْمُرْسَلِينَ ﴾ (الشعراء:۱۶۰)

ترجمہ: "قوم لوط نے بھی نبیوں کو جھٹلایا"

نیز فرمایا: ﴿ كَذَّبَ أَصْحَابُ الْأَيْكَةِ الْمُرْسَلِينَ ﴾ (الشعراء:۱۷۶)

ترجمہ: "ایکہ والوں نے بھی رسولوں کو جھٹلایا"

اب حالانکہ ہر قوم نے صرف اپنے رسول کی تکذیب کی تھی، مگر اللہ تعالی نے ہر قوم کی طرف تمام رسولوں کی تکذیب کی نسبت فرمادی، اس میں نکتہ یہی ہے کہ ایک رسول کی تکذیب تمام رسولوں کی تکذیب ہے۔

جو شخص ایک رسول پر ایمان لے آئے مگر کسی دوسرے رسول کی تکذیب کر دے تو وہ درحقیقت اس رسول کی بھی تکذیب کر رہا ہے جس پر وہ ایمان لانے کا دعویدار ہے۔

نبی اور رسول میں فرق

(۴) جہاں تک نبی اور رسول میں فرق کا سوال ہے تو اس سلسلہ میں مشہور قول تو یہی ہے کہ نبی وہ ہے جس کی طرف شریعت کی وحی کی گئی ہو لیکن وہ اس کی تبلیغ پر مامور نہ ہو، جبکہ رسول وہ ہے جس کی طرف شریعت کی وحی کی گئی ہو اور وہ اس کی تبلیغ پر بھی مامور ہو۔ لیکن بعض دلائل سے واضح ہوتا ہے کہ نبی اور رسول کے مابین یہ فرق صحیح نہیں ہے۔

چنانچہ اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿ وَكَمْ أَرْسَلْنَا مِن نَّبِيٍّ فِي الْأَوَّلِينَ ﴾ (الزخرف:۶)

ترجمہ: "اور ہم نے اگلے لوگوں میں بھی کتنے ہی نبی بھیجے"

نیز فرمایا: ﴿ وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رَّسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ إِلَّا إِذَا تَمَنَّىٰ أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ ﴾ (الحج:۵۲)

ترجمہ: "ہم نے آپ سے پہلے جس رسول اور نبی کو بھیجا اس کے ساتھ یہ ہوا کہ جب وہ اپنے دل میں کوئی آرزو کرنے لگا شیطان نے اس کی آرزو میں کچھ ملا دیا"

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ان آیات سے واضح ہوتا ہے کہ ہر نبی کی حیثیت باقاعدہ ایک مرسل اور مامور بالتبلیغ کی تھی۔

نیز فرمایا: ﴿ إِنَّا أَنْزَلْنَا التَّوْرَاةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ الَّذِينَ أَسْلَمُوا لِلَّذِينَ هَادُوا وَالرَّبَّانِيُّونَ وَالْأَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوا مِنْ كِتَابِ اللَّهِ وَكَانُوا عَلَيْهِ شُهَدَاءَ ﴾ (المائدۃ:۴۴)

ترجمہ: ''ہم نے توراۃ نازل فرمائی جس میں ہدایت اور نور ہے، یہودیوں میں اسی توراۃ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے ماننے والے انبیاء (علیہم السلام) اور اہل اللہ اور علماء فیصلے کرتے تھے کیونکہ انہیں اللہ کی اس کتاب کی حفاظت کا حکم دیا گیا تھا اور وہ اس پر اقراری گواہ تھے''

یہ آیت کریمہ بڑی صراحت کے ساتھ دلالت کر رہی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے بعد جتنے بھی نبی اسرائیل کے انبیاء تھے وہ توراۃ ہی سے فیصلے فرمایا کرتے اور اسی کی طرف دعوت دیا کرتے تھے۔

بنا بریں رسول اور نبی کے مابین فرق کے حوالے سے یوں کہا جاسکتا ہے کہ: رسول وہ ہے جس کی طرف شریعت کی وحی کی گئی ہو اور کوئی کتاب اتاری گئی ہو جبکہ نبی وہ ہے جو بذریعہ تکمیل رسالت کی تبلیغ پر مامور کر دیا جائے۔ یہی فرق ادلہ کے مطابق و موافق ہے۔ البتہ یہاں ایک اشکال باقی رہ جاتا ہے اور وہ یہ کہ بعض مرسلین کو اللہ تعالیٰ نے نبی بھی کہا اور رسول بھی۔ مثال کے طور پہ ہمارے پیارے پیغمبر محمد ﷺ کو ایک مقام پر رسول کہہ کر مخاطب فرمایا:

﴿ يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ ﴾ (المائدۃ:۶۷)

ترجمہ: ''اے رسول جو کچھ بھی آپ کی طرف آپ کے رب کی جانب سے نازل کیا گیا ہے پہنچا دیجئے''

اور ایک مقام پر نبی کہا: ﴿ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ تَبْتَغِي مَرْضَاتَ أَزْوَاجِكَ ﴾ (التحریم:۱)

ترجمہ: ''اے نبی! جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے آپ کیلئے حلال کر دیا ہے اسے آپ کیوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کرتے ہیں؟ (کیا) آپ اپنی بیویوں کی رضامندی حاصل کرنا چاہتے ہیں"

اسی طرح ایک مقام پر موسیٰ علیہ السلام کو نبی اور رسول کہا:

﴿ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مُوسَىٰ إِنَّهُ كَانَ مُخْلَصًا وَكَانَ رَسُولًا نَّبِيًّا ﴾ (مریم:۵۱)

ترجمہ: "اس قرآن میں موسیٰ کا ذکر بھی کر، جو چنا ہوا اور رسول اور نبی تھا"

اسی طرح اسمٰعیل علیہ السلام کے بارہ میں فرمایا:

﴿ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِسْمَاعِيلَ إِنَّهُ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُولًا نَّبِيًّا ﴾

ترجمہ: "اس کتاب میں اسمٰعیل کا واقعہ بھی بیان کر، وہ بڑا ہی وعدہ کا سچا تھا اور تھا بھی رسول اور نبی" (مریم:۵۴)

ہمارے پیغمبر جناب محمد ﷺ کو نبی اور رسول کہنے کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ آغاز امر میں آپ پر وحی تو نازل ہوئی مگر آپ ﷺ تبلیغ پر مامور نہ تھے، پھر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اپنے فرمان:

﴿ يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ . قُمْ فَأَنذِرْ ﴾ (المدثر:۱،۲)

ترجمہ: "اے کپڑا اوڑھنے والے۔ کھڑا ہو جا اور آگاہ کر دے"

کے ذریعہ تبلیغ دین پر مامور فرمادیا۔ اسی لئے شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ نے اپنے رسالہ نافعہ "الاصول الثلاثة" میں فرمایا ہے: آپ ﷺ کو "اقرا" کی وحی کے ذریعے نبی اور "المدثر" کی وحی کے ذریعہ رسول بنایا گیا۔

اس تفصیل کی روشنی میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ نبی کچھ وقت تبلیغ دین پر مامور نہیں ہوتا (جیسے آغاز امر میں رسول اللہ ﷺ تبلیغ دین پر مامور نہ تھے بعد میں تبلیغ کا حکم دیکر منصب رسالت پر فائز کر دیئے گئے۔) یا کچھ عرصہ شریعت سابقہ کی تبلیغ پر مکلف و مامور ہوتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

١٣۔ "ثم ختم الرسالة والنذارة والنبوة بمحمد نبيه ﷺ، فجعله آخر المرسلين، بشيرا ونذيرا، وداعيا إلى الله بإذنه وسراجا منيرا، وأنزل عليه كتابه الحكيم، وشرح به دينه القويم، وهدى به الصراط المستقيم."

ترجمہ: "پھر اللہ تعالیٰ نے سلسلۂ رسالت کا اپنے آخری نبی محمد ﷺ پر اختتام فرمادیا، اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو تمام انبیاء ومرسلین میں سے سب سے آخر میں مبعوث فرمایا، آپ ﷺ کو بشیر ونذیر بنایا، اپنے اذن سے اپنا داعی اور سراج منیر بنا کر بھیجا، آپ ﷺ پر اپنی کتاب حکیم (قرآن مجید) نازل فرمائی، اور آپ ﷺ کے ذریعے اپنے دینِ متین کی شرح وتفصیل فرمادی، نیز آپ ﷺ کے ذریعے لوگوں کو صراطِ مستقیم کی ہدایت فرمادی۔"

شرح

ہمارے نبی محمد ﷺ کی رسالت کا بیان

اس آخری زمانہ میں تمام جن وانس پر اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف اپنے رسول کریم محمد ﷺ کی بعثت فرمادی، رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کے سامنے خیر کے ہر راستے کی نشاندہی فرمادی اور انہیں شر کے ہر راستے سے متنبہ فرمادیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ إِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴾

ترجمہ: "بے شک مومنوں پر اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے کہ ان ہی میں سے ایک رسول ان میں بھیجا، جو انہیں اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت سکھاتا ہے، یقیناً یہ سب اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے" (آل عمران:١٦٤)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

نیز فرمایا: ﴿ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴾ (سبا:۲۸)

ترجمہ: "ہم نے آپ کو تمام لوگوں کیلئے خوشخبریاں سنانے والا اور دھمکا دینے والا بنا کر بھیجا ہے، ہاں مگر (یہ صحیح ہے) کہ لوگوں کی اکثریت بے علم ہے"

نیز فرمایا: ﴿ قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا ﴾ (الاعراف:۱۵۸)

ترجمہ: "آپ کہہ دیجئے کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا ہوں"

نیز فرمایا: ﴿ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلَىٰ فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ أَن تَقُولُوا مَا جَاءَنَا مِن بَشِيرٍ وَلَا نَذِيرٍ فَقَدْ جَاءَكُم بَشِيرٌ وَنَذِيرٌ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴾ (المائدۃ:۱۹)

ترجمہ: "اے اہل کتاب! بالیقین ہمارا رسول تمہارے پاس رسولوں کی آمد کے ایک وقفے کے بعد آ پہنچا ہے۔ جو تمہارے لئے صاف صاف بیان کر رہا ہے تاکہ تمہاری یہ بات نہ رہ جائے کہ ہمارے پاس تو کوئی بھلائی، برائی سنانے والا آیا ہی نہیں، پس اب یقیناً خوشخبری سنانے والا اور آگاہ کرنے والا آ پہنچا اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے"

نیز فرمایا: ﴿ قُلْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوا إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا. يَهْدِي إِلَى الرُّشْدِ فَآمَنَّا بِهِ وَلَن نُّشْرِكَ بِرَبِّنَا أَحَدًا ﴾ (الجن:۱،۲)

ترجمہ: "(اے محمد ﷺ) آپ کہہ دیں کہ مجھے وحی کی گئی ہے کہ جنوں کی ایک جماعت نے (قرآن) سنا اور کہا کہ ہم نے عجیب قرآن سنا ہے جو راہ راست کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ ہم اس پر ایمان لا چکے (اب) ہم ہرگز کسی کو بھی اپنے رب کا شریک نہ بنائیں گے"

نیز فرمایا: ﴿ وَإِذْ صَرَفْنَا إِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُونَ الْقُرْآنَ فَلَمَّا حَضَرُوهُ قَالُوا أَنصِتُوا فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا إِلَىٰ قَوْمِهِم مُّنذِرِينَ. قَالُوا يَا قَوْمَنَا إِنَّا سَمِعْنَا كِتَابًا

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

[illegible]

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

جن پر غضب کیا گیا اور نہ گمراہوں کی۔"

ایک مسلمان بالاستمرار اور بالتکرار یہ دعا مانگتا ہے، تا کہ پروردگار اسے انعام یافتہ بندوں: انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کی راہ پر فائز فرمادے، نیز انہیں ان لوگوں کی راہ سے بچالے جو مستحق غضب اور معتوب ضلالت ہیں، اس سے مراد یہود ونصاریٰ اور دیگر دشمنانِ دین ہیں۔

نبی ﷺ کے جن وانس کو صراط مستقیم کی ہدایت دینے سے مراد، ان کی طرف وہ نور منتقل کرنا ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے اپنے اس فرمان میں ذکر فرمایا: ﴿ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا . وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ﴾ (الاحزاب:۴۵،۴۶)

ترجمہ: "ہم نے آپ کو (رسول بنا کر) گواہیاں دینے والا، خوشخبریاں سنانے والا آگاہ کرنے والا بھیجا ہے۔ اور اللہ کے حکم سے اس کی طرف بلانے والا اور روشن چراغ۔"

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو سراج منیر کے وصف سے متصف فرمایا ہے چنانچہ آپ ﷺ بندوں کیلئے اس راستے کو روشن اور منور فرماتے ہیں جو اللہ رب العزت کی طرف جاتا ہے، اسی معنیٰ میں ایک آیت میں قرآن حکیم کو بھی نور کہا گیا ہے: ﴿ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِيْٓ اَنْزَلْنَا ﴾ (التغابن:۸)

ترجمہ: "سو تم اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اس نور پر جو ہم نے نازل فرمایا ہے ایمان لاؤ"

قرآن کے نور ہونے سے مراد بھی یہی ہے کہ وہ صراط مستقیم کو منور کر کے طریق ہدایت واضح کر دیتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

قیامت پر ایمان

۱۵. قوله" وان الساعة اتية لاريب فيها وان الله يبعث من يموت كما بدأهم يعودون."

ترجمہ: ''اور بے شک قیامت آنے والی ہے، اس میں کوئی شک نہیں، اور بے شک اللہ تعالیٰ تمام مردوں کو اٹھائے گا، جیسے انہیں پیدا کیا تھا، ویسے ہی دوبارہ بن جائیں گے۔''

شرح

(قیامت کے سلسلہ میں چند قواعد کی معرفت ضروری ہے)

(۱) قیامت کے قائم ہونے کا علم صرف اللہ عزوجل کے پاس ہے۔ صحیح بخاری: (۴۶۹۷) میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان مروی ہے: [غیب کی پانچ چابیاں ہیں جن کا علم صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے] اس حدیث کے آخر میں فرمایا: [و لا يعلم متى تقوم الساعة الا الله] یعنی: قیامت کب قائم ہوگی، اس کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے پاس نہیں۔

رسول اللہ ﷺ سے جب قیامت کے وقوع کی بابت پوچھا جاتا تو آپ ﷺ اس کی نشانیاں بیان فرماتے، جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ قیامت کس سال، کس مہینہ اور مہینے کے کس دن قائم ہوگی، البتہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ قیامت جمعہ کے دن قائم ہوگی، چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا: [خير يوم طلعت عليه الشمس يوم الجمعة، فيه خلق آدم، وفيه ادخل الجنة، وفيه اخرج منها، ولا تقوم الساعة الا في يوم الجمعة] (صحیح مسلم: ۸۵۴)

یعنی: دنیا کا سب سے بہترین دن جمعہ کا دن ہے؛ کیونکہ اس دن آدم علیہ السلام کو خلق کیا گیا، اسی دن انہیں جنت میں داخل کیا گیا، اور اسی دن نکالا گیا، اور قیامت بھی جمعہ کے دن قائم ہوگی۔

(۲) ''الساعة'' یعنی قیامت کے لفظ کا اطلاق اس موت پر ہوتا ہے جو صور میں پھونک کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

وقت زندہ لوگوں کو حاصل ہوگی، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

[لا تقوم الساعة الا على شرار الناس] (صحیح مسلم:۲۹۴۹)

یعنی: قیامت تو بدبخت ترین لوگوں پر قائم ہوگی۔

البتہ جو لوگ نفخ صور سے قبل موت کا شکار ہو چکے ہیں ان کی قیامت اسی وقت (یعنی ان کی موت کے وقت) ہی قائم ہو جاتی ہے اور وہ دار العمل سے دار الجزاء کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں۔

اسی طرح "الساعة" یعنی قیامت سے مراد بعث بعد الموت (مرنے کے بعد اٹھنا) بھی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے آل فرعون کے بارے میں فرمایا:

﴿ اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ اَدْخِلُوْا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ﴾ (غافر:۴۶)

ترجمہ: "آگ ہے جس کے سامنے یہ ہر صبح شام لائے جاتے ہیں اور جس دن قیامت قائم ہوگی (فرمان ہوگا کہ) فرعونیوں کو سخت ترین عذاب میں ڈالو"

نیز فرمایا: ﴿ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَاْتِيْنَا السَّاعَةُ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتَاْتِيَنَّكُمْ ﴾

ترجمہ: "کفار کہتے ہیں کہ ہم پر قیامت قائم ہونے کی نہیں، آپ (ﷺ) کہہ دیجئے! کہ مجھے میرے رب کی قسم جو عالم الغیب ہے کہ وہ یقیناً تم پر آئے گی" (سبا:۳)

کفار کا یہ کہنا کہ ہم پر قیامت قائم نہیں ہوگی، در حقیقت بعث بعد الموت کا انکار ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ وَذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴾ (التغابن:۷)

ترجمہ: ان کافروں کا خیال ہے کہ دوبارہ زندہ نہ کیے جائیں گے۔ آپ کہہ دیجئے کہ کیوں نہیں اللہ کی قسم! تم ضرور دوبارہ اٹھائے جاؤ گے پھر جو تم نے کیا ہے اس کی خبر دیے جاؤ گے اور اللہ پر یہ بالکل ہی آسان ہے"

(ثابت ہوا کہ "الساعة" کا اطلاق موت اور بعث بعد الموت دونوں پر ہوتا ہے۔)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

(۳) قیامت لامحالہ آنے والی ہے، اور اللہ رب العزت تمام مرے ہوؤں کو ان کی پہلی خلقت کے مطابق ضرور اٹھائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ إِنَّ السَّاعَةَ لَآتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيهَا وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُونَ ﴾ (غافر:۵۹)

ترجمہ: "قیامت بالیقین اور بلاشبہ آنے والی ہے، لیکن (یہ اور بات ہے کہ) بہت سے لوگ ایمان نہیں لاتے"

نیز فرمایا: ﴿ وَكَذَٰلِكَ أَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوا أَنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَأَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيهَا ﴾ (الکہف:۲۱)

ترجمہ: "ہم نے اس طرح لوگوں کو ان کے حال سے آگاہ کر دیا کہ وہ جان لیں کہ اللہ کا وعدہ بالکل سچا ہے اور قیامت میں کوئی شک وشبہ نہیں"

نیز فرمایا: ﴿ ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّهُ يُحْيِي الْمَوْتَىٰ وَأَنَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ . وَأَنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيهَا وَأَنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ مَن فِي الْقُبُورِ ﴾ (الحج:۶،۷)

ترجمہ: "یہ اس لئے کہ اللہ ہی حق ہے اور وہی مُردوں کو زندہ کرتا ہے اور وہ ہر ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔ اور یہ کہ قیامت قطعاً آنے والی ہے جس میں کوئی شک وشبہ نہیں اور یقیناً اللہ تعالیٰ قبروں والوں کو دوبارہ زندہ فرمائے گا"

یہ آیتِ کریمہ قبر میں دفن تمام مُردوں کے اٹھائے جانے پر نص ہے، قبر کا ذکر اس لئے کیا گیا کہ عام طور پر فوت شدہ کو قبر ہی میں دفن کیا جاتا ہے، جب کہ حقیقتِ حال یہ ہے کہ بعث یعنی اٹھنا ہر مردہ کیلئے ہے، خواہ وہ قبر میں دفن ہوا ہو یا نہ ہوا ہو۔[1]

[1] شارح حفظہ اللہ نے یہ بات اس لئے فرمائی کہ عام طور پر اس گڑھے کو کہ جس کو میت کو دفن کیا جاتا ہے قبر کہا جاتا ہے، جبکہ اصل یہ ہے کہ مرنے کے بعد انسان جہاں بھی ہو وہی اس کی قبر ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے علی الاطلاق ہر شخص کے بارے میں فرمایا: ﴿ ثُمَّ أَمَاتَهُ فَأَقْبَرَهُ ﴾ (عبس:۲۱) یعنی: پھر اللہ تعالیٰ انسان کو موت دیتا ہے اور قبر دیتا ہے۔ حالانکہ ہر شخص کو زمین میں کھودا گیا گڑھا نصیب نہیں ہوتا، کئی لوگ جل جاتے ہیں یا پانی میں ڈوب جاتے ہیں وغیرہ، تو مر کر جس جگہ بھی ہوں گے وہی جگہ ان کی قبر کہلائے گی۔ (واللہ اعلم) مترجم۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَا يَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ يَّمُوْتُ بَلٰى وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴾ (النحل:۳۸)

ترجمہ: ''وہ لوگ بڑی سخت قسمیں کھا کھا کر کہتے ہیں کہ مردوں کو اللہ تعالیٰ زندہ نہ کرے گا۔ کیوں نہیں ضرور زندہ کرے گا یہ تو اس کا برحق لازمی وعدہ ہے، لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں''

مؤلف رحمہ اللہ کی عبارت ''کہ اللہ تعالیٰ تمام مُردوں کو اٹھائے گا'' میں عموم ہے، یعنی یہ ہر مُردہ کو شامل ہے خواہ وہ قبر میں دفن ہوا ہو یا نہ ہوا ہو، اور شاید اسی عموم اور شمول کی وجہ سے مؤلف رحمہ اللہ نے یہ تعبیر اختیار فرمائی ہو۔

(۴) اللہ تعالیٰ نے قرآنِ حکیم میں بہت سے مقامات پر قیامت کے روز تمام بندوں کے اٹھائے جانے کا ذکر فرمایا ہے، اور اللہ تعالیٰ نے عام طور پر اس کے اثبات وتقریر کیلئے تین چیزیں بطور دلیل ذکر فرمائی ہیں:

اولاً: اللہ تعالیٰ نے بطور استدلال یہ ذکر فرمایا کہ ان انسانوں کو ہم ہی نے پہلی بار پیدا فرمایا (یعنی انہیں عدم سے حیاتِ دنیوی کی طرف منتقل کیا) چنانچہ فرمایا:

﴿ اَوَلَمْ يَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ. وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ. قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمٌ ﴾ (یٰس:۷۷تا۷۹)

ترجمہ: ''کیا انسان کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ ہم نے اسے نطفے سے پیدا کیا ہے؟ پھر یکایک صریح جھگڑالو بن بیٹھا۔ اور اس نے ہمارے لئے مثال بیان کی اور اپنی (اصل) پیدائش کو بھول گیا، کہنے لگا ان گلی سڑی ہڈیوں کو کون زندہ کرسکتا ہے؟ آپ جواب دیجئے! کہ انہیں وہ زندہ کرے گا جس نے انہیں اول مرتبہ پیدا کیا ہے، جو سب طرح کی پیدائش کا بخوبی جاننے والا ہے''

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

نیز فرمایا: ﴿ وَهُوَ الَّذِي يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ وَلَهُ الْمَثَلُ الْأَعْلَى فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴾ (روم:۲۷)

ترجمہ: ''وہی جو اول بار مخلوق کو پیدا کرتا ہے پھر سے دوبارہ پیدا کرے گا اور یہ تو اس پر آسان ہے۔ اسی کی بہترین اور اعلیٰ صفت ہے، آسمانوں میں اور زمین میں بھی اور وہی غلبے والا حکمت والا ہے''

نیز فرمایا: ﴿ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِنَ الْبَعْثِ فَإِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُضْغَةٍ مُخَلَّقَةٍ وَغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ ﴾ (الحج:۵)

ترجمہ: ''لوگو! اگر تمہیں مرنے کے بعد جی اٹھنے میں شک ہے تو سوچو ہم نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا پھر نطفہ سے پھر خون بستہ سے پھر گوشت کے لوتھڑے سے جو صورت دیا گیا تھا اور بے نقشہ تھا''

نیز فرمایا: ﴿ يَوْمَ نَطْوِي السَّمَاءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ وَعْدًا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ ﴾ (الانبیاء:۱۰۴)

ترجمہ: ''جس دن ہم آسمان کو یوں لپیٹ لیں گے جیسے طومار میں اوراق لپیٹ دیے جاتے ہیں، جیسے کہ ہم نے اول دفعہ پیدائش کی تھی اسی طرح دوبارہ کریں گے۔ یہ ہمارے ذمے وعدہ ہے اور ہم اسے ضرور کر کے (ہی) رہیں گے''

نیز فرمایا: ﴿ أَفَعَيِينَا بِالْخَلْقِ الْأَوَّلِ بَلْ هُمْ فِي لَبْسٍ مِنْ خَلْقٍ جَدِيدٍ ﴾ (ق:۱۵)

ترجمہ: ''کیا ہم پہلی بار کے پیدا کرنے سے تھک گئے؟ بلکہ یہ لوگ نئی پیدائش کی طرف سے شک میں ہیں''

نیز فرمایا: ﴿ أَيَحْسَبُ الْإِنْسَانُ أَنْ يُتْرَكَ سُدًى . أَلَمْ يَكُ نُطْفَةً مِنْ مَنِيٍّ يُمْنَى . ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوَّى . فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْأُنْثَى . أَلَيْسَ ذٰلِكَ

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

بِقٰدِرٍ عَلٰٓی اَنْ یُّحْیِیَ الْمَوْتٰی ﴾ (القیامۃ:۳۶تا۴۰)

ترجمہ: ''کیا انسان سمجھتا ہے کہ اسے بے کار چھوڑ دیا جائے گا۔ کیا وہ ایک گاڑھے پانی کا قطرہ نہ تھا جو ٹپکایا گیا تھا؟۔ پھر وہ لہو کا لوتھڑا ہو گیا پھر اللہ نے اسے پیدا کیا اور درست بنایا۔ پھر اس سے جوڑے یعنی نر و مادہ بنائے۔ کیا (اللہ تعالیٰ) اس (امر) پر قادر نہیں کہ مُردے کو زندہ کر دے۔''

ثانیاً: اللہ تعالیٰ نے بعث بعد الموت کیلئے مردہ اور بنجر زمین کو زندہ اور شاداب کر دینے سے استدلال فرمایا چنانچہ ارشادِ گرامی ہے:

﴿ وَتَرَى الْأَرْضَ هَامِدَةً فَإِذَا أَنزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَأَنبَتَتْ مِن كُلِّ زَوْجٍ بَهِيجٍ . ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّهُ يُحْيِي الْمَوْتَىٰ وَأَنَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ . وَأَنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيهَا وَأَنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ مَن فِي الْقُبُورِ ﴾ (الحج:۵تا۷)

ترجمہ: ''تو دیکھتا ہے کہ زمین (بنجر اور) خشک ہے پھر جب ہم اس پر بارشیں برساتے ہیں تو وہ ابھرتی ہے اور پھولتی ہے اور ہر قسم کی رونق دار نباتات اگاتی ہے۔ یہ اس لئے کہ اللہ ہی حق ہے اور وہی مُردوں کو جِلاتا ہے اور وہ ہر ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔ اور یہ کہ قیامت قطعاً آنے والی ہے جس میں کوئی شک وشبہ نہیں اور یقیناً اللہ تعالیٰ قبروں والوں کو دوبارہ زندہ فرمائے گا''

نیز فرمایا: ﴿ وَمِنْ آيَاتِهِ أَنَّكَ تَرَى الْأَرْضَ خَاشِعَةً فَإِذَا أَنزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ إِنَّ الَّذِي أَحْيَاهَا لَمُحْيِي الْمَوْتَىٰ إِنَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴾

ترجمہ: ''اس (اللہ تعالیٰ) کی نشانیوں میں سے (یہ بھی) ہے کہ تو زمین کو دبی دبائی دیکھتا ہے پھر جب ہم اس پر مینہ برساتے ہیں تو وہ تر و تازہ ہو کر ابھرنے لگتی ہے۔ جس نے اسے زندہ کیا وہ یقینی طور پر مُردوں کو بھی زندہ کرنے والا ہے، بے شک وہ ہر (ہر) چیز پر قادر ہے'' (فصلت:۳۹)

نیز فرمایا: ﴿ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَكَذَٰلِكَ تُخْرَجُونَ ﴾ (الروم:۱۹)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ترجمہ "(وہی) زندہ کو مردہ سے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے۔ اور وہی زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کرتا ہے۔ اسی طرح تم (بھی) نکالے جاؤ گے"

نیز فرمایا: ﴿ وَالَّذِي نَزَّلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً بِقَدَرٍ فَأَنشَرْنَا بِهِ بَلْدَةً مَّيْتًا كَذَٰلِكَ تُخْرَجُونَ ﴾ (زخرف:۱۱)

ترجمہ "اسی نے آسمان سے ایک اندازے کے مطابق پانی نازل فرمایا، پس ہم نے اس سے مردہ شہر کو زندہ کر دیا۔ اسی طرح تم نکالے جاؤ گے"

نیز فرمایا: ﴿ وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً مُّبَارَكًا فَأَنبَتْنَا بِهِ جَنَّاتٍ وَحَبَّ الْحَصِيدِ. وَالنَّخْلَ بَاسِقَاتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيدٌ رِّزْقًا لِّلْعِبَادِ وَأَحْيَيْنَا بِهِ بَلْدَةً مَّيْتًا كَذَٰلِكَ الْخُرُوجُ ﴾ (ق:۹،۱۱)

ترجمہ "اور ہم نے آسمان سے بابرکت پانی برسایا اور اس سے باغات اور کٹنے والے کھیت کے غلے پیدا کیے۔ اور کھجوروں کے بلند و بالا درخت جن کے خوشے تہ بہ تہ ہیں۔ بندوں کی روزی کیلئے ہم نے پانی سے مردہ شہر کو زندہ کر دیا۔ اسی طرح (قبروں سے) نکلنا ہے"

نیز فرمایا: ﴿ وَهُوَ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيَاحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ حَتَّىٰ إِذَا أَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنَاهُ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ فَأَنزَلْنَا بِهِ الْمَاءَ فَأَخْرَجْنَا بِهِ مِن كُلِّ الثَّمَرَاتِ كَذَٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتَىٰ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴾ (الاعراف:۵۷)

ترجمہ "اور وہ ایسا ہے کہ اپنی باران رحمت سے پہلے ہواؤں کو بھیجتا ہے کہ وہ خوش کر دیتی ہیں، یہاں تک کہ جب وہ ہوائیں بھاری بادلوں کو اٹھا لیتی ہیں، تو ہم اس بادل کو کسی خشک سرزمین کی طرف ہانک لے جاتے ہیں، پھر اس بادل سے پانی برساتے ہیں پھر اس پانی سے ہر قسم کے پھل نکالتے ہیں۔ یونہی ہم مُردوں کو نکال کھڑا کریں گے تاکہ تم سمجھو"

نیز فرمایا: ﴿ وَهُوَ الَّذِي أَرْسَلَ الرِّيَاحَ فَتُثِيرُ سَحَابًا فَسُقْنَاهُ إِلَىٰ بَلَدٍ مَّيِّتٍ فَأَحْيَيْنَا بِهِ

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا كَذٰلِكَ النُّشُوْرُ ﴾ (الفاطر:٩)

ترجمہ "اور اللہ ہی ہوائیں چلاتا ہے جو بادلوں کو اٹھاتی ہیں پھر ہم بادلوں کو خشک زمین کی طرف لے جاتے ہیں اور اس سے اس زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کر دیتے ہیں۔ اسی طرح دوبارہ جی اٹھنا (بھی) ہے"

ثالثاً: اللہ تعالیٰ نے بطور استدلال یہ ذکر فرمایا کہ ہم آسمانوں اور زمینوں کے خالق ہیں جو خلق انسان سے کہیں بڑی نشانی ہے، چنانچہ فرمایا۔

﴿ لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴾ (المؤمن:٥٧)

ترجمہ "آسمان وزمین کی پیدائش یقیناً انسان کی پیدائش سے بہت بڑا کام ہے، لیکن (یہ الگ بات ہے کہ) اکثر لوگ بے علم ہیں"

نیز فرمایا: ﴿ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى بَلٰى اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴾ (الاحقاف:٣٣)

ترجمہ "کیا وہ نہیں دیکھتے کہ جس اللہ نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا ہے اور ان کے پیدا کرنے سے وہ نہ تھکا، وہ یقیناً مردوں کو زندہ کرنے پر قادر ہے؟ کیوں نہ ہو؟ وہ یقیناً ہر چیز پر قادر ہے"۔

نیز فرمایا: ﴿ اَوَلَيْسَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ بَلٰى وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ﴾ (یٰس:٨١)

ترجمہ "جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے کیا وہ ان جیسوں کے پیدا کرنے پر قادر نہیں، بے شک قادر ہے۔ اور وہی تو پیدا کرنے والا دانا (بینا) ہے"

نیز فرمایا: ﴿ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ قَادِرٌ عَلٰى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ وَجَعَلَ لَهُمْ اَجَلًا لَّا رَيْبَ فِيْهِ فَاَبَى الظّٰلِمُوْنَ اِلَّا كُفُوْرًا ﴾ (بنی اسرائیل:٩٩)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ترجمہ "کیا انہوں نے اس بات پر نظر نہیں کی کہ جس نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا ہے وہ ان جیسوں کی پیدائش پر پورا قادر ہے، اسی نے ان کیلئے ایک ایسا وقت مقرر کر رکھا ہے جو شک شبہ سے یکسر خالی ہے، لیکن ظالم لوگ انکار کیے بغیر رہتے ہی نہیں"

نیز فرمایا: ﴿ ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ بَنٰهَا ﴾ (نازعات:۲۷)

ترجمہ "کیا تمہارا پیدا کرنا زیادہ دشوار ہے یا آسمان کا؟ اللہ تعالیٰ نے اسے بنایا"

(۵) قیامت کے دن بندوں کا اٹھایا جانا ان کے دنیوی جسموں کے ساتھ ہوگا، تا کہ وہ جسم اپنی اپنی روحوں کے ساتھ مل جائیں، اور پھر ثواب یا عذاب دونوں میں سے جس کے مستحق ہوں اسے پالیں۔ یہ جسم نئے نہیں ہونگے کہ جو دنیا میں پہلے موجود نہیں تھے۔

کفار کی وجہ انکار بھی تو یہی امر تھا کہ انہوں نے دنیوی اجسام کے اعادہ کو ناممکن ومحال سمجھا، اور پھر انکار کر دیا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ بَلْ عَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ فَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا شَيْءٌ عَجِيْبٌ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ذٰلِكَ رَجْعٌۢ بَعِيْدٌ قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ مِنْهُمْ وَعِنْدَنَا كِتٰبٌ حَفِيْظٌ ﴾ (ق:۲تا۴)

ترجمہ: "بلکہ انہیں تعجب معلوم ہوا کہ ان کے پاس انہی میں سے ایک آگاہ کرنے والا آیا تو کافروں نے کہا کہ یہ ایک عجیب چیز ہے۔ کیا جب ہم مر کر مٹی ہو جائیں گے۔ پھر یہ واپسی دور (از عقل) ہے۔ زمین جو کچھ ان میں سے گھٹاتی ہے وہ ہمیں معلوم ہے اور ہمارے پاس سب یاد رکھنے والی کتاب ہے"

یہاں اللہ تعالیٰ نے بڑی وضاحت سے یہ نکتہ سمجھا دیا کہ وہ ان کے جسموں کے ذرات میں سے ہر اس ذرہ کو جانتا ہے جسے زمین کھا جاتی ہے۔ لہذا وہ بعث کے وقت ان ذرات کو ان کے جسموں میں لوٹا کر اس مکمل جسم کے ساتھ اٹھائے گا جو دنیا میں اسے حاصل تھا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اللہ تعالیٰ نے ایک اور مقام پر فرمایا:

﴿ وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتَىٰ قَالَ أَوَلَمْ تُؤْمِن قَالَ بَلَىٰ وَلَٰكِن لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِي قَالَ فَخُذْ أَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ إِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلَىٰ كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَأْتِينَكَ سَعْيًا وَاعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴾

ترجمہ: ''اور جب ابراہیم (علیہ السلام) نے کہا اے میرے پروردگار! مجھے دکھا تو مُردوں کو کس طرح زندہ کرے گا؟ جناب باری تعالیٰ نے فرمایا، کیا تمہیں ایمان نہیں؟ جواب دیا ایمان تو ہے لیکن میرے دل کی تسکین ہو جائے گی، فرمایا چار پرندے لو، ان کے ٹکڑے کر ڈالو، پھر ہر پہاڑ پہ ان کا ایک ایک ٹکڑا رکھ دو پھر انہیں پکارو، تمہارے پاس دوڑتے ہوئے آ جائیں گے اور جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ غالب ہے حکمتوں والا'' (البقرۃ:۲۶۰)

اس آیت کی تفسیر میں حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے علماء سلف کی ایک جماعت کے حوالے سے فرمایا ہے: کہ ابراہیم علیہ السلام نے چاروں پرندوں کے گوشت کا قیمہ کر کے اُسے آپس میں خلط ملط کر دیا، پھر ہر پہاڑ کی چوٹی پر اس کا کچھ حصہ رکھ دیا، پھر ان پرندوں کو آواز دی، چنانچہ ہر پرندے کے اجزاء فوراً جمع ہو گئے اور ہر پرندہ اپنے پہلے جسم پر مکمل طور پہ لوٹ آیا، اور بھاگتا ہوا ابراہیم علیہ السلام کے پاس آ گیا۔

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَيَوْمَ يُحْشَرُ أَعْدَاءُ اللَّهِ إِلَى النَّارِ فَهُمْ يُوزَعُونَ . حَتَّىٰ إِذَا مَا جَاءُوهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَأَبْصَارُهُمْ وَجُلُودُهُم بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ . وَقَالُوا لِجُلُودِهِمْ لِمَ شَهِدتُّمْ عَلَيْنَا قَالُوا أَنطَقَنَا اللَّهُ الَّذِي أَنطَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَهُوَ خَلَقَكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ . وَمَا كُنتُمْ تَسْتَتِرُونَ أَن يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا أَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُودُكُمْ وَلَٰكِن ظَنَنتُمْ أَنَّ اللَّهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيرًا مِّمَّا تَعْمَلُونَ . وَذَٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِي

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ظَنَنْتُم بِرَبِّكُمْ أَرْدَاكُمْ فَأَصْبَحْتُم مِّنَ الْخَاسِرِينَ ﴾ (حم السجدة:١٩تا٢٣)

ترجمہ "اور جس دن اللہ کے دشمن دوزخ کی طرف لائے جائیں گے اور ان (سب) کو جمع کر دیا جائے گا۔ یہاں تک کہ جب بالکل جہنم کے پاس آجائیں گے ان پر ان کے کان اور ان کی آنکھیں اور ان کی کھالیں ان کے اعمال کی گواہی دیں گی۔ یہ اپنی کھالوں سے کہیں گے کہ تم نے ہمارے خلاف شہادت کیوں دی، وہ جواب دیں گی کہ ہمیں اس اللہ نے قوت گویائی عطا فرمائی جس نے ہر چیز کو بولنے کی طاقت بخشی ہے، اسی نے تمہیں اول مرتبہ پیدا کیا اور اسی کی طرف تم سب لوٹائے جاؤ گے۔ اور تم (اپنی بداعمالیاں) اس وجہ سے پوشیدہ رکھتے ہی نہ تھے کہ تم پر تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں اور تمہاری کھالیں گواہی دیں گی، ہاں تم یہ سمجھتے رہے کہ تم جو کچھ بھی کر رہے ہو اس میں سے بہت سے اعمال سے اللہ بے خبر ہے۔ تمہاری اسی بدگمانی نے جو تم نے اپنے رب سے کر رکھی تھی تمہیں ہلاک کر دیا اور بالآخر تم زیاں کاروں میں ہو گئے"

یہ آیات مبارکہ بھی اس بات کی دلیل ہیں کہ قیامت کے دن دنیا کے جسموں کو ہی لوٹایا جائے گا تب ہی تو ان کے کان، آنکھیں اور چمڑے ان کی نافرمانیوں کی گواہی دینگے۔

انہی آیات کے مثل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿ الْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلَىٰ أَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَا أَيْدِيهِمْ وَتَشْهَدُ أَرْجُلُهُم بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴾ (یس:٦٥)

ترجمہ: "ہم آج کے دن ان کے منہ پر مہریں لگا دیں گے اور ان کے ہاتھ ہم سے باتیں کریں گے اور ان کے پاؤں گواہیاں دینگے ان کاموں کی جو وہ کرتے تھے"

نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ أَلْسِنَتُهُمْ وَأَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُم بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴾ (النور:٢٤)

ترجمہ: "جب کہ ان کے مقابلے میں ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ پاؤں ان کے اعمال کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

گواہی دینگے‘‘

اس حقیقت کے اثبات پر رسول اللہ ﷺ کی سنت سے بھی دلیل موجود ہے، چنانچہ اس شخص کا قصہ قابل غور ہے جس نے اپنے بیٹوں کو وصیت کی کہ جب وہ مر جائے تو اس کے جسم کو جلادیں، اور کچھ راکھ خشکی کی ہواؤں میں منتشر کردیں اور کچھ راکھ کو سمندر میں بہادیں۔ بیٹوں نے اس وصیت کو نافذ کردیا۔ اللہ تعالیٰ نے سمندر کو حکم دیا کہ اس کے جسم کی راکھ کا ایک ایک ذرہ باہر نکال دے اور خشکی کو بھی حکم دیا کہ اس کی راکھ کا ایک ایک ذرہ باہر نکال دے پھر اللہ تعالیٰ نے اس کا جسم جیسا تھا ویسا بنادیا..... ......(الحدیث)

(صحیح بخاری:۷۵۰۶، صحیح مسلم:۲۷۵۶، بروایت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

صغیرہ اور کبیرہ گناہ

وسائل بخشش

۱۰۶۔ قوله: وان الله سبحانه وتعالى ضاعف لعباده المؤمنين الحسنات. وصفح لهم بالتوبة عن كبائر السيئات، وغفر لهم الصغائر باجتناب الكبائر، وجعل من لم يتب من الكبائر صائرا إلى مشيئته ﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ﴾

ترجمہ: اور بے شک اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے مومن اور موحد بندوں کی نیکیوں کو خوب بڑھادیتا ہے، اوران کی توبہ کے سبب ان کے بڑے بڑے گناہوں کو معاف فرمادیتا ہے، اور بڑے گناہوں سے اجتناب کی برکت سے ان کے چھوٹے گناہوں سے درگزر فرمادیتا ہے، اور اگر کوئی موحد بندہ اپنے کبیرہ گناہوں سے توبہ نہ کرپایا ہو تو اس کا معاملہ اپنی مشیت کے تحت فرمالیتا ہے۔ ﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ﴾

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ شرک کو معاف نہیں فرماتا اور شرک کے علاوہ جس گناہ کو چاہے معاف فرمادے“ (النساء: ۴۸)

شرح

(یہاں چند امور غور طلب ہیں)

(۱) اللہ رب العزت اپنے بندوں کی نیکیوں کا اجر وثواب خوب بڑھا کر عطا فرماتا ہے اور یہ اس کا عین فضل ہے۔ جبکہ گناہ کی جزاء، اس کے برابر (یعنی ایک ہی) عطا فرماتا ہے، اور یہ اس کا عین عدل ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ۚ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰۤى اِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴾ (الانعام:۱۶۰)

ترجمہ: "جو شخص نیک کام کرے گا اس کو اس کے دس گنا ملیں گے اور جو شخص بُرا کام کرے گا اس کو اس کے برابر ہی سزا ملے گی اور ان لوگوں پر ظلم نہ ہوگا"

نیز فرمایا: ﴿ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَّوْمَئِذٍ اٰمِنُوْنَ. وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوْهُهُمْ فِى النَّارِ ؕ هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴾

ترجمہ: "جو شخص نیک عمل لائے گا اسے اس سے بہتر بدلہ ملے گا اور وہ اس دن کی گھبراہٹ سے بے خوف ہوں گے۔ اور جو بُرائی لے کر آئیں گے وہ اوندھے منہ آگ میں جھونک دیے جائیں گے۔ صرف وہی بدلہ دیے جاؤ گے جو تم کرتے رہے" (النمل:۸۹،۹۰)

نیز فرمایا: ﴿ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى الَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴾ (القصص:۸۴)

ترجمہ: "جو شخص نیکی لائے گا اسے اس سے بہتر ملے گا اور جو کوئی بُرائی لے کر آئے گا تو ایسے بد اعمالی کرنے والوں کو ان کے انہی اعمال کا بدلہ دیا جائے گا جو وہ کرتے تھے"

نیز فرمایا: ﴿ مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِىْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴾

ترجمہ: "جو لوگ اپنا مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کی مثال اس دانے جیسی ہے جس میں سے سات بالیاں نکلیں اور ہر بالی میں سو دانے ہوں، اور اللہ تعالیٰ جسے چاہے بڑھا چڑھا کر دے اور اللہ تعالیٰ کشادگی والا اور علم والا ہے" (البقرۃ:۲۶۱)

نیز فرمایا: ﴿ مَنْ ذَا الَّذِىْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗۤ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً ﴾

ترجمہ: "ایسا بھی کوئی ہے جو اللہ تعالیٰ کو اچھا قرض دے پس اللہ تعالیٰ اسے بہت بڑھا چڑھا کر

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

عطا فرمائے" (البقرۃ:۲۴۵)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

[كل عمل ابن آدم يضاعف، الحسنة بعشر امثالها إلى سبع مائة ضعف، قال الله عزوجل: الا الصوم فإنه لي وانا اجزي به ..... الحديث]

ترجمہ:[ابن آدم کے ہر عمل کے اجر وثواب کو خوب بڑھا دیا جاتا ہے، چنانچہ ایک نیکی دس گنا سے سات سو گنا تک بڑھ جاتی ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: روزہ کے علاوہ، کہ وہ تو میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔(اس حدیث کو امام مسلم نے اپنی صحیح (۱۱۵۱) میں بروایت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ نقل فرمایا ہے)

صحیح بخاری (۶۴۹۱) اور صحیح مسلم (۱۳۱) میں ہے:

عن ابن عباس رضي الله عنهما، عن النبي ﷺ فيما يرويه عن ربه عزوجل قال: [ان الله كتب الحسنات والسيئات، ثم بين ذلك، فمن هم بحسنة فلم يعملها كتبها الله له عنده حسنة كاملة، فإن هو هم بها فعملها كتبها الله له عنده عشر حسنات إلى سبعمائة ضعف إلى أضعاف كثيرة، ومن هم بسيئة فلم يعملها كتبها الله له عنده حسنة كاملة، فإن هو هم بها فعملها كتبها الله له سيئة واحدة]

ترجمہ: عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنھما نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، جو نبی ﷺ اپنے رب سے روایت فرماتے ہیں: فرمایا:[بے شک اللہ تعالیٰ نے نیکیوں اور گناہوں کو لکھنے کا ایک نظام بیان فرمایا ہے، جس شخص نے کسی نیکی کا ارادہ کیا لیکن وہ نیکی نہ کرسکا، تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے اپنے پاس ایک مکمل نیکی کا ثواب لکھ لیتا ہے، اور اگر وہ کسی نیکی کا ارادہ کرلے پھر وہ نیک عمل انجام دے دے، تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے اپنے پاس دس گنا سے لیکر سات سو گنا تک، بلکہ اس سے بھی زیادہ کئی

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

گنا تک بڑھا کر لکھ لیتا ہے۔ اور جو بندہ کسی بُرائی کا ارادہ کرلے، لیکن وہ بُرائی نہ کرسکا تو اللہ تعالی اس کیلئے اپنے پاس ایک مکمل نیکی لکھ لیتا ہے، اور اگر برائی کا ارادہ کرکے اسے اپنا بھی لیا تو اللہ تعالی صرف ایک ہی بُرائی لکھتا ہے]

اور یہ بھی اللہ تعالی کا فضل واحسان ہے، کہ جو بندہ باقاعدگی سے نیک اعمال اختیار کیے رہتا ہے، پھر کسی مرض یا سفر کی وجہ سے وہ عمل چھوٹ جاتا ہے تو اللہ تعالی اس کے مرض اور سفر کی حالت میں (عمل چھوٹ جانے کے باوجود) اسے اتنا ہی اجر وثواب عطا فرمادیتا ہے جتنا بحالتِ صحت واقامت، اس عمل کی انجام دہی پر عطا فرمایا کرتا تھا۔

چنانچہ صحیح بخاری (۲۹۹۶) میں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

[اذا مرض العبد او سافر كتب له مثل ما كان يعمل مقيما صحيحا]

یعنی: [جب بندہ بیمار پڑ جائے یا کسی سفر پر روانہ ہوجائے تو اس کیلئے (معمول کے عمل میں ناغہ کے باوجود) وہ مکمل ثواب لکھ دیا جاتا ہے جو مقیم یا صحت مند ہونے کی حالت میں ملا کرتا تھا]

(۲) صغیرہ اور کبیرہ گناہوں میں فرق:

کبیرہ گناہ وہ ہیں جن کے ارتکاب پر شرعی حد کی تعزیر ہو، یا لعنت، یا غضب، یا جہنم، یا عدمِ قبولیتِ عمل کی وعید ہو۔ جبکہ صغیرہ گناہ وہ ہیں جو اس تعزیر یا وعید سے خالی ہوں۔

کبیرہ گناہ توبہ سے معاف ہوتے ہیں، جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿ قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴾ (الزمر:۵۳)

ترجمہ: "(میری جانب سے) کہہ دو کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے تم اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہوجاؤ، بالیقین اللہ تعالی سارے گناہوں کو بخش دیتا ہے، واقعی وہ بڑی بخشش بڑی رحمت والا ہے"

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

نیز فرمایا: ﴿ وَالَّذِيْنَ إِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوْا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَمَنْ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴾

ترجمہ: ''جب ان سے کوئی ناشائستہ کام ہو جائے یا کوئی گناہ کر بیٹھیں تو فوراً اللہ کا ذکر اور اپنے گناہوں کیلئے استغفار کرتے ہیں، فی الواقع اللہ تعالیٰ کے سوا اور کون گناہوں کو بخش سکتا ہے؟ اور وہ لوگ باوجود علم کے کسی بُرے کام پر اڑ نہیں جاتے'' (آل عمران:۱۳۵)

نیز فرمایا: ﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا تُوْبُوْا إِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا عَسٰى رَبُّكُمْ أَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ ﴾ (التحریم:۸)

ترجمہ: ''اے ایمان والو! تم اللہ کے سامنے سچی خالص توبہ کرو۔ قریب ہے کہ تمہارا رب تمہارے گناہ دور کر دے اور تمہیں ایسی جنتوں میں داخل کرے جن کے نیچے نہریں جاری ہیں''

سچی اور خالص توبہ کی تین شرائط ہیں:

الف : جس گناہ سے توبہ مقصود ہو اسے مکمل طور پر چھوڑ دے اور مکمل کنارہ کشی اختیار کرلے۔

ب : اس گناہ پر شرمندہ اور نادم ہو۔

ج : اس گناہ کو آئندہ کبھی نہ کرنے کا پختہ عزم کرلے۔

اور اگر اس گناہ کا تعلق حقوق العباد سے ہو تو ایک چوتھی شرط عائد ہو جاتی ہے اور وہ یہ کہ ان حقوق کے تعلق سے اپنا دامن صاف کرالے۔ جس کی صورت یہ ہے کہ اگر کسی کی مال کے تعلق سے حق تلفی کی ہے تو وہ مال اسے لوٹا دے، اور اگر غیبت یا بہتان طرازی کے ذریعہ کسی بھائی کو درپے آزار کیا ہے تو اس سے معافی طلب کرلے، وغیرہ۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿ وَتُوْبُوْا إِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴾

ترجمہ: ''اے مسلمانو! تم سب کے سب اللہ کی جناب میں توبہ کرو تاکہ تم نجات پاؤ'' (النور:۳۱)

نیز فرمایا ہے: ﴿ قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا إِنْ يَّنْتَهُوْا يُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ ﴾ (الانفال:۳۸)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ترجمہ: ”آپ ان کافروں سے کہہ دیجئے! اگر یہ لوگ باز آ جائیں تو ان کے سارے گناہ جو پہلے ہو چکے ہیں سب معاف کردیے جائیں گے۔“

اس آیتِ کریمہ سے ثابت ہوا کہ کفر جو سب سے بڑا گناہ ہے، اسے بھی اللہ تعالیٰ توبہ کرلینے اور اسے یکسر چھوڑ دینے سے معاف فرما دیتا ہے، تو بقیہ تمام گناہ تو کفر سے کہیں چھوٹے ہیں، اگر ان سے بھی توبہ کرلی جائے تو وہ کہیں زیادہ بخشش کے لائق ہیں۔

وہ کبیرہ گناہ جس پر دنیا میں اقامتِ حد کی تعزیر لاگو ہوتی ہے، اگر اس کے مرتکب شخص پر وہ حد قائم کردی جائے تو وہ اس کا کفارہ بن جاتی ہے! کیونکہ اہل السنۃ والجماعۃ کے نزدیک حدود اس نقص کو پورا کردیتی ہیں جو گناہ کے ارتکاب سے واقع ہوجاتا ہے۔

اس کے علاوہ حدود کی اقامت میں مرتکب گناہ کے ساتھ ساتھ، دوسرے لوگوں کیلئے بھی زجر وتوبیخ اور تنبیہ کا پہلو ہوتا ہے۔ عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد صحابہ کرام کی ایک جماعت بیٹھی ہوئی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[مجھ سے بیعت کرو کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کبھی شرک نہ کروگے، نہ چوری کروگے، نہ زنا کروگے، نہ اپنے بچوں کو قتل کروگے، نہ جانتے بوجھتے الزام تراشی اور بہتان طرازی کروگے، اور نہ ہی نیکی کے کاموں میں نافرمانی کروگے، جس نے ان تمام امور کے تعلق سے وفا کی اس کا اللہ تعالیٰ پر اجر ثابت ہوجائے گا اور جس نے ان میں سے کسی گناہ کا ارتکاب کرلیا اور اسے دنیا میں سزا دے دی گئی تو وہ سزا اس کیلئے کفارہ بن جائے گی، اور جس نے ان میں سے کسی گناہ کا ارتکاب کیا اور اللہ تعالیٰ نے اس گناہ پر پردہ ڈال دیا، تو وہ گناہ اللہ تعالیٰ کی مرضی ومشیت کے تحت ہے، چاہے تو معاف فرمادے، اور چاہے سزا دے دے۔] چنانچہ ہم نے ان تمام امور پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔ (اس حدیث کو امام بخاری نے اپنی صحیح (ص:۱۸) اور مسلم نے اپنی صحیح (۱۷۰۹) میں روایت فرمایا ہے)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

(۳) چھوٹے گناہ، اعمال صالحہ کی انجام دہی کی برکت سے معاف ہو جاتے ہیں، نیز یہ کہ اگر بندہ بڑے گناہوں سے اجتناب کرتا ہے تو بھی اس کے چھوٹے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ إِنْ تَجْتَنِبُوا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُدْخَلًا كَرِيمًا ﴾ (النساء:۳۱)

ترجمہ: ''اگر تم ان بڑے گناہوں سے بچتے رہو گے جن سے تم کو منع کیا جاتا ہے تو ہم تمہارے چھوٹے گناہ دور کر دیں گے اور عزت و بزرگی کی جگہ داخل کریں گے۔''

امام مسلم نے اپنی صحیح (۲۲۸) میں عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت فرمایا ہے، فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

[ما من امرئ مسلم تحضره صلاة مكتوبة فيحسن وضوءها وخشوعها وركوعها إلا كانت كفارة لما قبلها من الذنوب ما لم يؤت كبيرة، وذلك الدهر كله]

ترجمہ: [جس مسلمان آدمی پر فرض نماز کا وقت آجائے، اور وہ اچھے طریقے سے وضو کرے اور نماز کے خشوع اور رکوع و سجود کی مکمل حفاظت کرے تو وہ نماز اس کے پچھلے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے، بشرطیکہ اس نے کبیرہ گناہ کا ارتکاب نہ کیا ہو، اور یہ سلسلہ عمر بھر قائم رہتا ہے]

صحیح مسلم (۲۳۳) ہی میں ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

[الصلوات الخمس، والجمعة الى الجمعة، ورمضان الى رمضان، مكفرات ما بينهن اذا اجتنبت الكبائر]

[پانچوں نمازیں، اور ایک جمعہ دوسرے جمعہ تک، اور ایک رمضان دوسرے رمضان تک، بیچ کے گناہوں کا کفارہ ہیں، بشرطیکہ بڑے گناہوں سے اجتناب کر لیا جائے]

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

صغیرہ گناہوں کا معاملہ بوجہ اصرار انتہائی خوفناک اور ہیبتناک ہو جاتا ہے، جبکہ کبیرہ گناہ پر ندامت وپشیمانی اسے ماند کردیتی بلکہ مٹادیتی ہے۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے:

" لا صغیرة مع الاصرار ولا کبیرة مع الاستغفار "

یعنی" چھوٹا گناہ اگر بار بار کیا جائے تو وہ چھوٹا نہیں رہتا، اور بڑے گناہ سے اگر توبہ کرلی جائے تو وہ مٹ جاتا ہے"

(۴) بندۂ مسلم اگر کسی بڑے گناہ کا ارتکاب کرے اور توبہ کرنے سے قبل موت کا شکار ہوجائے تو (بوجہ حسن عقیدہ) اس کا معاملہ اللہ رب العزت کے سپرد ہے چاہے تو عذاب میں مبتلا کردے، اور چاہے معاف کردے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرَىٰ إِثْمًا عَظِيمًا ﴾ (النساء:۴۸)

ترجمہ:" بلاشبہ اللہ تعالیٰ شرک کو تو معاف نہیں فرماتا، اس کے علاوہ جسے چاہے معاف فرمادے اور جس نے شرک کیا اس نے بڑا جھوٹ باندھا"

نیز فرمایا: ﴿ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا ﴾

ترجمہ:" بلاشبہ اللہ تعالیٰ شرک کو تو معاف نہیں فرماتا، اس کے علاوہ جسے چاہے معاف فرمادے اور جس نے شرک کیا وہ پرلے درجہ کا گمراہ ہوگیا"

عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ کی مذکورہ حدیث میں یہ بیان ہوچکا: [...جس نے ان میں سے کسی کا ارتکاب کیا اور اللہ تعالیٰ نے اس گناہ پر پردہ ڈال دیا، تو وہ گناہ اللہ تعالیٰ کی مرضی ومشیئت کے ہے، چاہے تو معاف فرمادے، اور چاہے سزا دے دے۔]

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

نافرمان مسلمانوں کا انجام

۱۷۔ قولہ: ''ومن عاقبہ اللہ بنارہ أخرجہ منھا بایمانہ فأدخلہ بہ جنتہ ﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ﴾ ویخرج منھا بشفاعۃ النبی ﷺ من شفع لہ من اھل الکبائر من امتہ''

ترجمہ: ''اور جس (مسلمان) کو اللہ تعالیٰ جہنم کی آگ کی سزا دے گا اسے جہنم سے بوجہ اس کے ایمان، نکال دے گا، پھر ایمان کی برکت سے جنت میں داخل کر دے گا: ''پس جس نے ایک ذرہ کے بقدر نیکی کی وہ اسے ضرور دیکھے گا'' اللہ تعالیٰ جہنم سے نبی ﷺ کی شفاعت کی وجہ سے آپ ﷺ کی امت کے بہت سے اہل کبائر کو، جس جس کی آپ ﷺ شفاعت کریں گے، نکال دے گا۔''

شرح

جس شخص نے کسی گناہِ کبیرہ کا ارتکاب کیا ہو، پھر وہ سچی توبہ کر لے تو اللہ تعالیٰ اسے معاف فرما دے گا، لیکن جو شخص گناہِ کبیرہ کے ارتکاب کے بعد، توبہ کیے بغیر مر گیا تو اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے، چاہے تو معاف فرما دے اور چاہے جتلائے عذاب کر دے۔ جیسا کہ اللہ عزوجل کا فرمان ہے:

﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ شرک کو معاف نہیں فرماتا اور شرک کے علاوہ جس گناہ کو چاہے معاف فرما دے'' (النساء:۴۸)

جہنم میں داخل ہونے والے لوگ دو قسم کے ہوں گے:

(۱) ایک کفار، یہ جہنم میں ہمیشہ رہیں گے، ان کے باہر آنے کی کوئی سبیل نہیں ہوگی، جیسا کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اللہ عزوجل کا فرمان ہے:

۱ ﴿ إِنَّهُ مَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ ﴾ (المائدۃ:۷۲)

ترجمہ: ''یقین مانو کہ جو شخص اللہ کے ساتھ شریک کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت حرام کردی ہے، اس کا ٹھکانہ جہنم ہی ہے اور گنہگاروں کی مدد کرنے والا کوئی نہیں ہوگا''

نیز فرمایا: ﴿ إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ ﴾

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ شرک کو معاف نہیں فرماتا اور شرک کے علاوہ جس گناہ کو چاہے معاف فرمادے'' (النساء:۴۸)

(۲) دوسری قسم نافرمان مسلمانوں کی ہے، یہ لوگ جب جہنم میں داخل ہونگے تو اپنے جرم کے بقدر عذاب جھیلیں گے۔ پھر اپنے ایمان اور شفاعت کرنے والوں کی شفاعت کی برکت سے جہنم سے نکل آئیں گے۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

ترجمہ: [اللہ تعالیٰ اہل جنت کو جنت میں، اور اہل جہنم کو جہنم میں داخل فرمائے گا، پھر کہے گا دیکھو، جس شخص کے دل میں رائی کے دانے کے برابر ایمان ہو اسے جہنم سے نکال لو، چنانچہ ایسے جہنمیوں کو جبکہ وہ کوئلہ ہوچکے ہونگے، جہنم سے نکال لیا جائے گا۔ پھر وہ نہر الحیاۃ یا نہر الحیا میں ڈال دیئے جائیں گے، اس میں وہ اس طرح پروان چڑھیں گے جیسے دانہ نہر کے جاری پانی کے کنارے اُگتا اور نشوونما پاتا ہے تم دیکھتے نہیں وہ کس طرح زرد رنگ، بل کھائے نکلتا ہے۔]

(اس حدیث کو بخاری (۲۲) اور مسلم (۳۰۴) نے بروایت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نقل فرمایا ہے)

رسول اللہ ﷺ کی ایک اور حدیث ہے:

[لكل نبي دعوة مستجابة، فتعجل كل نبي دعوته، وإني اختبأت

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

شفاعة لامتي يوم القيامة ، فهي نائلة إن شاء الله من مات من أمتي لايشرك بالله شيئا]

ترجمہ: [ہر نبی کو ایک دعاءِ مستجاب عطا فرمائی گئی ہے، ہر نبی نے اپنی وہ دعاءِ مستجاب دنیا ہی میں طلب کرلی، میں نے اپنی وہ دعا قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کیلئے چھپار کھی ہے، میری شفاعت میری امت کے اس فرد کو حاصل ہوگی جو اس طرح مرا کہ اس نے اللہ تعالی کے ساتھ شرک نہ کیا] (اس حدیث کو امام بخاری نے اپنی صحیح (۶۳۰۴) اور امام مسلم نے اپنی صحیح (۳۳۸) میں بروایت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے)

نافرمانوں کے جہنم سے خروج کیلئے شفاعت کی احادیث درجۂ تواتر تک پہنچی ہیں۔

واضح ہو کہ شرعی نصوص میں بعض مسلمان نافرمانوں کیلئے ہمیشہ جہنم میں رہنا مذکور ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿ وَمَن يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا ﴾ (النساء:۹۳)

ترجمہ: "جو کوئی کسی مومن کو قصداً قتل کر ڈالے، اس کی سزا دوزخ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا، اس پر اللہ تعالی کا غضب ہے، اسے اللہ تعالی نے لعنت کی ہے اور اس کے لئے بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے"

اور جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث ہے:

ترجمہ: [جس شخص نے پہاڑ سے گر کر خودکشی کی وہ جہنم کی آگ میں ہمیشہ ہمیشہ رہے گا، اور یونہی اونچائی سے گرتا رہے گا، اور جس شخص نے زہر پی کر خودکشی کی، وہ جہنم کی آگ میں ہمیشہ ہمیشہ رہے گا اس کا زہر اس کے ہاتھ میں ہوگا جس کے وہ گھونٹ بھرتا رہے گا اور جس نے لوہے کے تیز دھار آلہ سے خودکشی کی، اس کے ہاتھ میں وہی تیز دھار آلہ تھما دیا جائے گا اور وہ جہنم کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

آگ میں ہمیشہ ہمیشہ رہے گا اور اس آلے کو اپنے پیٹ میں گھونپتا رہے گا]

(اس حدیث کو بخاری (۵۷۷۸) اور مسلم (۱۷۵) نے بروایت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ نقل فرمایا ہے)

واضح ہو کہ ان دونوں نصوص اور اس قسم کے دیگر نصوص میں (بعض نافرمانوں کیلئے) ذکر کردہ ہیشگی، نسبی ہیشگی کہلاتی ہے، جس سے مراد لمبا عرصہ جہنم میں رہنا ہے، اس سے مراد وہ خلود یا ہیشگی نہیں ہے جو کفار کے حق میں مذکور ہے۔ یعنی کفار جہنم میں اتنا عرصہ رہیں گے، جس کی کوئی نہایت نہیں ہوگی۔ (نافرمان مسلمانوں کیلئے جہنم کی ہیشگی اس لیے نہیں ہے کہ) شرک کے علاوہ ہر گناہ کی بخشش اللہ تعالیٰ کی مشیعت کے تحت ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ إِنَّ اللهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ﴾

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ شرک کو معاف نہیں فرماتا اور شرک کے علاوہ جس گناہ کو چاہے معاف فرمادے" (النساء:۴۸)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

جنت اور جہنم

١٨. قولہ: " وأن الله سبحانه قد خلق الجنة فأعدها دار خلود لأوليائه وأكرمهم فيها بالنظر إلى وجهه الكريم، وهي التي أهبط منها آدم نبيه وخليفته إلى أرضه بما سبق في سابق علمه، وخلق النار فأعدها دار خلود لمن كفر به وألحد في آياته وكتبه ورسله وجعلهم محجوبين عن رؤيته."

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ نے جنت کو پیدا فرما دیا ہے، اور اسے اپنے دوستوں کے رہنے کیلئے ہمیشہ کا گھر قرار دے دیا ہے، اس گھر میں اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کو اپنے بابرکت چہرے کے دیدار سے مشرف فرمائے گا۔ یہ جنت وہی گھر ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی اور خلیفہ آدم علیہ السلام کو اتار کر زمین پر بھیج دیا تھا، اللہ تعالیٰ کے علمِ سابق میں یہ بات موجود تھی۔ اللہ تعالیٰ جہنم کو بھی پیدا فرما چکا ہے، اور اسے کفر کرنے والوں اور اپنی آیتوں، کتابوں اور رسولوں میں الحاد پیدا کرنے والوں کا ہمیشہ کا ٹھکانہ قرار دے چکا ہے، ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ اپنے دیدار سے محروم رکھے گا۔"

شرح

(جنت اور جہنم کے سلسلے میں یہاں بہت سی باتیں بیان ہوئی ہیں:)

(۱) جنت اور جہنم دونوں پیدا کی جا چکی ہیں اور اس وقت بھی موجود ہیں۔ جنت اللہ تعالیٰ کے دوستوں کا گھر ہے جبکہ جہنم دشمنوں کا۔

چند آیات پیشِ خدمت ہیں جن میں یہ بات مذکور ہے کہ جنت اللہ تعالیٰ کے دوستوں کا گھر ہے:

﴿ وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُم بِإِحْسَانٍ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتَهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

أَبَدًا ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴾ (التوبۃ:۱۰۰)

ترجمہ:''اور جو مہاجرین اور انصار سابق اور مقدم ہیں اور جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اس سے راضی ہوئے اور اللہ نے ان کیلئے ایسے باغ مہیا کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں ہمیشہ رہیں گے یہ بڑی کامیابی ہے''

نیز فرمایا:﴿ وَسَارِعُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ ﴾ (آل عمران:۱۳۳)

ترجمہ:''اور اپنے رب کی بخشش کی طرف اور اس کی جنت کی طرف دوڑو جس کا عرض آسمانوں اور زمین کے برابر ہے، جو پرہیزگاروں کیلئے تیار کی گئی ہے''

نیز فرمایا:﴿ سَابِقُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أُعِدَّتْ لِلَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ ﴾ (الحدید:۲۱)

ترجمہ:''(آؤ) دوڑو اپنے رب کی مغفرت کی طرف اور اس جنت کی طرف جس کی وسعت آسمان وزمین کی وسعت کے برابر ہے یہ ان کیلئے بنائی گئی ہے جو اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں''

نیز چند آیات تحریر کی جاتی ہیں جن میں یہ صراحت ہے کہ جہنم اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کا ٹھکانہ ہے:

﴿ وَيُعَذِّبَ الْمُنَافِقِينَ وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْمُشْرِكِينَ وَالْمُشْرِكَاتِ الظَّانِّينَ بِاللَّهِ ظَنَّ السَّوْءِ عَلَيْهِمْ دَائِرَةُ السَّوْءِ وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا ﴾ (الفتح:۶)

ترجمہ:''اور تاکہ ان منافق مردوں اور منافق عورتوں اور مشرک مردوں اور مشرکہ عورتوں کو عذاب کرے جو اللہ تعالیٰ کے بارے میں بدگمانیاں رکھنے والے ہیں، (دراصل) انہیں پر برا

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

پھیرا ہے، اللہ تعالیٰ ان پر ناراض ہوا اور انہیں لعنت کی ان کیلئے دوزخ تیار کی اور وہ بہت بری لوٹنے کی جگہ ہے"

نیز فرمایا: ﴿ وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ أُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ﴾ (آل عمران:۱۳۱)

ترجمہ: "اور اس آگ سے ڈرو جو کافروں کیلئے تیار کی گئی ہے"

نیز فرمایا: ﴿ فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ أُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ﴾ (البقرۃ:۲۴)

ترجمہ: "اس آگ سے بچو جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں، جو کافروں کیلئے تیار کی گئی ہے"

احادیث سے بھی یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ جنت اور جہنم اس وقت موجود ہیں، چنانچہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی، سورج گرہن کی نماز والے قصہ میں یہ بات مذکور ہے:

[صحابہ کرام نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ نماز میں ہم نے آپ (ﷺ) کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے آگے بڑھ کر کوئی چیز اٹھائی ہے، پھر ہم نے آپ (ﷺ) کو پیچھے ہٹتے ہوئے بھی دیکھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے جنت دیکھی تھی، آگے بڑھ کر جنت کے پھلوں کا ایک خوشہ اٹھانا چاہا تھا، اگر میں وہ خوشہ اٹھا کر لے آتا تو جب تک دنیا قائم رہتی تم سب ملکر اسے کھاتے ہی رہتے۔ پھر مجھے جہنم دکھائی گئی، اس جیسا خوف ناک منظر میں نے آج تک نہیں دیکھا، اور میں نے دیکھا کہ جہنم میں خواتین کی تعداد زیادہ ہے....الحدیث] (اس حدیث کو امام بخاری نے اپنی صحیح (۱۰۵۲) اور امام مسلم نے اپنی صحیح (۹۰۷) میں روایت فرمایا ہے)

جنت اور جہنم کے اس وقت موجود ہونے کو تسلیم نہ کرنے والوں پر رد

بعض اہلِ بدعت مثلاً معتزلہ، جنت اور جہنم کے اس وقت موجود ہونے کو تسلیم نہیں کرتے، ان کا کہنا ہے کہ جنت اور جہنم کو قیامت سے قبل پیدا نہیں کیا جاسکتا؛ کیونکہ قیامت سے قبل ان کا پیدا کیا جانا عبث ہے، کیونکہ اس طرح یہ دونوں ایک طویل عرصہ اس طرح گزاریں گیں کہ جنت

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

سے انتفاع کرنے والا کوئی نہیں اور جہنم سے ضرر پانے والا کوئی نہیں؟

معتزلہ کا یہ قول باطل ہے، اور اس قول کے بطلان کی کئی وجوہ ہیں:

(۱) بے شمار آیات واحادیث ان کے قیامت سے قبل پیدا کیے جانے اور اس وقت بھی موجود ہونے پر دلالت کر رہی ہیں۔ (معتزلہ کا قول ان تمام نصوص کا انکار ہے)

(۲) (جنت کا وجود عبث نہیں ہے) بلکہ اس کے اس وقت موجود ہونے میں لوگوں کیلئے ترغیب وتشویق کا پہلو موجود ہے، اسی طرح جہنم کے موجود ہونے میں تحذیر وتخویف کا پہلو ہے۔

(۳) کتاب وسنت کے بہت سے نصوص میں وارد ہے کہ قیامت سے قبل بھی جنت کی نعمتوں سے انتفاع کی صورتیں موجود ہیں، اسی طرح قیامت سے قبل جہنم کے عذاب سے حصول ضرر کے مواقع بھی۔

قیامت سے قبل جہنم کا عذاب لاحق ہونے کی دلیل اللہ تعالیٰ کا آلِ فرعون کے بارہ میں یہ فرمان ہے:

﴿ اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ اَدْخِلُوْا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ﴾ (الغافر:۴۶)

ترجمہ: ''آگ ہے جس کے سامنے یہ ہر صبح شام لائے جاتے ہیں اور جس دن قیامت قائم ہوگی (فرمان ہوگا کہ) فرعونیوں کا سخت ترین عذاب میں ڈالو''

اس آیتِ کریمہ سے ثابت ہورہا ہے کہ آلِ فرعون کو ان کی قبروں میں جہنم کی آگ سے عذاب دیا جارہا ہے، پھر جب قیامت قائم ہوگی تو انہیں اس سے بھی سخت عذاب میں منتقل کر دیا جائے گا۔

جنت کی نعمتوں سے قبلِ قیامت حصولِ نفع کی دلیل وہ حدیث ہے جس میں شہداء کی روحوں کو سبز پرندوں کی شکل دینے کا ذکر ہے، ان کے ساتھ روشن قندیلیں ہونگی جو عرش کے ساتھ معلق ہونگی، وہ روحیں جنت میں جہاں چاہیں گی چرتی رہیں گی، پھر اپنی قندیلوں میں لوٹ آئیں گی۔ (صحیح مسلم (۱۸۸۷) بروایت عبد اللہ بن مسعود)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

مسند احمد (۱۵۷۷۸) میں امام احمد بن حنبل، امام شافعی سے وہ امام مالک سے وہ ابن شہاب زہری سے وہ عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک سے اور وہ اپنے باپ کعب بن مالک سے روایت کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ: [بے شک مؤمن کی روح بشکل پرندہ جنت کے درخت کے ساتھ معلق ہوتی ہے، جب قیامت قائم ہوگی تو اللہ تعالیٰ اس روح کو اس کے جسم کی طرف لوٹا دے گا]

یہ حدیث صحیح ہے، اس کی سند میں تین جلیل القدر امام ہیں، جن کا شماران ائمہ اربعہ میں ہوتا ہے جن کے مذاہب اہل السنۃ میں معروف ہیں۔ امام ابن کثیر اپنی تفسیر میں اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِندَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ ﴾ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

" مسند احمد میں ایک حدیث مروی ہے جس میں ہر مؤمن کیلئے ایک عظیم بشارت ہے، اور وہ یہ کہ ہر مؤمن کی روح جنت میں کھاتی پیتی، گھومتی پھرتی رہے گی، جنت کی رونقیں اور مسرتیں دیکھتی رہے گی، نیز اللہ تعالیٰ نے اہل جنت کیلئے جو عزت وکرامت تیار فرما رکھی ہے، اس کا مشاہدہ کرتی رہے گی۔ یہ حدیث ایک صحیح اور عظیم الشان سند کے ساتھ ثابت ہے، اس کی سند میں ائمہ مذاہب اربعہ میں سے تین جلیل القدر ائمہ مجتمع ہیں۔ (پھر حافظ ابن کثیر نے مکمل حدیث سنداً ومتناً بیان فرمائی)

جنت کی نعمتوں اور جہنم کے عذاب کے پہنچنے کی ایک دلیل، براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی ایک طویل حدیث ہے، جس میں رسول اللہ ﷺ نے ایک قبر کے پاس جو ایک صحابی کے دفن کیلئے تیار کی جارہی تھی، بیٹھ کر نصیحت فرمائی تھی، اس حدیث میں آپ ﷺ نے مؤمن کے بارہ میں فرمایا تھا:

(اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) اسے جنت کا بستر اور لباس مہیا کردو، اور اس کی قبر میں جنت کی طرف ایک دروازہ کھول دو (رسول اللہ ﷺ نے فرمایا) اسے جنت کی ہوائیں اور خوشبوئیں پہنچتی رہیں گی اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اس کی قبر کو تاحدِ نگاہ کشادہ کر دیا جائے گا۔

کافر کے بارہ میں فرمایا: اس کے نیچے آگ کا بستر بچھا دو، اور اس کی قبر میں ایک دروازہ بنا دو جو جہنم کی طرف کھلے تاکہ جہنم کی تپش اور گرم ہوائیں اس تک پہنچتی رہیں، اس کی قبر اس قدر تنگ کر دی جائے گی کہ اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں داخل ہو جائیں گی۔

(یہ حدیث حسن ہے، دیکھیے مسند احمد ۱۸۵۳۴)

عذابِ قبر اور اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنے کے حوالے سے بے شمار احادیث مروی ہیں۔ ان تمام ادلہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مؤمنین کو انکی قبروں میں نعمتوں سے نوازا جاتا ہے جبکہ کفار مبتلائے عذاب کیے جاتے ہیں۔ یہ نعمتیں اور یہ عذاب، روح اور جسم دونوں کو ہوتا ہے۔

(۲) جنت اور جہنم دونوں ہمیشہ قائم رہیں گی، ان پر کبھی فنا نہیں آئے گا، اہلِ جنت، جنت میں ہمیشہ ہمیشہ کیلئے نعمتوں سے نوازے جاتے رہیں گے، جبکہ کفار جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ کیلئے مبتلائے عذاب رہیں گے۔

جنت کا بقاء اور اہلِ جنت کا اس میں ہمیشہ رہنا قرآن حکیم کے مندرجہ ذیل دلائل سے ثابت ہوتا ہے: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَبَشِّرِ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ كُلَّمَا رُزِقُوا مِنْهَا مِن ثَمَرَةٍ رِّزْقًا قَالُوا هَٰذَا الَّذِي رُزِقْنَا مِن قَبْلُ وَأُتُوا بِهِ مُتَشَابِهًا وَلَهُمْ فِيهَا أَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَهُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴾ (البقرۃ:۲۵)

ترجمہ: "اور ایمان والوں اور نیک عمل کرنے والوں کو ان جنتوں کی خوشخبریاں دو، جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، جب کبھی وہ پھلوں کا رزق دیے جائیں گے اور ہم شکل لائے جائیں گے تو کہیں گے یہ وہی ہے جو ہم اس سے پہلے دیے گئے تھے اور ان کیلئے بیویاں ہیں صاف ستھری اور وہ ان جنتوں میں ہمیشہ رہنے والے ہیں"

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

نیز فرمایا: ﴿ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنَّاتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا . خَالِدِينَ فِيهَا لَا يَبْغُونَ عَنْهَا حِوَلًا ﴾ (الکہف:۱۰۷، ۱۰۸)

ترجمہ "جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے کام بھی اچھے کیے یقیناً ان کیلئے جنت الفردوس کے باغات کی مہمانی ہے۔ جہاں وہ ہمیشہ رہا کریں گے جس جگہ کو بدلنے کا کبھی بھی انکا ارادہ ہی نہ ہوگا"

نیز فرمایا: ﴿ إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ . ادْخُلُوهَا بِسَلَامٍ آمِنِينَ . وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَى سُرُرٍ مُتَقَابِلِينَ . لَا يَمَسُّهُمْ فِيهَا نَصَبٌ وَمَا هُمْ مِنْهَا بِمُخْرَجِينَ ﴾ (الحجر:۴۵-۴۸)

ترجمہ: "پرہیزگار جنتی لوگ باغوں اور چشموں میں ہوں گے۔ (ان سے کہا جائے گا) سلامتی اور امن کے ساتھ اس میں داخل ہو جاؤ۔ ان کے دلوں میں جو کچھ رنجش و کینہ تھا، ہم سب کچھ نکال دیں گے، وہ بھائی بھائی بنے ہوئے ایک دوسرے کے آمنے سامنے تختوں پر بیٹھے ہوں گے۔ نہ تو وہاں انہیں کوئی تکلیف چھو سکتی ہے اور نہ وہ وہاں سے کبھی نکالے جائیں گے"

نیز فرمایا: ﴿ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ . جَزَاؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ذَٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهُ ﴾ (البینۃ:۷، ۸)

ترجمہ: "بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے یہ لوگ بہترین خلائق ہیں۔ ان کا بدلہ ان کے رب کے پاس ہیشگی والی جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا اور یہ اس سے راضی ہوئے۔ یہ ہے اس کیلئے جو اپنے پروردگار سے ڈرے"

جن آیات میں جہنم کا بقاء اور کفار کا اس میں ہمیشہ رہنا مذکور ہے، ان میں سے بعض ذکر کی جاتی ہیں: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

﴿ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴾ (البقرۃ:۳۹)

ترجمہ: "اور جو انکار کرکے ہماری آیتوں کو جھٹلائیں، وہ جہنمی ہیں اور ہمیشہ اسی میں رہیں گے"

نیز فرمایا: ﴿ وَمَا هُم بِخَارِجِينَ مِنَ النَّارِ ﴾ (البقرۃ:۱۶۷)

ترجمہ: "یہ ہرگز جہنم سے نہ نکلیں گے"

نیز فرمایا: ﴿ يُرِيدُونَ أَن يَخْرُجُوا مِنَ النَّارِ وَمَا هُم بِخَارِجِينَ مِنْهَا وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيمٌ ﴾ (المائدۃ:۳۷)

ترجمہ: "یہ چاہیں گے کہ دوزخ میں سے نکل جائیں لیکن یہ ہرگز اس میں سے نہ نکل سکیں گے ان کیلئے تو دائمی عذاب ہے"

نیز فرمایا: ﴿ فَمَا تَنفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ ﴾ (المدثر:۴۸)

ترجمہ: "پس انہیں سفارش نفع نہ دے گی"

نیز فرمایا: ﴿ وَالَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ لَا يُقْضَىٰ عَلَيْهِمْ فَيَمُوتُوا وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُم مِّنْ عَذَابِهَا كَذَٰلِكَ نَجْزِي كُلَّ كَفُورٍ ﴾ (الفاطر:۳۶)

ترجمہ: "اور جو لوگ کافر ہیں ان کیلئے دوزخ کی آگ ہے نہ تو ان کی قضاء ہی آئے گی کہ مر ہی جائیں اور نہ دوزخ کا عذاب ہی ان سے ہلکا کیا جائے گا۔ ہم ہر کافر کو ایسی ہی سزا دیتے ہیں"

نیز فرمایا: ﴿ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَظَلَمُوا لَمْ يَكُنِ اللَّهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيقًا إِلَّا طَرِيقَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا وَكَانَ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ﴾ (النساء:۱۶۸،۱۶۹)

ترجمہ: "جن لوگوں نے کفر کیا اور ظلم کیا، انہیں اللہ تعالیٰ ہرگز ہرگز نہ بخشے گا اور نہ ہی انہیں کوئی راہ دکھائے گا۔ بجز جہنم کی راہ کے جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ پڑے رہیں گے، اور یہ اللہ تعالیٰ پر بالکل آسان ہے"

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

نیز فرمایا: ﴿ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ﴾

ترجمہ: "(اب) جو بھی اللہ اور اسکے رسول کی نہ مانے گا اس کیلئے جہنم کی آگ ہے جس میں ایسے لوگ ہمیشہ رہیں گے" (الجن: ۲۳)

نیز فرمایا: ﴿ إِنَّ اللَّهَ لَعَنَ الْكَافِرِينَ وَأَعَدَّ لَهُمْ سَعِيرًا ۔ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا لَا يَجِدُونَ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ﴾ (الاحزاب: ۶۴،۶۵)

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ نے کافروں پر لعنت کی ہے اور ان کیلئے بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے۔ جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ وہ کوئی حامی و مددگار نہ پائیں گے"

نیز فرمایا: ﴿ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا أُولَٰئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ﴾ (البینۃ: ۶)

ترجمہ: "بیشک جو لوگ اہل کتاب میں سے کافر ہوئے اور مشرکین وہ دوزخ کی آگ میں (جائیں گے) جہاں وہ ہمیشہ (ہمیشہ) رہیں گے۔ یہ لوگ بدترین خلائق ہیں"

واضح ہو کہ جنت اور جہنم کا ہمیشہ کیلئے باقی رہنا، نیز اہل جنت اور اہل جہنم کا خلود، اللہ تعالیٰ کی صفت "الآخر" جس کا معنی ہے: جس کے بعد کوئی چیز نہ ہو، کے منافی نہیں ہے؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا باقی رہنا، اللہ تعالیٰ کی وہ صفت ہے، جو اس کی ذات کے ساتھ لازم ہے، جبکہ جنت اور جہنم اور ان میں ان کے اہل کا بقاء اس وجہ سے ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں ہمیشہ باقی رکھے گا، اور اگر اللہ تعالیٰ باقی نہ رکھے تو ان سب کیلئے بھی فناء ہے، اس موضوع کی طرف کچھ اشارہ مؤلف رحمہ اللہ کے اس قول کے تحت گزر چکا ہے "ليس لأوليته ابتداء ولا لآخريته انقضاء"

آدم علیہ السلام کس جنت سے نکالے گئے تھے؟

(۳) مؤلف رحمہ اللہ کے قول "وهي التي اهبط منها آدم نبيه وخليفته إلى ارضه بما سبق في سابق علمه" یعنی: یہ جنت وہی گھر ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی اور خلیفہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

آدم علیہ السلام کو اتار کر اپنی زمین پر بھیج دیا تھا۔ اس قول سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ آدم علیہ السلام کو اسی اصل جنت سے نکالا گیا۔

اس مسئلہ میں دوسرا قول یہ ہے کہ آدم علیہ السلام کو جس جنت سے نکالا گیا وہ دراصل زمین سے اوپر کسی مقام پر ایک باغ تھا، جبکہ تیسرا قول یہ ہے کہ اس بارہ میں توقف اختیار کیا جائے۔

اس بارہ میں پہلا قول ہی راجح اور مطابق ادلہ معلوم ہوتا ہے۔ علامہ ابن القیم رحمہ اللہ نے اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف اور قول اول وثانی کے دلائل ذکر کیے ہیں، نیز ہر دلیل کا جواب بھی نقل فرمایا ہے، اور کسی قول کو ترجیح نہیں دی، (دیکھیے کتاب حادی الارواح ص ۱۶ تا ۳۲)

البتہ ان کے "قصیدہ میمیہ" میں ان کے ذکر کردہ کلام سے یہ بات مفہوم ہوتی ہے کہ وہ پہلے قول کی ترجیح کے قائل ہیں۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

فحي على جنات عدن فإنها　　منازلك الأولى وفيها المخيم

ولكننا سبي العدو فهل ترى　　نعود إلى أوطاننا ونسلم

ترجمہ: "جنات عدن کی طرف آجا کہ وہ تیرا پہلا گھر تھا (مراد آدم علیہ السلام کا) اور اسی میں ہیں، مگر ہم تو دشمن کے قیدی ہیں تو پھر کیا ہم اپنے اصل وطن کی طرف لوٹ سکیں گے؟ اور سلامتی زندگی پاسکیں گے؟

(۴) قیامت کے دن مومنین کا اپنے رب کو اپنی آنکھوں سے دیکھنا، دار النعیم یعنی جنت کی سب سے بڑی نعمت ہوگی، اس پر قرآن، حدیث اور اجماع امت کے دلائل موجود ہیں۔

قرآنی دلائل میں سے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿ وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ . إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴾ (القیامۃ: ۲۲،۲۳)

"اس روز بہت سے چہرے تروتازہ اور بارونق ہوں گے۔ اپنے رب کی طرف دیکھتے ہوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

نیز اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان: ﴿ كَلَّا إِنَّهُمْ عَن رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوبُونَ ﴾ (المطففين: ١٥)

ترجمہ: ''ہرگز نہیں، یہ لوگ اس دن اپنے رب سے اوٹ میں رکھے جائیں گے''

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جب ان لوگوں کو بوجہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی، اللہ تعالیٰ کی رؤیت سے محروم کر دیا جائے گا تو پھر مومنین بوجہ اللہ تعالیٰ کی رضا، اللہ تعالیٰ کا دیدار کریں گے۔

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے دیدار پر، اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی دلیل ہے:

﴿ لِّلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَىٰ وَزِيَادَةٌ ﴾ (یونس: ٢٦)

ترجمہ: ''جن لوگوں نے نیکی کی ہے ان کے واسطے خوبی ہے اور مزید برآں بھی''

یہاں ''اَلْحُسْنٰی'' سے مراد جنت ہے۔ ''وَزِيَادَةٌ'' سے مراد، اللہ تعالیٰ کے چہرہ کا دیدار ہے۔ یہ تفسیر خود رسول اللہ ﷺ نے فرمائی، چنانچہ صحیح مسلم (٢٩٧) میں صہیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اہل جنت، جنت میں داخل ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تمہیں مزید کچھ چاہیے؟ اہل جنت کہیں گے: اے اللہ! کیا تو نے ہمارے چہرے روشن نہیں فرما دیئے؟ کیا تو نے ہمیں جہنم سے بچا کر، جنت میں داخل نہیں فرما دیا؟ تب اللہ تعالیٰ اپنا حجاب ہٹا دے گا (وہ اللہ تعالیٰ کے چہرے کا دیدار کریں گے) انہیں اللہ تعالیٰ کے چہرے کے دیدار سے بڑھ کر پیاری کوئی نعمت حاصل نہیں ہوئی ہوگی۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿ لِّلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَىٰ وَزِيَادَةٌ ﴾

ایک اشکال اور اس کا جواب

اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿ لَّا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ ﴾ سے بعض لوگ اللہ تعالیٰ کی رؤیت کی نفی ثابت کرتے ہیں، جو کہ درست نہیں ہے؛ کیونکہ یہ آیت رؤیت کی نہیں بلکہ ادراک کی نفی کر رہی ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رؤیت تو ثابت ہے لیکن از روئے رؤیت ادراک یعنی احاطہ ممکن نہیں ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کا علم تو حاصل ہوتا ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

لیکن از روئے علم، احاطہ ممکن نہیں۔

چنانچہ ادراک کی نفی امر خاص ہے جو رؤیت کی نفی کو، جو کہ امر عام ہے، مستلزم نہیں ہے۔

اسی طرح موسیٰ علیہ السلام کے کوہ طور والے قصہ میں رؤیت باری تعالیٰ کی نفی مفہوم ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَلَمَّا جَاءَ مُوسَىٰ لِمِيقَاتِنَا وَكَلَّمَهُ رَبُّهُ قَالَ رَبِّ أَرِنِي أَنظُرْ إِلَيْكَ قَالَ لَن تَرَانِي وَلَٰكِنِ انظُرْ إِلَى الْجَبَلِ فَإِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهُ فَسَوْفَ تَرَانِي فَلَمَّا تَجَلَّىٰ رَبُّهُ لِلْجَبَلِ جَعَلَهُ دَكًّا وَخَرَّ مُوسَىٰ صَعِقًا ﴾ (الاعراف:۱۴۳)

ترجمہ: "اور جب موسیٰ ہمارے وقت پر آئے اور ان کے رب نے ان سے کلام فرمائی، تو عرض کیا کہ اے میرے پروردگار! اپنا دیدار مجھ کو کرا دیجئے کہ میں آپ کو ایک نظر دیکھ لوں ارشاد ہوا کہ تم مجھ کو ہرگز نہیں دیکھ سکتے لیکن تم اس پہاڑ کی طرف دیکھتے رہو وہ اگر اپنی جگہ پر برقرار رہا تو تم بھی مجھے دیکھ سکو گے۔ پس جب ان کے رب نے اس پر تجلی فرمائی تو تجلی نے اسے ریزہ ریزہ کر دیا اور موسیٰ بے ہوش ہو کر گر پڑے"

موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے ایک امر ممکن کا سوال کیا تھا، کسی ایسے امر کا سوال نہیں کیا تھا جو ناممکن و مستحیل ہو، مگر اللہ رب العزت کی مشیئت یہ ہے کہ اس کی رؤیت صرف دار آخرت میں حاصل ہو؛ کیونکہ دار آخرت میں اللہ تعالیٰ کی رؤیت سب سے اکمل و اعظم نعمت ہوگی، اس لیے "لن ترانی" کا معنی یہ ہوگا کہ تم مجھے دنیا میں نہیں دیکھ سکتے۔

امام ابن القیم رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "حادی الارواح" (ص ۱۷۹ تا ۱۸۶) میں اللہ تعالیٰ کی روز آخرت، رؤیت کے اثبات میں قرآن حکیم کے دلائل ذکر فرمائے ہیں، پھر ستائیس صحابہ کرام سے، اثبات رؤیت میں مروی احادیث نقل فرمائی ہیں، اسکے بعد صحابہ کرام، تابعین اور ان کے بعد میں آنے والے بہت سے علماء اہل السنۃ والجماعۃ کے اقوال و آثار جمع فرمائے ہیں، جو اس بات پر دال ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رؤیت پر صحابہ کرام اور ان کے منہج کے پیروکاروں کا اجماع قائم ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

میدانِ محشر کے حالات

19۔ قولہ: " وان الله تبارک وتعالی یجیء یوم القیامة والملک صفا صفا، لعرض الأمم وحسابها وعقوبتها وثوابها، وتوضع الموازین لوزن أعمال العباد، فمن ثقلت موازینه فأولئک هم المفلحون، ویؤتون صحائفهم بأعمالهم، فمن أوتی کتابه بیمینه فسوف یحاسب حسابا یسیرا، ومن أوتی کتابه وراء ظهره فأولئک یصلون سعیرا "

ترجمہ: " اور بے شک اللہ تبارک وتعالی قیامت کے دن آئے گا، اور فرشتے بھی قطاروں میں (آئیں گے) تاکہ لوگوں کو اللہ تعالی پر پیش کریں، اور اللہ تعالی ان سے سارا حساب لے، اور انہیں عذاب میں جھونکنے یا ثواب عطا فرمانے کے فیصلے فرمائے۔ بندوں کے اعمال کے وزن کیلئے ترازو بھی قائم کردیے جائیں گے، پس جن کا نیکیوں کا پلڑا بھاری ہوگیا، وہ کامیاب قرار پائیں گے۔ اسی طرح لوگوں کو ان کے اعمال کے صحیفے بھی دیے جائیں گے، پس جنہیں دائیں ہاتھ میں ان کا صحیفہ تھما دیا گیا، ان کا حساب بہت آسان کردیا جائے گا، اور جنہیں ان کا صحیفہ پشت کے پیچھے سے دیا گیا، وہ لوگ جلتی آگ کا لقمہ بن جائیں گے "

شرح

یہاں بہت سے امور بیان ہوئے ہیں:

(۱) قیامت کے دن اللہ تعالی فصلِ قضاء کیلئے آئے گا، اللہ تعالی کا یہ آنا اس کی صفاتِ فعلیہ میں سے ہے، وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے، اور جو ارادہ فرمالیتا ہے وہی فیصلہ فرماتا ہے۔ اللہ تعالی کے اس آنے میں وہی عقیدہ ہونا چاہیے جو بقیہ تمام صفات میں ہے، یعنی: اللہ تعالی کا قیامت کے دن

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

آنا، بالکل ویسا ہے جیسا اس کے لائق ہے، ہم اس کے آنے کی نہ تو تکییف (بیانِ کیفیت) کرتے ہیں، نہ تمثیل (کسی مخلوق کے مثل قرار دینا) نہ ہی کسی قسم کی تاویل کرتے ہیں، نہ تعطیل (یعنی اس صفت کی نفی یا انکار)۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَجَاءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا﴾ (الفجر:۲۲)

ترجمہ: "تیرا رب (خود) آجائے گا اور فرشتے صفیں باندھ کر (آجائیں گے)"

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ اس آیتِ کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں: یعنی اللہ تعالیٰ اپنی مخلوقات کے درمیان، فصلِ قضاء کیلئے آئے گا، اللہ تعالیٰ کا یہ آنا اس وقت ہوگا جب لوگ سید البشر محمد ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے دربار میں شفاعت کا مطالبہ کریں گے، اس سے قبل وہ یکے بعد دیگرے تمام اولوا العزم انبیاء (ابراہیم، نوح، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام) سے شفاعت کا سوال کر چکے ہونگے اور ہر نبی یہ جواب دے چکا ہوگا کہ یہ کام ہم نہیں کر سکتے، بالآخر وہ محمد ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونگے، آپ ﷺ فرمائیں گے: شفاعت کا منصب میرے لئے ہے، شفاعت کا منصب میرے لئے ہے، پھر آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے فصلِ قضاء کیلئے آنے کی سفارش کریں گے، اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی شفاعت قبول فرمالے گا، یہ قیامت کے دن ہونے والی سب سے پہلی شفاعت ہوگی اور یہی مقامِ محمود ہے، جس کا ذکر سورۂ بنی اسرائیل کی تفسیر میں گزر چکا، پھر اللہ تعالیٰ جس طرح چاہے گا، بندوں کے فیصلے کرنے کیلئے آئے گا فرشتے بھی اللہ تعالیٰ کے سامنے صفوں اور قطاروں میں آئیں گے۔

اولوا العزم رسل، جن سے ہمارے نبی محمد ﷺ سے قبل شفاعت طلب کی جائے گی، کے نام نوح، ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام ہیں، یہ چاروں انبیاء سورۃ الاحزاب اور سورۃ الشوریٰ کی آیات میں مذکور ہیں:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَمِنكَ وَمِن

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

وَإِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَأَخَذْنَا مِنْهُم مِّيثَاقًا غَلِيظًا ﴾ (الاحزاب:۷)

ترجمہ: "جب کہ ہم نے تمام نبیوں سے عہد لیا اور (بالخصوص) آپ سے اور نوح سے اور ابراہیم سے اور موسیٰ سے اور مریم کے بیٹے عیسیٰ سے اور ہم نے ان سے (پکا اور) پختہ عہد لیا"

نیز فرمایا: ﴿ شَرَعَ لَكُم مِّنَ الدِّينِ مَا وَصَّىٰ بِهِ نُوحًا وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ وَعِيسَىٰ أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ ﴾

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے وہی دین مقرر کیا ہے جس کے قائم کرنے کا اس نے نوح کو حکم دیا تھا اور جو (بذریعہ وحی) ہم نے تیری طرف بھیج دیا ہے، اور جس کا تاکیدی حکم ہم نے ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو دیا تھا، کہ اس دین کو قائم رکھنا اور اس میں پھوٹ نہ ڈالنا" (الشوریٰ:۱۳)

(۲) بندوں کو اللہ تعالیٰ پر پیش کیا جائے گا، اور اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کا ان سے حساب لے گا، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَعُرِضُوا عَلَىٰ رَبِّكَ صَفًّا لَّقَدْ جِئْتُمُونَا كَمَا خَلَقْنَاكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ ﴾

ترجمہ: "اور سب کے سب تیرے رب کے سامنے صف بستہ حاضر کیے جائیں گے۔ یقیناً تم ہمارے پاس اسی طرح آئے جس طرح ہم نے تمہیں پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا" (الکھف:۴۸)

نیز فرمایا: ﴿ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أُولَٰئِكَ يُعْرَضُونَ عَلَىٰ رَبِّهِمْ وَيَقُولُ الْأَشْهَادُ هَٰؤُلَاءِ الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَىٰ رَبِّهِمْ أَلَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ ﴾

ترجمہ: "اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے یہ لوگ اپنے پروردگار کے سامنے پیش کیے جائیں گے اور سارے گواہ کہیں گے کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار پر جھوٹ باندھا، خبردار ہو کہ اللہ کی لعنت ہے ظالموں پر" (ھود:۱۸)

نیز فرمایا: ﴿ وَوُضِعَ الْكِتَابُ فَتَرَى الْمُجْرِمِينَ مُشْفِقِينَ مِمَّا فِيهِ وَيَقُولُونَ يَا وَيْلَتَنَا مَالِ هَٰذَا الْكِتَابِ لَا يُغَادِرُ صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً إِلَّا أَحْصَاهَا وَوَجَدُوا مَا عَمِلُوا حَاضِرًا

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ أَحَدًا ﴾ (الکھف:۴۹)

ترجمہ: ”اور نامہ اعمال سامنے رکھ دیے جائیں گے۔ پس تو دیکھے گا کہ گنہگار اس (کی تحریر) سے خوفزدہ ہو رہے ہوں گے اور کہہ رہے ہوں گے ہائے ہماری خرابی یہ کیسی کتاب ہے جس نے کوئی چھوٹا بڑا (گناہ) بغیر گھیرے باقی نہیں چھوڑا، اور جو کچھ انہوں نے کیا تھا سب موجود پائیں گے اور تیرا رب کسی پر ظلم وستم نہ کرے گا۔“

نیز فرمایا: ﴿ فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ . فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا . وَيَنْقَلِبُ إِلَى أَهْلِهِ مَسْرُورًا . وَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ وَرَاءَ ظَهْرِهِ . فَسَوْفَ يَدْعُو ثُبُورًا . وَيَصْلَى سَعِيرًا ﴾ (الانشقاق:۷تا۱۲)

ترجمہ: ”تو (اس وقت) جس شخص کے داہنے ہاتھ میں اعمال نامہ دیا جائے گا۔ اس کا حساب تو بڑی آسانی سے لیا جائے گا۔ اور وہ اپنے اہل کی طرف ہنسی خوشی لوٹ آئے گا۔ ہاں جس شخص کا اعمال نامہ اس کی پیٹھ کے پیچھے سے دیا جائے گا۔ تو وہ موت کو بلانے لگے گا۔ اور وہ بھڑکتی ہوئی جہنم میں داخل ہوگا۔“

نیز فرمایا: ﴿ يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُونَ لَا تَخْفَى مِنْكُمْ خَافِيَةٌ . فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَيَقُولُ هَاؤُمُ اقْرَءُوا كِتَابِيَهْ . إِنِّي ظَنَنْتُ أَنِّي مُلَاقٍ حِسَابِيَهْ . فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَاضِيَةٍ . فِي جَنَّةٍ عَالِيَةٍ . قُطُوفُهَا دَانِيَةٌ . كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيئًا بِمَا أَسْلَفْتُمْ فِي الْأَيَّامِ الْخَالِيَةِ . وَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِشِمَالِهِ فَيَقُولُ يَا لَيْتَنِي لَمْ أُوتَ كِتَابِيَهْ . وَلَمْ أَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ . يَا لَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ . مَا أَغْنَى عَنِّي مَالِيَهْ . هَلَكَ عَنِّي سُلْطَانِيَهْ . خُذُوهُ فَغُلُّوهُ . ثُمَّ الْجَحِيمَ صَلُّوهُ . ثُمَّ فِي سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُونَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوهُ ﴾ (الحاقۃ:۱۸تا۳۲)

ترجمہ: ”اس دن تم سب سامنے پیش کیے جاؤ گے تمہارا کوئی بھید پوشیدہ نہ رہے گا

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اس کا نامہ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا تو وہ کہنے لگے گا کہ لو میرا نامہ اعمال پڑھو۔ مجھے تو کامل یقین تھا کہ مجھے اپنا حساب ملنا ہے۔ پس وہ ایک دل پسند زندگی میں ہوگا۔ بلند و بالا جنت میں۔ جس کے میوے جھکے پڑے ہوں گے۔ (ان سے کہا جائے گا) کہ مزے سے کھاؤ، پیو اپنے ان اعمال کے بدلے جو تم نے گزشتہ زمانے میں کیے۔ لیکن جسے اس (کے اعمال) کی کتاب اس کے بائیں ہاتھ میں دی جائے گی، تو وہ کہے گا کہ کاش مجھے میری کتاب دی ہی نہ جاتی۔ اور میں جانتا ہی نہ کہ حساب کیا ہے۔ کاش! کہ موت (میرا) کام ہی تمام کر دیتی۔ میرے مال نے بھی مجھے کچھ نفع نہ دیا۔ میرا غلبہ بھی مجھ سے جاتا رہا۔ (حکم ہوگا) اسے پکڑ لو پھر اسے طوق پہنا دو۔ پھر اسے دوزخ میں ڈال دو۔ پھر اسے ایسی زنجیر میں جس کی پیمائش ستر ہاتھ کی ہے جکڑ دو۔"

نیز فرمایا: ﴿ يَوْمَئِذٍ يَصْدُرُ النَّاسُ أَشْتَاتًا لِّيُرَوْا أَعْمَالَهُمْ ۔ فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ﴾ (الزلزال:۶تا۸)

ترجمہ: "اس روز لوگ مختلف جماعتیں ہو کر (واپس) لوٹیں گے تا کہ انہیں ان کے اعمال دکھا دیے جائیں۔ پس جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا، اور جس نے ذرہ برابر برائی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا۔"

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: [من حوسب عذب ، قالت عائشة: فقلت: أو ليس يقول الله ﴿ فسوف يحاسب حسابا يسيرا ﴾ قالت: فقال: انما ذلك العرض ، ولكن من نوقش الحساب يهلك]

ترجمہ: "[جس شخص سے حساب لیا جائے گا اسے یقیناً عذاب دیا جائے گا، عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے: "کہ عنقریب آسان حساب لیا جائے گا"؟ فرمایا: آسان حساب سے مراد اعمال کا بندوں پر پیش کیا جانا ہے مگر جس سے حساب میں مناقشہ کیا گیا وہ ضرور ہلاک ہو جائے گا (مناقشہ سے مراد اللہ تعالیٰ کا پوچھنا کہ فلاں گناہ کیوں کیا تھا؟)]

(صحیح بخاری (۱۰۳) اور صحیح مسلم (۲۸۷۶))

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

(۳) پہلے بندوں کے اعمال شمار کیے جائیں گے، پھر انہیں تولا جائے گا۔ جس کا نیکیوں کا پلڑا بھاری پڑ گیا وہ نجات پا گیا، اور جس کا ہلکا رہ گیا وہ ہلاک ہو گیا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَإِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ أَتَيْنَا بِهَا وَكَفٰى بِنَا حَاسِبِيْنَ ﴾ (الانبیاء:۴۷)

ترجمہ: "قیامت کے دن ہم درمیان میں لا رکھیں گے ٹھیک ٹھیک تولنے والی ترازو۔ پھر کسی پر کچھ بھی ظلم نہ کیا جائے گا۔ اور اگر ایک رائی کے دانے کے برابر بھی عمل ہوگا تو ہم اسے لا حاضر کریں گے، اور ہم کافی ہیں حساب کرنے والے۔"

نیز فرمایا: ﴿ وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ الْحَقُّ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهُ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ. وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهُ فَأُولٰئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْا أَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوْا بِآيَاتِنَا يَظْلِمُوْنَ ﴾

ترجمہ: "اور اس روز وزن بھی واقع ہوگا پھر جس شخص کا پلہ بھاری ہوگا سو ایسے لوگ کامیاب ہوں گے۔ اور جس شخص کا پلہ ہلکا ہوگا سو یہ وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنا نقصان کر لیا بسبب اس کے کہ ہماری آیتوں کے ساتھ ظلم کرتے تھے۔" (الاعراف:۸،۹)

نیز فرمایا: ﴿ فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَلَا أَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَّلَا يَتَسَاءَلُوْنَ. فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهُ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ. وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهُ فَأُولٰئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْا أَنْفُسَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ خَالِدُوْنَ ﴾ (المؤمنون:۱۰۱تا۱۰۳)

ترجمہ: "پس جب کہ صور پھونک دیا جائے گا اس دن نہ تو آپس کے رشتے ہی رہیں گے نہ آپس کی پوچھ گچھ۔ جن کی ترازو کا پلہ بھاری ہو گیا وہ تو نجات پانے والے ہو گئے۔ اور جن کی ترازو کا پلہ ہلکا ہو گیا یہ ہیں وہ جنہوں نے اپنا نقصان آپ کر لیا جو ہمیشہ کیلئے جہنم واصل ہوئے۔"

نیز فرمایا: ﴿ فَأَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهُ. فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ. وَأَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهُ. فَأُمُّهُ هَاوِيَةٌ. وَمَا أَدْرَاكَ مَا هِيَهْ. نَارٌ حَامِيَةٌ ﴾ (القارعۃ:۶تا۱۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ترجمہ: ''پھر جس کے پلڑے بھاری ہوں گے۔ وہ تو دل پسند آرام کی زندگی میں ہوگا۔ اور جس کے پلڑے ہلکے ہوں گے۔ اس کا ٹھکانہ ہاویہ ہے۔ تجھے کیا معلوم کہ وہ کیا ہے۔ وہ تند و تیز آگ ہے''

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: [الطهور شطر الايمان والحمد لله تملأ الميزان وسبحان الله والحمد لله تملآن او تملأ ما بين السموات والارض]

ترجمہ: [صفائی اور پاکیزگی نصف ایمان ہے، اور الحمد للہ میزان کو بھر دیتا ہے، اور سبحان اللہ والحمد للہ دونوں یعنی آسمانوں اور زمین کو یا ان دونوں کے مابین کو بھر دیتے ہیں] (صحیح مسلم (۲۲۳)

ایک اور حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

[كلمتان حبيبتان الى الرحمن، خفيفتان على اللسان ثقيلتان في الميزان سبحان الله وبحمده سبحان الله العظيم]

ترجمہ: [دو کلمے جو رحمٰن کو بڑے محبوب ہیں، زبان پر ہلکے، اور میزان پر بھاری ہیں، سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم] (صحیح بخاری (۷۵۶۳) اور صحیح مسلم (۲۶۹۴)

(یہ دونوں حدیثیں اثبات میزان کی دلیل ہیں)

اعمال اگرچہ اعراض ہیں (یعنی ایسی چیز جس کا جسم نہیں ہوتا) مگر اللہ تعالیٰ انہیں جسم دیکر اپنے میزان میں تول لے گا۔ بندوں کے اعمال کے وزن کی حکمت اولاً: یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے عدل وانصاف کا اظہار ہو جائے، ثانیاً: بندوں کو ان کے اعمال کی خبر ہو جائے، بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہر شی کو جاننے والا ہے۔

اور وزن، جس طرح اعمال کا ہوگا، اعمال کے صحائف کا بھی ہوگا، جیسا کہ حدیث بطاقہ سے واضح ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ترجمہ:[اللہ تعالیٰ میری اُمت کے ایک شخص کو قیامت کے دن، تمام خلائق کے سامنے بلائے گا، اس پر (اس کے گناہوں کے) ننانوے رجسٹر پھیلا دے گا، ہر رجسٹر کا طول وعرض تاحد نگاہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تو ان گناہوں میں سے کسی گناہ کا انکار کرتا ہے؟ کیا تجھ پر میرے کاتب فرشتوں نے کوئی ظلم کیا ہے؟ وہ کہے گا: نہیں میرے پروردگار۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تیرے پاس ان گناہوں کیلئے کوئی عذر ہے؟ کہے گا: نہیں میرے پروردگار۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیوں نہیں، ہمارے پاس تیری ایک نیکی محفوظ ہے، آج تجھ پر کوئی ظلم نہیں ہوگا، ایک پرچی نکالی جائے گی، جس میں (أشهد أن لا إله إلا الله وأشهد أن محمدا عبدالله ورسوله) لکھا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے بندے! اپنا وزن خود دیکھ لے، کہے گا: اے میرے پروردگار! اس پرچی کا ان رجسٹروں سے کیا مقابلہ؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تجھ پر آج کوئی ظلم نہیں ہوگا، چنانچہ وہ رجسٹر میزان کے ایک پلڑے میں رکھ دیئے جائیں گے، دوسرے میں وہ پرچی۔ رجسٹروں والا پلڑا ہلکا پڑ کے اوپر کو اڑنے لگے گا اور پرچی بہت بھاری پڑ جائے گی، اللہ تعالیٰ کے نام کے سامنے کوئی چیز بھاری نہیں ہوسکتی] (اس حدیث کو امام ترمذی (۲۶۳۹) نے روایت کیا ہے، اور اسے حسن کہا ہے، نیز حاکم (۶/۱) نے بھی، اور اسے امام مسلم کی شرط پر صحیح قرار دیا ہے، اور امام ذہبی نے امام حاکم کی موافقت کی ہے۔ شیخ البانی کا "السلسلة الأحاديث الصحيحة" (۱۳۵) ملاحظہ کیجئے)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

پل صراط

۲۰۔ قولہ: "وأن الصراط حق، يجوزه العباد بقدر أعمالهم، فناجون متفاوتون في سرعة النجاة عليه من نار جهنم، وقوم أوبقتهم فيها أعمالهم"

ترجمہ: "(قیامت کے دن) پل صراط برحق ہے، جسے بندے اپنے اپنے اعمال کے بقدر عبور کریں گے، کچھ تو نجات پاجائیں گے جو جہنم سے نجات میں تیزی کے اعتبار سے متفاوت ہونگے۔ اور بہت سے لوگوں کو ان کے اعمال ہلاکت کے گڑھے (جہنم) میں پھینک دیں گے"

شرح

پل صراط حق ہے، اور رسول اللہ ﷺ کی احادیث سے ثابت ہے، یہ ایک پل ہے جو جہنم کی کمر پر نصب ہے، اس پر سے مسلمان، جنت میں پہنچنے کیلئے اپنے اپنے اعمال کے مطابق گزریں گے۔ چنانچہ کچھ تو بجلی کی طرح عبور کرجائیں گے، اور کچھ تیز رفتار ہوا کی طرح، اور کچھ ایسے بھی ہونگے جو زمین پر گھسٹتے ہوئے بالآخر پار کرہی جائیں گے۔

صحیح بخاری (۸۰۶) اور صحیح مسلم (۲۹۹) میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [.... جہنم کے اوپر درمیان میں ایک پل نصب کیا جائے گا، تمام انبیاء میں سے سب سے پہلے میں اپنی امت کو لیکر اس پل کو عبور کرونگا، اس دن رسولوں کے علاوہ کوئی انسان، کوئی کلام نہیں کرسکے گا، رسولوں کا کلام بھی "اللهم سلم، اللهم سلم" ہوگا، یعنی: اے اللہ سلامتی عطا فرما۔ اور جہنم میں سعدان (ایک خاردار درخت) کے کانٹوں کی طرح لوہے کے نوکیلے کنڈے ہونگے۔ کیا تم نے سعدان کا درخت دیکھا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: جی ہاں۔ فرمایا: وہ کنڈے سعدان کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کانٹوں کی طرح ہی ہونگے، البتہ وہ کتنے بڑے ہونگے اس کا علم اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے، یہ کنڈے لوگوں کو ان کے اعمال کے بسبب اچکتے رہیں گے، کچھ تو اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے ہلاک کردیے جائیں گے، اور کچھ کو (ایک مدت کیلئے) جہنم میں جھونک دیا جائے گا، پھر وہ نجات پاجائیں گے۔

صحیح مسلم (۳۲۹) میں ابوھریرۃ اور حذیفہ رضی اللہ عنھما کی حدیث میں یہ الفاظ بھی ہیں:

[امانت اور رحم (رشتہ داری) کو چھوڑا جائے گا یہ دونوں پل صراط کے دونوں کناروں میں دائیں اور بائیں کھڑے ہوجائیں گے۔ تم میں سے پہلی جماعت بجلی کی طرح پل صراط کو عبور کرجائے گی، میں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ (ﷺ) پر قربان ہوں، بجلی کی طرح عبور کرنا کیسا ہے؟ فرمایا: تم نے کبھی بجلی نہیں دیکھی؟ وہ کس طرح گزرتی ہے، اور پھر پلک جھپکنے میں لوٹ آتی ہے۔ پھر کچھ لوگ ہوا کی طرح عبور کریں گے، کچھ پرندے کی اور کچھ گھوڑوں کی رفتار سے عبور کریں گے، درحقیقت ان کے اعمال، انہیں دوڑا رہے ہونگے۔ تمہارے نبی (ﷺ) پل صراط پر کھڑے ہونگے، اور "رَبِّ سَلِّمْ سَلِّمْ" کہہ رہے ہونگے، حتیٰ کہ ایسے لوگ آجائیں گے جن کے اعمال عاجز ہونگے، اور ایسا شخص بھی آئے گا جو اپنی سرین پر گھسٹتا ہوا چل سکے گا۔

مزید فرمایا: [پل صراط کے دونوں جانب لوہے کے نوک دار کنڈے لٹک رہے ہونگے جنہیں گزرنے والوں کے پکڑنے کا حکم ہوگا، کچھ زخموں سے چور ہو کر نجات پانے والے ہونگے اور کچھ کٹ کر جہنم میں گرجانے والے ہونگے۔]

صحیح مسلم (۳۰۲) میں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث ہے، جس میں یہ الفاظ بھی ہیں: [پھر جہنم پر ایک پل قائم کردیا جائے گا اور شفاعت کرنا حلال ہوجائے گا، اور انبیاء "اللّٰھم سلم سلم" پکار رہے ہونگے۔ پوچھا گیا: یارسول اللہ ﷺ یہ پل کیا ہے؟ فرمایا: ایک ایسا پل جس پر پھسلن ہی پھسلن ہوگی، اس میں نوچنے والے پرندوں کے پنجوں اور نجد کی سرزمین پر

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

جانے والے کانٹے دار درخت سعدان کے کانٹوں کی مانند لوہے کے نوک دار کنڈے ہونگے۔ مؤمن پلک جھپکنے کی طرح گزر جائیں گے، کچھ بجلی کی طرح، کچھ ہوا کی طرح، کچھ پرندوں کی طرح اور کچھ برق رفتار گھوڑوں اور اونٹوں کی طرح عبور کر جائیں گے۔ کچھ تو صحیح سالم عبور کر کے نجات پا جائیں گے، کچھ زخموں سے چور چور بالآخر چھوڑ دیے جائیں گے، اور کچھ کٹ کر جہنم کی آگ میں گر جائیں گے۔

حوضِ کوثر

۲۱۔ قولہ: "والایمان بحوض رسول اللہ ﷺ، ترده امته، لا يظمأ من شرب منه، ويزاد عنه من بدل و غير"

ترجمہ: "رسول اللہ ﷺ کے حوض پر ایمان لانا (فرض ہے) آپ ﷺ کے حوض پر آپ ﷺ کی امت وارد ہوگی، جس نے اس حوض سے پانی پی لیا اسے (جنت میں داخلے تک) پیاس نہیں لگے گی، حوضِ کوثر سے اس بدعتی کو دور کر دیا جائے گا جس نے دین میں تبدیلی و تغییر کا ارتکاب کیا"

شرح

ہمارے نبی محمد ﷺ کے حوض کا بیان

ہمارے نبی ﷺ کے حوض کے بارہ میں مروی احادیث درجۂ تواتر کو پہنچتی ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں کتاب الرقاق میں حوض کا باب ذکر فرمایا ہے، اس باب میں (۱۹) اسناد سے یعنی (۶۵۷۵) سے (۶۵۹۳) تک احادیثِ حوض نقل فرمائی ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں ذکر کیا ہے کہ احادیث حوض پچاس سے زائد صحابہ کرام سے مروی ہیں، انہوں نے ان میں سے پچیس صحابہ کا نام قاضی عیاض، جبکہ تین کا امام نووی کے حوالے سے ذکر فرمایا ہے، اور تقریبا اتنی ہی تعداد کا اپنی تحقیق وتتبع سے اضافہ فرمایا ہے، جس سے ان صحابہ کی تعداد پچاس سے متجاوز ہوگئی۔ (دیکھیے فتح الباری ۱۱/ ۴۶۸ تا ۴۶۹)

امام ابن کثیر نے اپنی کتاب "النہایۃ" میں تیس سے زائد صحابہ سے احادیث حوض نقل فرمائی ہیں، ان میں سے اکثر احادیث ان ائمہ کی اسناد سے ذکر فرمائی ہیں، جنہوں نے اپنی کتب میں ان احادیث کی تخریج وروایت کی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے حوض کے بارہ میں جو صفات وارد ہوئی ہیں وہ کچھ اس طرح ہیں:

آپ ﷺ نے فرمایا: [حوضي مسيرة شهر ، ماء ه ابيض من اللبن ، وريحه أطيب من المسك ، وكيزانه كنجوم السماء، من شرب منها فلايظمأ أبدا]

ترجمہ: [میرے حوض کی لمبائی ایک ماہ کی مسافت کے بقدر ہے، اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور خوشبو مسک سے زیادہ عمدہ ہوگی، اس کے آب خورے آسمان کے ستاروں کے برابر ہونگے، جسے ایک بار اس کا پانی نصیب ہوگیا، اسے کبھی پیاس نہیں لگے گی۔] (صحیح بخاری (۶۵۷۹) بروایت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنھما)

امام مسلم نے اپنی صحیح (۲۲۹۲) میں یہ الفاظ نقل فرمائے ہیں:

[میرے حوض کی طوالت ایک ماہ کی مسافت کے بقدر ہے، اور اس کے تمام کونے برابر ہیں، اس کا پانی چاندی سے زیادہ سفید اور خوشبو مسک سے زیادہ عمدہ ہے، اس کے آب خورے آسمان کے ستاروں کے برابر ہیں جس نے ایک بار وہ پانی پی لیا اسے کبھی پیاس نہیں لگے گی۔]

صحیح مسلم (۲۳۰۰) میں ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث کے یہ الفاظ بھی ہیں:

[يشخب فيه ميزابان من الجنة ، من شرب منه لم يظمأ ، عرضه مثل طوله مابين عمان إلى أيلة ، ماء ه أشد بياضا من اللبن وأحلى من العسل]

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ترجمہ: [حوض کوثر میں جنت کی طرف سے دو پرنالے گر رہے ہونگے، جس نے حوض کوثر کا پانی پی لیا اسے کبھی پیاس نہیں لگے گی، اس کا عرض اس کے طول کے برابر ہے، عمان سے لیکر ایلہ تک اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے]

حوض کوثر پر اہل بدعت کا ہیبت ناک انجام

کچھ لوگوں کو حوض کوثر پر وارد ہونے سے روک دیا جائے گا۔ صحیح بخاری (٦٥٧٦) میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

[أنا فرطكم على الحوض، وليرفعن رجال منكم، ثم ليختلجن دوني فأقول: يا رب أصحابي فيقال: انك لا تدري ما أحدثوا بعدك]

ترجمہ: "[میں حوض کوثر پہ تمہارا انتظار واستقبال کرونگا تم میں سے کچھ لوگ ظاہر کیئے جائیں گے پھر میرے سامنے کھینچ کر نکال دیئے جائیں گے، میں کہوں گا: میرے پروردگار یہ تو میرے ساتھی ہیں، کہا جائے گا: آپ (ﷺ) نہیں جانتے انہوں نے آپ ﷺ کے بعد کیا کیا نئے طریقے اپنا لئے تھے]

ان ساتھیوں سے مراد وہ چند لوگ ہیں، جنہوں نے نبی ﷺ کی وفات کے بعد ارتداد اختیار کر لیا تھا، اور پھر ان اسلامی کامیاب لشکروں کے ہاتھوں قتل کر دیئے گئے تھے، جنہیں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مرتدین سے قتال کیلئے بھیجا تھا (نوٹ: وہ شرعی نصوص جو کسی مخصوص تناظر میں وارد ہوتے ہیں ان کے حکم میں عموم ملحوظ ہوتا ہے، لہذا قیامت کے دن حوض کوثر پہ ہر مبتدع کی اسی طرح بے توقیری اور تذلیل ہوگی، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک حدیث میں ارشاد فرمایا ہے کہ میں مبتدعین کو دیکھ کر یہ کہوں گا: [سحقا سحقا لمن غير بعدي] یعنی: جن لوگوں نے میرے بعد دین کو تبدیل کر دیا انہیں میری نظروں سے دور کر دیا جائے۔ مترجم)

روافض کی ہذیان گوئی

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

روافض، جن کے سینے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حقد وبغض سے لبریز ہیں، کا یہ زعم باطل ہے کہ صحابہ کرام نبی ﷺ کی وفات کے بعد مرتد ہو گئے تھے، بہت تھوڑی تعداد دین پر باقی رہی، ان کے بقول احادیث میں جن لوگوں کو حوضِ کوثر سے دور کرنے کا ذکر وارد ہے، وہ (نعوذ باللہ) یہی اصحابِ رسول ﷺ ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ حوضِ کوثر سے دور ہٹانے کے اصل مستحق خود روافض ہیں؛ کیونکہ وہ وضوء میں اپنے پاؤں نہیں دھوتے، بلکہ مسح کرتے ہیں، اور رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:[ويل للأعقاب من النار] یعنی: وضوء میں جن کے پاؤں کی ایڑیاں تھوڑی سی خشک رہ جائیں ان کیلئے جہنم کی ویل ہے۔(صحیح بخاری (۱۶۵) صحیح مسلم (۲۴۲) بروایت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ)

اس کے علاوہ روافض کے چہرے اس چمک دمک سے محروم ہیں جو وضوء سے پیدا ہوتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:[إن أمتي يدعون يوم القيامة غرا محجلين من آثار الوضوء] یعنی: بے شک میری امت قیامت کے دن بلائی جائے گی، ان کی پیشانیاں اور دیگر اعضاءِ وضوء، وضوء کی برکت سے چمک رہے ہونگے](صحیح بخاری (۱۳۶) بروایت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ)

اس دور کے ایک گمراہ شخص کے صحابہ کرام کے متعلق باطل نظریہ کا رد

واضح ہو کہ اس دور میں ایک شخص پیدا ہوا ہے جس کا زعم ہے کہ وہ اہل السنۃ میں سے ہے، جبکہ اہل السنۃ سے اس کا کوئی واسطہ یا تعلق نہیں ہے، بلکہ وہ ان روافض کے منہج پر قائم ہے جو اپنے سینوں میں صحابہ کے خلاف بغض وعناد رکھتے ہیں، اس شخص کا نام حسن بن فرحان المالکی ہے، جو سعودی عرب کے انتہائی جنوبی علاقہ بنومالک کی طرف منسوب ہے۔

اس شخص نے ایک انتہائی سخیف اور گھٹیا سا رسالہ تصنیف کیا ہے، جس کا عنوان "الصحابة بين الصُّحبة اللغوية و الصُّحبة الشرعية" ہے (یعنی صحابہ میں لغوی اور شرعی صحبت کا فرق)

اس رسالہ میں اس کا زعم ہے کہ صحابہ صرف وہ مہاجرین وانصار ہیں جو صلح حدیبیہ سے قبل

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

تھے جنہوں نے حدیبیہ کے بعد اسلام قبول کیا یا ہجرت کی ان کیلئے شرعی صحابیت کا کوئی حصہ نہیں بلکہ ان کی صحبت تو منافقین و کفار کی صحبت جیسی ہے۔

اس شخص نے اپنے اس قول سے بہت سے اصحاب رسول ﷺ کو نبی ﷺ کی صحابیت سے خارج کردیا، جن میں عباس بن عبدالمطلب نبی ﷺ کے چچا، اور ان کے بیٹے حبر امت، ترجمان القرآن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم بھی ہیں۔ اسی طرح ابوموسیٰ اشعری، ابوھریرۃ اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہم وغیرہ جیسے بے شمار صحابہ کو شرف صحابیت سے فارغ کردیا۔

یہ چودھویں صدی میں ایک بدعت اور محدث قول ہے، اس مالکی سے قبل یہ بات کسی نے نہیں کہی، سوائے اسی جیسے ایک نوعمر نوجوان کے، جس کا نام عبدالرحمٰن بن محمد الحکلی ہے۔

اس کی اس گھٹیا کتاب میں صحابۂ کرام کی عدالت کا بھی انکار ہے، اس کے خیال فاسد کے مطابق اکثر صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو نبی ﷺ کے حوض سے دھتکار دیا جائے گا اور نعوذ باللہ واصلِ جہنم کردیا جائے گا۔

اس کا کہنا ہے کہ صحابۂ کرام میں سے بہت تھوڑی تعداد نجات پا سکے گی۔ (اس نے اس تھوڑی تعداد کے بیان کیلئے " مثل همل النعم " کی تعبیر استعمال کی ہے، یہ تعبیر ایک حدیث میں وارد ہوئی ہے، جس کا بیان آگے آئے گا، اس تعبیر سے کسی شی کی تعداد کی قلت کا اظہار مقصود ہوتا ہے، " همل النعم " ریوڑ کے ان چند اونٹوں کو کہتے ہیں جو چرواہے کے بغیر دن یا رات گزاریں، ایسے اونٹوں کی تعداد بہت کم ہوتی ہے۔)

اس شخص (مالکی) کے مذکورہ بیانات سے ثابت ہوگیا کہ اس کا تعلق اہل السنۃ سے نہیں بلکہ روافض حاقدین علی اصحاب رسول اللہ ﷺ سے ہے۔ میں نے ایک کتاب بعنوان "الانتصار للصحابة الاخيار في رد اباطيل حسن المالكي " لکھی ہے، جس میں اس کی تمام اباطیل و خرافات کا رد کیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اس کتاب میں، میں نے حوض سے دور ہٹائے جانے کے تعلق سے لکھا ہے:

مالکی نے جو عدالتِ صحابہ کا انکار کیا ہے، اس کے رد کی ساتویں وجہ یہ ہے کہ مالکی اپنی کتاب کے صفحہ ۶۳ میں لکھتا ہے کہ "صحابۂ کرام کی مذمت عام میں جو احادیث وارد ہوئی ہیں، ان میں سے ایک حدیث وہ ہے جس میں صحابہ کے ایک جمِ غفیر کو جہنم کی طرف جاتا دیکھ کر نبی ﷺ فرمائیں گے: یہ تو میرے صحابی ہیں، یہ تو میرے صحابی ہیں۔ کہا جائے گا: آپ (ﷺ) نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ (ﷺ) کے بعد کیا کیا نئے طریقے اپنا لئے۔ یہ بخاری و مسلم کی حدیث ہے جبکہ صحیح بخاری میں (بقول مالکی) یہ الفاظ بھی وارد ہیں: [فلا أری یخلص منکم إلا مثل همل النعم] یعنی تم میں سے بہت تھوڑے لوگ "مثل همل النعم" نجات پائیں گے۔"

اب اس مخالف و معاند کا کہنا ہے کہ صحابہ کیلئے کیا امتیاز باقی رہ گیا جبکہ نبی ﷺ نے فرمادیا کہ ان میں سے بہت تھوڑے لوگ نجات پائیں گے، باقی تمام جہنم میں جھونک دیئے جائیں گے (والعیاذ باللہ) اس حاقد اور معاند نے یہی بات اپنی کتاب کے صفحہ ۶۴ میں دہرائی ہے۔

ہم اس کے جواب میں عرض کرتے ہیں: صحیح بخاری، کتاب الرقاق کی جس حدیث کا اس نے حوالہ دیا ہے، وہ ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، اس کے الفاظ یوں ہیں (۶۵۸۷):

[بينا أنا نائم فإذا زمرة، حتى إذا عرفتهم خرج رجل من بيني وبينهم فقال: هلم، فقلت: أين؟ قال: إلى النار والله! قلت: وما شأنهم؟ قال: إنهم ارتدوا بعدك على أدبارهم القهقرى، ثم إذا زمرة، حتى إذا عرفتهم خرج رجل من بيني وبينهم، فقال: هلم، قلت: أين؟ قال: إلى النار والله! قلت: ما شأنهم؟ قال: إنهم ارتدوا بعدك على أدبارهم القهقرى، فلا أراه يخلص منهم إلا مثل همل النعم]

ترجمہ: [ایک بار میں سو رہا تھا کہ میں نے ایک جماعت دیکھی جب میں ان کو پہچان

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

میرے اور ان کے درمیان سے ایک شخص نکلا، اس نے کہا: ادھر آؤ، میں نے پوچھا: کہاں؟ اس نے کہا: جہنم کی طرف اللہ کی قسم، میں نے پوچھا: ان کا کیا معاملہ ہے؟ اس نے کہا: انہوں نے آپ کے بعد اپنی پشتوں کے بل پھر کر ارتداد اختیار کر لیا تھا۔ پھر ایک جماعت ظاہر ہوئی، جب میں انہیں پہچان چکا تو ایک آدمی میرے اور ان کے درمیان سے برآمد ہوا، اس نے کہا: آؤ، میں نے کہا: کس طرف؟ اس نے کہا: جہنم کی طرف اللہ کی قسم، میں نے پوچھا: ان کا کیا معاملہ ہے؟ اس نے کہا: انہوں نے آپ (ﷺ) کے بعد اپنی پشتوں کے بل پھر کر ارتداد اختیار کیا تھا۔ میں نہیں سمجھتا کہ ان میں سے کچھ لوگ بچ کر (حوض تک پہنچ سکیں)، مگر اتنی سی تعداد میں جتنی تعداد میں بن چرواہے رات یا دن گزارنے والے اونٹ ہوتے ہیں۔]

حافظ ابن حجر اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

نبی ﷺ کا فرمان: [بین انا نائم] اکثر نسخوں میں اسی طرح وارد ہوا ہے، جبکہ کشمیہنی کے نسخہ میں "نائم" بالنون کی بجائے "قائم" بالقاف ہے، اور یہ روایت زیادہ درست معلوم ہوتی ہے کیونکہ قیام سے مراد قیامت کے دن حوض پہ کھڑا ہونا ہے، اگر "نائم" لیا جائے تو وہ بھی درست ہے، اس سے مراد یہ ہوگا کہ آپ ﷺ نے دنیا میں خواب میں قیامت کے دن (حوض پہ کھڑا ہونے کا) وہ منظر دیکھا (جس کا آپ ﷺ نے حدیث مذکور میں ذکر فرمایا ہے)

حافظ ابن حجر نے حدیث کے آخری حصہ [فلا اراہ یخلص منهم إلا مثل همل النعم] کا مطلب بیان فرماتے ہوئے لکھا ہے کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو حوض کوثر پہ وارد ہونے کیلئے قریب آئیں گے تو انہیں روک دیا جائے گا۔ (حافظ ابن حجر مزید فرماتے ہیں) مطلب یہ ہے کہ ان میں سے حوض کوثر پر وارد ہونے والے بہت تھوڑے لوگ ہونگے؛ کیونکہ اونٹوں میں سے بن چرواہے اونٹ بہت تھوڑے ہوتے ہیں۔

گویا مذکورہ حدیث میں وارد الفاظ "فلا اراہ یخلص منهم إلا مثل همل النعم" کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

مطلب یہ ہے کہ حدیث مذکور میں جن دو جماعتوں کے حوض پر وارد ہونے کا ذکر ہے، ان میں سے بہت تھوڑے لوگ حوض پر وارد ہو سکیں گے، حدیث مذکور سے کہیں یہ ثابت نہیں ہو رہا کہ آپ ﷺ پر آپ کے صحابہ کی صرف یہی دو جماعتیں پیش ہونگی۔

مامقانی نے جب حدیث مذکور کو بیان کیا تو اس میں ایک غلط لفظ ڈال دیا، اور اسی غلط لفظ کی بنیاد پر صحابہ کرام پر ایک غلط حکم عام قائم کر دیا، چنانچہ اس کا کہنا ہے کہ صحیح بخاری میں یوں بھی مروی ہے، "فلا اری ینجو منکم إلا مثل همل النعم" اس نے "منکم" مخاطب کے لفظ کے ساتھ حدیث بیان کی حالانکہ حدیث میں "منهم" ہے، پھر اس نے اپنے غلط لفظ "منکم" کی بنیاد پر یہ بات کہہ دی کہ صحابہ کیلئے کیا امتیاز باقی رہ گیا جبکہ نبی ﷺ نے فرما دیا کہ ان میں سے بہت تھوڑے لوگ نجات پا سکیں گے، باقی تمام جہنم میں جھونک دیے جائیں گے (والعیاذ باللہ)

نیز یہ کہہ دیا کہ نبی ﷺ نے خبر دی ہے کہ قیامت کے دن آپ ﷺ کے صحابہ میں سے بہت کم لوگ "مثل همل النعم" نجات پا سکیں گے۔

اس نے یہ بات کہہ کر نبی ﷺ پر جھوٹ باندھا ہے؛ کیونکہ نبی ﷺ نے یہ خبر نہیں دی کہ صحابہ کرام میں سے بہت کم نجات پا سکیں گے۔ (بلکہ نبی ﷺ کی حدیث کا نص یہ ہے کہ قیامت کے دن جو دو جماعتیں حوض پر وارد ہونے کیلئے آئیں گی، چونکہ ان میں سے اکثر نے ارتداد اختیار کر لیا تھا لہذا ان میں سے اکثر کو حوض سے روک لیا جائے گا اور بہت کم حوض پر وارد ہو سکیں گے، گویا اس حدیث میں صحابہ کرام کا ذکر نہیں بلکہ ان تھوڑے سے لوگوں کا ذکر ہے، جنہوں نے نبی ﷺ کے دور میں اسلام قبول تو کر لیا لیکن آپ ﷺ کے فوت ہوتے ہی ارتداد اختیار کر لیا۔ مترجم)

ہوسکتا ہے مامقانی کی مذکورہ بات عمداً نہ ہو بلکہ بربنائے خطا ہو (واللہ اعلم)

بعض احادیث میں جو یہ بات وارد ہوئی ہے، کہ آپ ﷺ کے حوض سے آپ ﷺ کے اصحاب میں سے کچھ لوگوں کو دور کر دیا جائے گا، اور آپ ﷺ اصحابی یا اصیحابی کہیں گے، آپ

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کو جواب ملے گا کہ آپ (ﷺ) نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ (ﷺ) کے بعد کیا کیا نئی چیزیں اپنائی تھیں۔ تو اس سے مراد وہ تھوڑے سے لوگ ہیں جو نبی ﷺ کی وفات کے بعد مرتد ہو گئے تھے، امیر المومنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان مرتدین سے قتال کیلئے اپنے لشکر روانہ کئے، جو ان مرتدین کو قتل کر کے کامیاب وکامران واپس لوٹ آئے۔

میں کہتا ہوں: اگر اس شخص (مالکی) کے زعم میں اکثر اصحاب رسول ﷺ کا انجام جہنم کی آگ ہے اور بہت کم نجات پاسکیں گے، تو پھر یہ مالکی اپنے لئے کس قسم کا انجام سوچے بیٹھا ہے۔

ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت اور سلامتی کا سوال کرتے ہیں اور ہر قسم کی ذلت وخذلان سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتے ہیں۔

اس شخص (مالکی) کا زعم ہے کہ شرعی صحبت صرف ان مہاجرین وانصار صحابۂ کرام کو حاصل ہے جو صلح حدیبیہ سے قبل موجود تھے، صلح حدیبیہ کے بعد آنے والے اس کے زعم فاسد کے مطابق صحابہ کے زمرہ میں شامل نہیں ہیں۔

اب اس کا یہ قول کہ صحابہ میں سے بہت تھوڑے نجات پائیں گے، بقیہ سب جہنم میں جھونک دیئے جائیں گے، اس کا اطلاق انہیں انصار ومہاجرین صحابہ پر ہوگا جو حدیبیہ سے قبل آئے، (کیونکہ وہ انہی کو صحابی مانتا ہے) تو یہ صحابہ جو اس امت کا سب سے بہترین طبقہ ہے، اگر جہنم سے نہیں بچ سکتے تو پھر امت کا وہ کون سا فرد ہے جو جہنم سے بچ سکے گا۔

یہود ونصاریٰ بھی موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کے اصحاب کے بارہ میں وہ بات نہیں کہہ سکے جو یہ مالکی کہہ گیا، جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ شخص قبح وفساد اور شر کی انتہاء کو پہنچا ہوا ہے، جو شخص بھی اس کی یہ بات سنے گا یا بذات خود پڑھے گا تو وہ یا تو اسے مفقود العقل سمجھے گا یا اسے پرلے درجے کا خبیث اور صحابۂ کرام جو امت کی سب سے افضل جماعت ہے پر حاقد قرار دے گا، خاص طور پر اس کا یہ کہنا کہ عباس بن عبدالمطلب اور ان کا بیٹا عبداللہ صحابی نہیں تھے، اور خاص طور

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

پاس اس کا یہ کہنا کہ اکثر صحابہ (تھوڑی تعداد کے علاوہ) جہنم میں جائیں گے۔

پھر اگر اس شخص کے زعم کے مطابق، اکثر صحابہ (علاوہ بعض کے) جہنمی ہیں، تو کتاب وسنت تو ہم تک صحابہ کرام کے طریق ہی سے پہنچا ہے، وہی رسول اللہ ﷺ اور بعد میں آنے والے لوگوں کے درمیان واسطہ ہیں، تو پھر لوگوں کے پاس کون سا حق اور کون سی ہدایت ہے؟ کیونکہ ناقل میں قدح اور جرح منقول میں قدح اور جرح کے مترادف ہے۔

امام ابوزرعہ الرازی (المتوفی:۲۶۴) فرماتے ہیں: "اذا رأیت الرجل ینتقص أحدا من أصحاب رسول الله ﷺ فاعلم انه زندیق وذلک ان رسول الله ﷺ عندنا حق والقرآن حق، وإنما أدی إلینا هذا القرآن والسنن أصحاب رسول الله ﷺ وإنما یریدون أن یجرحوا شهودنا لیبطلوا الکتاب والسنة، والجرح بهم أولی وهم زنادقة"

ترجمہ: "جب تم کسی شخص کو اصحابِ رسول ﷺ پر جرح کرتے ہوئے دیکھو تو یقین کرلو کہ وہ زندیق ہے؛ کیونکہ ہمارے نزدیک رسول اللہ ﷺ حق ہیں، اور قرآن بھی حق ہے، ہماری طرف قرآن اور رسول اللہ ﷺ کی احادیث پہنچانے والے رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں، یہ زنادقہ چاہتے ہیں کہ ہمارے ان گواہوں (صحابہ کرام) پر جرح کرکے کتاب وسنت کو باطل کردیں، حالانکہ یہ خود جرح وقدح کے مستحق ہیں اور زندیق ہیں"

(الکفایة للخطیب البغدادی (ص۴۹)

مالکی کی دیگر اباطیل جنہیں اس نے اپنی کتاب "قراءة فی کتب العقائد" میں ذکر کیا ہے، میں ان سے بھی پردہ اٹھانا چاہتا ہوں، ان شاء اللہ تعالیٰ۔ ان تمام اباطیل پر اپنی کتاب "الانتصار لأهل السنة والحدیث فی رد اباطیل حسن المالکی" میں بلند وزورچا کر صفایا کروں گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ایمان کی تعریف اور حقیقت

۲۲. قولہ: " وأن الایمان قول باللسان ، وإخلاص بالقلب، وعمل بالجوارح ،یزید بزیادة الأعمال، وینقص بنقصها ، فیکون فیها النقص وبها الزیادة ، ولا یکمل قول الایمان إلا بالعمل ، ولا قول وعمل إلا بنیة ، ولا قول وعمل ونیة إلا بموافقة السنة . وأنہ لا یکفر أحد بذنب من أھل القبلة "

ترجمہ: "اور بے شک ایمان زبان کے اقرار، دل کے اخلاص، اور اعضاء کے عمل کا نام ہے، نیکیوں کی زیادتی سے بڑھتا ہے اور کمی سے گھٹتا ہے، ایمان میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے، ایمان کا قول، عمل کے بغیر پورا نہیں ہوتا، اور قول و عمل دونوں نیت کی درستگی کے بغیر نامکمل ہیں، اور قول، عمل اور نیت تینوں رسول اللہ ﷺ کی سنت کی مطابقت کے بغیر ناقابلِ قبول ہیں، اور اہلِ قبلہ میں سے کوئی شخص کسی گناہ کے ارتکاب سے کافر نہیں ہو جاتا"

شرح

(یہاں چند مسائل کا ذکر ہے)

اہل السنہ والجماعۃ کے نزدیک ایمان کی تعریف

(۱) اہل السنہ والجماعۃ کے نزدیک، ایمان دل کی تصدیق، زبان کے اقرار اور اعضاء کے عمل سے بنتا ہے، ان کے نزدیک یہ تینوں امور کی ایمان میں داخل ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ. الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ. أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا ۚ لَّهُمْ دَرَجَاتٌ عِندَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ﴾ (الانفال:۲تا۴)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ترجمہ:"بس ایمان والے تو ایسے ہوتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر آتا ہے تو ان کے قلوب ڈر جاتے ہیں اور جب اللہ کی آیتیں ان کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ آیتیں ان کے ایمان کو اور زیادہ کر دیتی ہیں اور وہ لوگ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔ جو کہ نماز کی پابندی کرتے ہیں اور ہم نے ان کو جو کچھ دیا ہے وہ اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ سچے ایمان والے یہی لوگ ہیں ان کیلئے بڑے درجے ہیں ان کے رب کے پاس اور مغفرت اور عزت کی روزی ہے"

ان آیات میں قلوب واعضاء کے تمام اعمال ایمان میں داخل کیے گئے ہیں۔

صحیح مسلم (۵۸) میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: [الایمان بضع وسبعون أو بضع وستون شعبة ، فأفضلها قول لاإله الا الله ، وأدناها اماطة الاذى عن الطريق والحياء شعبة من الايمان]

یعنی: [ایمان کے ستر سے کچھ زیادہ یا ساٹھ سے کچھ زیادہ شعبے ہیں، سب سے افضل "لا إلہ الا اللہ" کہنا ہے، اور سب سے ادنیٰ راستے سے تکلیف دہ چیز کا ہٹانا ہے، اور حیاء بھی ایمان کا شعبہ ہے]

اس حدیث نے بڑی صراحت سے ثابت کیا ہے کہ دل، زبان اور اعضاء سے ادا ہونے والا عمل ایمان کہلاتا ہے۔ البتہ قرآن حکیم کی بہت سی آیات میں جو عمل صالح کا ایمان پر عطف ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان:

﴿ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنَّاتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ﴾

ترجمہ (بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کی مہمان نوازی جنت الفردوس میں ہوگی) (الکھف:۱۰۷)

نیز فرمایا: ﴿ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ﴾

ترجمہ:"بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے یہ لوگ بہترین خلائق ہیں" (البینہ:۷)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

نیز فرمایا: ﴿ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمَٰنُ وُدًّا ﴾

ترجمہ: ”جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے کام بھی اچھے کئے یقیناً ان کیلئے جنت الفردوس کے باغات کی مہمانی ہے“ (الکہف: ۱۰۷)

ان تمام آیات میں عطف کی دلالت یہ نہیں ہے کہ اعمال، مسمیٰ ایمان میں داخل نہیں بلکہ یہ عطف، از قبیل عطف الخاص علی العام ہے۔ (نہ کہ برائے مغایرت)۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ لوگوں میں ایمان کے تعلق سے پایا جانے والا تفاوت، اعمال کے تفاوت کی بناء پر ہے، نیز اقوال کے بھی؛ کیونکہ قول بھی زبان کا عمل ہے، بلکہ بعض اوقات تو یہ تفاوت، عمل قلب کی بناء پر بھی قائم ہو جاتا ہے۔

حافظ ابن حجر نے فتح الباری (۱/۴۶) میں امام نووی کے حوالے سے نقل کیا ہے:

”انتہائی ظاہر اور مختار قول کے مطابق تصدیق، جو دل کا فعل ہے، میں بھی کثرت نظر اور وضوح ادلہ کی وجہ سے کمی بیشی واقع ہو جاتی ہے، اسی لئے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایمان، دوسروں کے ایمان سے زیادہ قوی تھا؛ کیونکہ ان کے ایمان میں کسی شبہ کا کوئی شائبہ یا امکان نہیں تھا، ہماری اس بات کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ ہر شخص بذاتِ خود یہ بات جانتا ہے کہ اس کے دل کی کیفیت میں تبدیلی، تفاضل یا کمی بیشی آتی رہتی ہے، حتی کہ بعض اوقات دل زیادہ دولتِ یقین واخلاص وتوکل سے معمور ہوتا ہے اور بعض حالات میں یہ کیفیت برقرار نہیں رہتی، اسی طرح تصدیق ومعرفت میں بھی دلائل کی قوت وکثرت کی بناء پر کمی بیشی واقع ہوتی رہتی ہے“ (انتہی)

(۲) ایمان کی تعریف سے عمل کو خارج کرنے والے دو گروہ ہیں، ایک جنہیں ”مرجئة الغلاة“ کہا جاتا ہے، ان کا کہنا ہے کہ ہر وہ شخص جو ایمان قبول کرلے، کامل الایمان ہوتا ہے، ایمان کی موجودگی میں کوئی گناہ نقصان نہیں دیتا، جیسا کہ کفر کی موجودگی میں کوئی نیکی نفع نہیں دیتی۔ یہ قول بہت بڑا باطل، بلکہ کفر ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

دوسرے جنہیں "مرجئۃ الفقہاء" کہا جاتا ہے، یہ اہل کوفہ ہیں جو بیشتر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے پیروکار ہیں، یہ بھی گو ایمان میں اعمال کے عدمِ دخول کے قائل ہیں، البتہ "مرجئۃ الغلاۃ" کے اس قول کے مخالف ہیں کہ ایمان کی موجودگی میں گناہ نقصان نہیں دیتا۔ بلکہ وہ گناہ پر مواخذہ اور سزا ملنے کے قائل ہیں۔

مرجئۃ الفقہاء کا قول بھی صحیح نہیں؛ کیونکہ اس سے بھی اہل کلام مرجئہ کی بدعات کا راستہ ہموار ہوتا ہے، نیز یہ فکر معاشرہ میں فسق وفجور کے پنپنے اور رواج پانے کا ذریعہ بنتا ہے، تفصیل کیلئے شرح طحاویہ (۴۷۰) ملاحظہ ہو۔

(۳) نیکی کے کاموں سے ایمان بڑھتا ہے، جبکہ معصیتوں کے ارتکاب سے گھٹتا ہے۔

زیادتی ایمان کی ادلہ، درج ذیل آیات ہیں:

﴿ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ﴾ (الانفال:۲)

ترجمہ "بس ایمان والے تو ایسے ہوتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر آتا ہے تو ان کے قلوب ڈر جاتے ہیں اور جب اللہ کی آیتیں ان کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ آیتیں ان کے ایمان کو اور زیادہ کر دیتی ہیں اور وہ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں"

نیز فرمایا: ﴿ فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا فَزَادَتْهُمْ إِيمَانًا ﴾ (التوبہ:۱۲۴)

ترجمہ: "سو جو لوگ ایمان دار ہیں اس سورت نے ان کے ایمان کو زیادہ کیا"

نیز فرمایا: ﴿ هُوَ الَّذِي أَنزَلَ السَّكِينَةَ فِي قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ لِيَزْدَادُوا إِيمَانًا ﴾

ترجمہ: "وہی ہے جس نے مسلمانوں کے دلوں میں سکون (اور اطمینان) ڈال دیا تاکہ اپنے ایمان کے ساتھ ہی ساتھ اور بھی ایمان میں بڑھ جائیں" (الفتح:۴)

نیز فرمایا: ﴿ الَّذِينَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُ

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

هُمْ اِیْمَانًا ﴾ (آل عمران:۱۷۳)

ترجمہ: "وہ لوگ کہ جب ان سے لوگوں نے کہا کہ کافروں نے تمہارے مقابلے میں لشکر جمع کر لئے ہیں، تم ان سے خوف کھاؤ تو اس بات نے انہیں ایمان میں اور بڑھا دیا"

نیز فرمایا: ﴿ وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّآ اِیْمَانًا وَّتَسْلِیْمًا ﴾ (الاحزاب:۲۲)

ترجمہ: "اور ایمان داروں نے جب (کفار کے) لشکروں کو دیکھا (بے ساختہ) کہہ اٹھے! کہ انہی کا وعدہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسول نے دیا تھا اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا، اور اس (چیز) نے ان کے ایمان میں اور شیوۂ فرماں برداری میں اور اضافہ کر دیا"

ایمان کے کم ہونے کی دلیل رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث ہے:

[من رأى منكم منكرا فليغيره بيده ،فإن لم يستطع فبلسانه ، فإن لم يستطع فبقلبه ،وذلك اضعف الايمان]

ترجمہ: [جو شخص تم میں سے کوئی برائی دیکھے تو اسے اپنے ہاتھ سے بدل دے، اگر ہاتھ سے طاقت نہ ہو تو زبان سے اصلاح کرے، اگر زبان کی بھی طاقت نہ ہو تو اپنے دل میں برا جانے، اور یہ سب سے کمزور ایمان ہے] (صحیح مسلم (۷۸)

ایمان کے کم ہونے کی ایک اور دلیل، حدیث شفاعت بھی ہے، جس میں ان لوگوں کے جہنم سے نکالنے کا ذکر ہے، جن کے دلوں میں ایمان ایک رائی کے دانے کی صورت ہوگا۔ (دیکھیے صحیح بخاری (۷۴۳۹) اور صحیح مسلم (۳۰۲) بروایت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ)

وہ حدیث بھی ایمان کی کمی کی دلیل ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کو ناقصات عقل و دین قرار دیا ہے۔ (صحیح بخاری (۳۰۴) صحیح مسلم (۱۳۲)

حافظ ابن حجر فتح الباری (۱/۴۷) میں فرماتے ہیں: امام لالکائی نے صحیح سند کے ساتھ امام

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

بخاری رحمہ اللہ سے نقل فرمایا ہے، وہ فرماتے ہیں "لقیت أكثر من ألف رجل من العلماء بالأمصار ، فما رأيت أحدا منهم يختلف في أن الايمان قول وعمل ويزيد وينقص"

یعنی: میں مختلف شہروں میں ایک ہزار سے زائد علماء ومحدثین سے مل چکا ہوں سب کا یہ عقیدہ تھا کہ ایمان قول وعمل کا نام ہے، اور بڑھتا اور گھٹتا ہے، اس میں کسی کو اختلاف نہیں تھا۔

امام ابن ابی حاتم الرازی اور امام لالکائی نے اپنی اسانید سے صحابہ اور تابعین کے ایک جم غفیر سے ایمان کے بڑھنے اور گھٹنے کے اقوال نقل فرمائے ہیں، ان میں ایسے صحابہ اور تابعین کے نام بھی ہیں جن پر اجماع دائر ہوتا ہے۔ قاضی فضیل ابن عیاض اور امام وکیع نے ایمان کی کمی وبیشی کو اہل السنۃ والجماعۃ کا قول قرار دیا ہے۔

(۴) "اسلام" اور "ایمان" ان الفاظ میں سے ہیں جو کسی جملے میں اکٹھے مذکور ہوں تو ان کے معنی میں فرق ہوتا ہے اور جب دونوں میں سے ہر کوئی الگ الگ ذکر کیا جائے تو دونوں ایک دوسرے کا معنی دیتے ہیں، چنانچہ حدیث جبریل میں اسلام اور ایمان کو جمع کیا گیا ہے، رسول اللہ ﷺ سے جب ایمان کی بابت سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے اس سوال کا وہ جواب دیا جو ایمان کے لغوی معنی کے مناسب ومطابق تھا، (یعنی: باطنی امور) آپ ﷺ نے فرمایا:

[ان تؤمن بالله وملائكته وكتبه ورسله واليوم الآخر والقدر خيره وشره]

ترجمہ: [یہ کہ تو اللہ تعالی پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر اور قیامت کے دن پر ایمان لائے، اور تقدیر پر خواہ اچھی ہو یا بری]

اور جب آپ ﷺ سے اسلام کی بابت سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے اس سوال کا وہ جواب دیا جو اسلام کے لغوی معنی کے مناسب ومطابق تھا (یعنی: ظاہری امور) آپ ﷺ نے فرمایا:

[ان تشهد أن لا إله إلا الله وأن محمدا رسول الله وتقيم الصلاة ، وتؤتي

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

الزکوۃ، و تصوم رمضان ، و تحج البیت إن استطعت إلیہ سبیلا]

ترجمہ: [یہ کہ تو گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، اور نماز قائم کرے، اور زکوۃ دے، اور رمضان کے روزے رکھے، اور بیت اللہ کا حج کرے اگر استطاعت ہو۔]

اگر لفظِ اسلام کہیں اکیلا مذکور ہو، لفظِ ایمان کے ساتھ مقترن نہ ہو تو اس کا معنی ظاہری و باطنی تمام امور کو شامل ہو سکتا ہے، اسی طرح اگر لفظِ ایمان، لفظِ اسلام کے بغیر مستعمل ہو تو وہ بھی تمام ظاہری و باطنی امور کو شامل ہو سکتا ہے۔

کلامِ عرب میں اس قسم کے بہت سے مرادفات ہیں، جیسے لفظِ فقیر اور مسکین، اور جیسے لفظِ البر اور التقویٰ وغیرہ۔

(۵) ایمان میں تین چیزوں کا اجتماع ضروری ہے: اعتقاد، قول، اور عمل۔

اعتقاد اور قول عمل کے بغیر کافی نہیں، اور ہر قول و عمل کیلئے نیت کا ہونا ضروری ہے؛ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے: [إنما الأعمال بالنیات و إنما لکل امرئ ما نوی]

یعنی: [تمام اعمال کا دارومدار نیت پر ہے، اور انسان کو اس کے عمل سے وہی ملے گا جو اس نے نیت کی] (صحیح بخاری (۱) اور صحیح مسلم (۱۹۰۷))

اگر قول، عمل اور نیت تینوں چیزیں اکٹھی ہو جائیں تو یہ اس وقت تک فائدہ نہیں دے سکتیں جب تک رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق نہ ہوں؛ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

[من أحدث فی أمرنا ھذا ما لیس منہ فھو رد]

ترجمہ: [جس نے ہمارے دین میں کوئی نئی چیز جاری کی وہ مردود ہوگی] (بخاری و مسلم)

صحیح مسلم کی ایک حدیث میں یہ الفاظ بھی وارد ہیں:

[من عمل عملا لیس علیہ أمرنا فھو رد] یعنی: [جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

امر یا تصدیق نہ ہو تو وہ مردود ہے]

(٦) مؤلف نے فرمایا ہے: "ولا يكفر احد بذنب من أهل القبلة" یعنی: "اہل قبلہ میں سے کوئی شخص کسی گناہ کے ارتکاب سے کافر نہیں ہو جاتا۔"

البتہ اگر کوئی شخص دین کے کسی ایسے عمل کا، جس کا وجوب بداہتہً وظاہراً ثابت ہو، انکار کر دے، مثلاً: نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج، تو وہ کافر ہو جائے گا۔ اسی طرح اگر کوئی شخص دین کے کسی ایسے مسئلے کی تحریم کا انکار کر دے، جس کی تحریم ظاہراً و بداہتہً ثابت ہو، مثلاً: شراب نوشی، اور زنا وغیرہ تو وہ بھی کافر ہو جائے گا۔

جو شخص کسی کبیرہ گناہ کا ارتکاب کرلے، بشرطیکہ وہ اس کے ارتکاب کو جائز اور حلال نہ مانتا ہو تو اہل السنۃ کے نزدیک وہ مؤمن ہے، البتہ اس کا ایمان ناقص ہے، اگر توبہ کیے بغیر مرگیا تو اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہوگا، چاہے عذاب دے دے، اور چاہے معاف فرما دے۔ اگر عذاب دے گا تو اسے جہنم میں ہمیشہ نہیں رکھے گا۔

اہل السنۃ کے اس قول کی فرقہ معتزلہ اور خوارج نے مخالفت کی ہے، ان کے نزدیک گناہ کبیرہ کا مرتکب، دنیا میں ایمان سے خارج ہو جاتا ہے، اور آخرت میں جہنم میں ہمیشہ رہے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

برزخی حیات

۲۳۔ قولہ: "وان الشهداء احياء عند ربهم يرزقون ، وأرواح أهل السعادة باقية ناعمة إلى يوم يبعثون ،وأرواح أهل الشقاوة معذبة إلى يوم الدين."

ترجمہ: "شہداء زندہ ہیں اور اپنے رب کے پاس رزق دیے جاتے ہیں، نیک لوگوں کی روحیں قیامت قائم ہونے تک نعمتوں سے متمتع ہوتی رہیں گی، جبکہ برے لوگوں کی روحیں قیامت تک مبتلائے عذاب رہیں گی۔"

شرح

شہداء کی برزخی زندگی اور اس کی نعمتوں کا بیان

اللہ عزوجل کا فرمان ہے:

﴿ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ ﴾

ترجمہ: "جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید کیے گئے ہیں ان کو ہرگز مردہ نہ سمجھیں، بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس روزیاں دیے جاتے ہیں" (آل عمران:۱۶۹)

نیز فرمایا: ﴿ وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَكِنْ لَا تَشْعُرُونَ ﴾ (البقرۃ:۱۵۴)

ترجمہ: "اور اللہ تعالیٰ کی راہ کے شہیدوں کو مردہ مت کہو وہ زندہ ہیں، لیکن تم نہیں سمجھتے"

یہ حقیقی برزخی حیات کہلاتی ہے، جس کی کیفیت اللہ عزوجل کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ رسول اللہ ﷺ کی احادیث میں یہ بیان ہے کہ شہداء کی روحیں سرسبز پرندوں کے اجواف میں ہوتی ہیں، جبکہ دیگر اہل ایمان کی روحیں ایک پرندے کی صورت میں ہوتی ہیں۔ (جنت کے اندر)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

قبر میں مؤمنوں کو نعمتیں حاصل ہوتی ہے اور کافروں کو عذاب

مؤمن کی قبر میں جنت کا بستر بچھایا جاتا ہے، ایک دروازہ جنت کی طرف کھول دیا جاتا ہے جہاں سے مسلسل جنت کی ہوائیں اور خوشبوئیں پہنچتی رہتی ہیں، اور اس کی قبر کو تاحدِ نگاہ کشادہ کر دیا جاتا ہے۔

جبکہ کافر کی قبر میں جہنم کا بستر بچھا دیا جاتا ہے، اور ایک دروازہ جہنم کی طرف کھول دیا جاتا ہے، جہاں سے مسلسل جہنم کی گرم ہوائیں پہنچتی رہتی ہیں، قبر اس قدر تنگ کر دی جاتی ہے کہ پسلیاں ایک دوسرے میں داخل ہو جاتی ہیں۔
یہ تمام احادیث مع تخریج گزر چکی ہیں۔

قبر کا فتنہ اور امتحان

۲۴۔ قوله: " وأن المؤمنين يفتنون في قبورهم ويسألون ، ﴿ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ. ﴾ (ابراہیم:۲۷)

ترجمہ: مؤمنین کو ان کی قبروں میں آزمائش اور امتحان کے مرحلے سے گزارا جائے گا۔ "اللہ تعالیٰ اہلِ ایمان کو قولِ ثابت کے ساتھ دنیا کی زندگی اور آخرت میں ثابت قدمی عطا فرماتا ہے"

شرح

تمام لوگ اپنی قبروں میں آزمائش اور امتحان (منکر نکیر کے سوالات) کے مرحلے سے دوچار ہونگے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اہلِ ایمان کو قولِ ثابت کے ساتھ دنیوی زندگی اور آخرت میں ثابت قدمی عطا فرمائے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

قبر کے فتنہ اور سوال کے حوالے سے بہت سی احادیث وارد ہیں، امام بخاری اپنی صحیح (۸٦) میں فاطمہ بنت منذر سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے اسماء سے اور اسماء نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما سے، سورج گرہن کے واقعہ میں رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان نقل کیا ہے:

ترجمہ: [جو چیزیں میں آج تک نہیں دکھایا گیا تھا، آج میں نے اپنے اس مقام میں دیکھ لیں، حتی کہ جنت اور جہنم بھی، اللہ تعالی نے مجھے وحی کر کے بتایا کہ تم اپنی قبروں کے اندر فتنے میں ڈالے جاتے ہو، اور یہ فتنہ، دجال کے فتنے کے مثل یا قریب ہے، (فاطمہ بنت منذر کا کہنا ہے کہ مجھے معلوم نہیں کہ اسماء نے کون سا لفظ ذکر کیا)

پوچھا جائے گا: اس آدمی کے بارہ میں تم کیا جانتے ہو؟

مؤمن یا موقن (وہ شخص جسے یقین کی نعمت میسر ہو، فاطمہ کا کہنا ہے کہ مجھے یاد نہیں کہ اسماء نے ان میں سے کون سا لفظ استعمال کیا) کہے گا: وہ محمد ﷺ ہیں، وہ اللہ تعالی کے رسول ہیں، ہمارے پاس بینات اور ہدایت لیکر آئے، ہم نے آپ ﷺ کی دعوت قبول کرلی اور آپ ﷺ کی اتباع اختیار کرلی، وہ محمد ﷺ ہیں۔ (یہ لفظ تین بار کہے گا)

اس سے کہا جائے گا: تم میٹھی نیند سو جاؤ، ہمیں پتا چل گیا تھا کہ تم خوب یقین کی نعمت سے مالا مال ہو۔

منافق یا مرتاب (یعنی وہ شخص جو شک وشبہ میں مبتلا ہو، فاطمہ کہتی ہیں مجھے یاد نہیں کہ اسماء نے کون سا لفظ کہا تھا) سے جب یہی سوال ہوگا تو وہ کہے گا: میں نہیں جانتا، میں نے تو لوگوں کو ایک بات کہتے ہوئے سنا اور وہی کہنا شروع کردیا۔

امام بخاری نے اپنی صحیح (۴٦۹۹) میں براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [المسلم إذا سئل في القبر يشهد أن لا إله إلا الله وأن محمدا رسول الله، فذلك قوله: ﴿ يُثَبِّتُ اللهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ. ﴾]

ترجمہ: [مسلمان جب قبر میں سوال کیا جاتا ہے تو وہ "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کی گواہی دیتا ہے، اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے یہی گواہی مراد ہے" اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو قول ثابت کے ساتھ دنیا کی زندگی اور آخرت میں ثابت قدمی عطا فرماتا ہے"] (یعنی قول ثابت سے مراد کلمہ" لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کی گواہی ہے، اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ثابت قدمی کے ملنے سے مراد قبر میں اس کلمہ کو پڑھنے کی توفیق مرحمت فرمانا ہے، جو کامیابی کی علامت ہے، قبر میں اور قیامت کے دن)

مسند احمد میں، بسند حسن، براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث مروی ہے، جس میں رسول اللہ ﷺ کے یہ الفاظ بھی مذکور ہیں: [قبر میں مومن کے پاس دو فرشتے آئیں گے، اسے بٹھائیں گے اور پوچھیں گے: تیرا رب کون ہے؟ وہ کہے گا: میرا رب اللہ ہے۔ وہ پوچھیں گے: تیرا دین کیا ہے؟ وہ جواب دے گا: میرا دین اسلام ہے۔ وہ پوچھیں گے: جو شخص تم میں مبعوث ہوا وہ کیا ہے؟ کہے گا: وہ رسول اللہ ﷺ ہیں۔

جب کہ کافر کے پاس وہی دونوں فرشتے آئیں گے، اسے بٹھائیں گے، اور پوچھیں گے: تیرا رب کون ہے؟ جواب دے گا: ہائے افسوس مجھے معلوم نہیں۔ وہ پوچھیں گے: تیرا دین کیا ہے؟ وہ جواب دے گا: ہائے افسوس مجھے معلوم نہیں۔ وہ پوچھیں گے: جو شخص تم میں مبعوث ہوا کون ہے؟ جواب دے گا: ہائے افسوس مجھے معلوم نہیں۔]

مصنف عبدالرزاق (۶۷۴۴) میں ابن جریج کے طریق سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: مجھے ابو الزبیر نے یہ حدیث سنائی، انہوں نے جابر بن عبداللہ الانصاری سے سنی، فرماتے ہیں:

[بے شک یہ امت اپنی قبروں میں آزمائی جاتی ہے، ایک مومن جب اپنی قبر میں داخل ہو جاتا ہے اور اس کے دوست واحباب اسے چھوڑ کر چلے جاتے ہیں، تو ایک فرشتہ شدید غیظ وغضب کی حالت میں آکر، ڈانٹ ڈپٹ کے انداز میں پوچھتا ہے: اس شخص کے بارہ میں تم کیا کہتے تھا

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

مومن جواب دیتا ہے: وہ اللہ کے رسول اور اس کے بندے ہیں۔ فرشتہ کہتا ہے: ذرا اپنے اس ٹھکانے کو دیکھو جو تمہارے لئے پہلے جہنم میں بنایا گیا تھا، جس سے اللہ تعالیٰ نے تمہیں نجات دے دی ہے، اور اس کے بدلے میں جنت کا ٹھکانہ عطا فرمادیا ہے۔

مومن ان دونوں ٹھکانوں کو دیکھے گا، پھر خوشی سے کہے گا: میں اپنے اہل کو خوشخبری دے آؤں؟

کہا جائے گا: یہیں پرسکون رہو، اب یہ تمہارا ہمیشہ کا مستقل ٹھکانہ ہے۔

منافق کو جب اس کے ساتھی دفن کر کے چلے جاتے ہیں، تو اس سے فرشتہ پوچھتا ہے: تیرا اس شخص کے بارہ میں کیا خیال ہے؟ وہ کہتا ہے: مجھے معلوم نہیں، میں تو وہی کچھ کہتا تھا جو لوگ کہا کرتے تھے۔ فرشتہ کہے گا: تو نے کچھ نہ جانا، اب ذرا اپنا وہ ٹھکانہ دیکھ لے جو پہلے تیرے لئے جنت میں تیار کیا گیا تھا، اللہ تعالیٰ نے اس کے بدلے جہنم کا ٹھکانہ تیار کر دیا ہے۔]

اس حدیث کی سند صحیح ہے اور یہ مرفوع کے حکم میں ہے (اس کی وجہ یہ ہے کہ صحابی اس قسم کی خبر اپنے رائے سے نہیں دے سکتا لہذا وہ حدیث جو صحابی پر موقوف ہو لیکن مضمون حدیث ایسا ہو جس میں ذاتی رائے کی گنجائش نہ ہو تو اسے علماء نے مرفوع کا حکم دیا ہے۔ ملاحظہ ہو الفیۃ الحدیث للامام العراقی وغیرہ)

امام مسلم نے اپنی صحیح (۵۸۸) میں ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ کی روایت سے رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان نقل فرمایا ہے: [إذا تشهد أحدكم فليستعذ بالله من أربع ، يقول : اللهم إني اعوذ بك من عذاب جهنم ، ومن عذاب القبر ، ومن فتنة المحيا والممات ، ومن شر فتنة المسيح الدجال]

ترجمہ: [جب تم میں سے کوئی شخص نماز میں تشہد پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ کی چار چیزوں سے پناہ طلب کرے، یوں کہے: اے اللہ میں جہنم کے عذاب سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں، اور قبر کے عذاب سے بھی، اور زندگی اور موت کے فتنہ سے بھی، اور مسیح دجال کے فتنہ کے شر سے بھی (تیری پناہ میں آتا ہوں)]

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

صحیح بخاری (١٣٧٧) میں ہے:

عن ابی هريرة رضی الله عنه قال :[كان رسول الله ﷺ يدعو: اللهم إني اعوذبك من عذاب القبر، ومن عذاب النار، ومن فتنة المحيا والممات، ومن فتنة المسيح الدجال]

ترجمہ: ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں:[رسول اللہ ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے: اے اللہ میں عذاب قبر سے، عذاب جہنم سے، زندگی اور موت کے فتنے سے اور مسیح دجال کے فتنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں]

یہ تین امور، جن کی بابت قبر میں سوال کیا جائے گا، (یعنی: من ربک ؟ ما دینک ؟من نبیک؟) عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث میں اکٹھے ذکر ہوئے ہیں، چنانچہ صحیح مسلم (٥٦) میں ہے، عباس بن عبدالمطلب نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

[ذاق طعم الايمان من رضي بالله ربا ، وبالاسلام دينا، وبمحمد رسولا]

یعنی:[اس شخص نے ایمان کی حلاوت چکھ لی جو اللہ تعالیٰ کو رب مان کر اور اسلام کو دین مان کر اور محمد ﷺ کو رسول مان کر راضی ہوگیا]

انہی تین امور کا صبح وشام کے اذکار میں بھی ذکر ہے، اس کے علاوہ اذان کی دعا میں بھی یہ تینوں امور مذکور ہیں۔(اس سے شریعت کی یہ حکمت سمجھ میں آتی ہے، کہ چونکہ یہ تینوں سوال قبر میں پوچھے جائیں گے، اور قبر قیامت کی پہلی گھاٹی ہے، لہذا بندہ ہر روز بار بار ان تینوں امور کو دہراتا رہے، چنانچہ صبح وشام کے اذکار میں، اور پنج وقتہ نمازوں کی اذانوں کے جواب میں یہ تینوں چیزیں یعنی: اللہ پر ایمان، رسول پر ایمان اور دین اسلام کا اقرار، شامل رکھی گئیں، ہم صحیح فہم کے ساتھ یہ دعائیں پڑھنے کی تلقین کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ امتحان قبر میں استقامت اور ثابت قدمی عطا فرمائے)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ نے ایک انتہائی نفیس رسالہ بنام "الاصول الثلاثة وادلتها" تالیف فرمایا ہے، اس رسالہ کی بنیاد بھی تین امور ہیں۔ چنانچہ اصولِ ثلاثہ سے ان کی مراد بھی تین چیزیں ہیں: معرفتِ رب، معرفتِ دین، اور معرفتِ نبی ﷺ۔ یہ رسالہ ہر شخص اور ہر طالبِ علم کی ضرورت ہے، کوئی اس سے مستغنی نہیں ہو سکتا۔

فرشتوں پر ایمان کی حقیقت

۲۵۔" وأن على العباد حفظة يكتبون أعمالهم، ولا يسقط شيء من ذلك عن علم ربهم، وأن ملك الموت يقبض الأرواح بإذن ربه."

ترجمہ: "بندوں پر نگران فرشتے مقرر ہیں، جو ان کے اعمال لکھتے ہیں، جبکہ اللہ تعالیٰ کے علم سے بھی کوئی عمل ساقط نہیں ہوتا (خواہ فرشتے لکھیں یا نہ) اور ملک الموت فرشتہ اللہ کے اذن سے روحیں قبض کرتا ہے۔"

شرح

ایمان کے چھ اصولوں میں سے ایک اصل فرشتوں پر ایمان لانا ہے، یہ چھ اصول حدیث جبریل میں مذکور ہیں:

[أن تؤمن بالله وملائكته وكتبه ورسله واليوم الآخر والقدر خيره وشره]

ترجمہ: [یہ کہ تو اللہ تعالیٰ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر اور قیامت کے دن پر ایمان لائے، اور تقدیر پر خواہ اچھی ہو یا بری]

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

فرشتے نور سے پیدا کیے گئے ہیں اس کی دلیل، صحیح مسلم (۲۹۹۶) میں ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا سے مروی حدیث ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [خلقت الملائكة من نور، وخلق الجان من مارج من نار، وخلق آدم مما وصف لكم]

یعنی: [فرشتوں کو نور سے، اور جنوں کو آگ کے بہت بھڑکنے والے شعلے سے پیدا کیا گیا ہے، جبکہ آدم کو جس چیز سے پیدا کیا گیا ہے وہ تمہیں بتادی گئی ہے (یعنی مٹی)۔]

فرشتوں کے پر بھی ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا اُولِيْٓ اَجْنِحَةٍ مَّثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ يَزِيْدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَآءُ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴾

ترجمہ: ''اس اللہ کیلئے تمام تعریفیں سزاوار ہیں جو (ابتداءً) آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا اور دو دو، تین تین، چار چار، پروں والے فرشتوں کو اپنا پیغمبر (قاصد) بنانے والا ہے مخلوق میں جو چاہے زیادتی کرتا ہے اللہ تعالیٰ یقیناً ہر چیز پر قادر ہے''

جبریل امین کے چھ سو پر ہیں۔ (صحیح بخاری (۳۲۳۲) اور صحیح مسلم (۲۸۰)

فرشتے، انسانوں کے پاس اپنی اس ہیئت یا شکل میں نہیں آتے جن پر انہیں اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا ہے، بلکہ دیگر شکلوں میں آتے ہیں، جیسا کہ جبریل علیہ السلام کا رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک غیر معروف آدمی کی شکل میں آنا ثابت ہے۔ ملاحظہ ہو حدیث جبریل، جو امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی روایت سے مروی ہے، اور یہ صحیح مسلم میں کتاب الایمان کی پہلی حدیث ہے۔

اسی طرح جبریل علیہ السلام، دحیہ بن خلیفہ الکلبی کی شکل میں بھی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا کرتے تھے، مریم علیہا السلام کے پاس بھی بصورت بشر آئے۔ ملائکہ ابراہیم علیہ السلام کے پاس بھی انسانی شکل میں آئے تھے، جیسا کہ اللہ عزوجل کے اس فرمان میں ہے:

﴿ وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ ﴾ (الحجر:۵۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ترجمہ:"انہیں ابراہیم کے مہمانوں کا (بھی) حال سنا دو"

نیز فرمایا:﴿ هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ ضَيْفِ إِبْرَاهِيمَ الْمُكْرَمِينَ ﴾ (الذاریات:۲۴)

ترجمہ:"کیا تجھے ابراہیم کے معزز مہمانوں کی خبر بھی پہنچی ہے؟"

فرشتوں کی تعداد بہت زیادہ ہے، جسے اللہ عزوجل کے سوا کوئی نہیں جانتا، جس کا ثبوت یہ ہے کہ "البیت المعمور" جو ساتویں آسمان میں فرشتوں کی مسجد ہے میں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں، اور جو فرشتہ ایک بار داخل ہو جاتا ہے دوبارہ نہیں لوٹ پاتا۔ (صحیح بخاری (۳۲۰۷) اور صحیح مسلم (۲۵۹)

فرشتوں کی کثرت تعداد کی ایک اور دلیل، صحیح مسلم (۲۸۴۲) کی یہ حدیث ہے:

عن عبد الله ابن مسعود رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: [يؤتى بجهنم يومئذ لها سبعون ألف زمام مع كل زمام سبعون ألف ملك يجرونها]

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: [قیامت کے دن جہنم کو اس طرح لایا جائے گا کہ وہ ستر ہزار لگاموں میں جکڑی ہوگی، ہر لگام کے ساتھ ستر ہزار فرشتوں کی ڈیوٹی ہوگی، جو اسے کھینچ کر لائیں گے۔] (صرف ان فرشتوں کی تعداد چار ارب نوے کروڑ بنتی ہے)

فرشتوں میں سے کچھ تو وحی پہنچانے پر مامور ہیں، کچھ بارش برسانے پر، کچھ موت پر، کچھ عورتوں کے ارحام پر، کچھ بندوں کی حفاظت پر، کچھ جنت پر، کچھ جہنم پر، اور کچھ ان کے علاوہ دیگر ڈیوٹیوں پر مقرر ہیں۔ تمام فرشتے اللہ تعالیٰ کے امر پر سر جھکانے والے اور فوری اطاعت کرنے والے ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کے کسی امر کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہی کچھ انجام دیتے ہیں جن کا انہیں پروردگار کی طرف سے حکم ملتا ہے، قرآن وحدیث میں فرشتوں کی بابت جو خبریں وارد ہوئی ہیں، ان پر ایمان لانا اور مکمل تصدیق کرنا ہر مسلمان کا فریضہ ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

(۲) ملائکہ کی ایک بڑی تعداد کو، انسانوں کی حفاظت اور ان کے اعمال کی کتابت کی ڈیوٹی سونپی گئی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِينَ . كِرَامًا كَاتِبِينَ . يَعْلَمُونَ مَا تَفْعَلُونَ ﴾

ترجمہ: ''یقیناً تم پر نگہبان عزت والے۔ لکھنے والے مقرر ہیں۔ جو کچھ تم کرتے ہو وہ جانتے ہیں'' (الانفطار:۱۰تا۱۲)

﴿ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهِ نَفْسُهُ وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ إِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيَانِ عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيدٌ. مَا يَلْفِظُ مِن قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ ﴾ (ق:۱۶تا۱۸)

ترجمہ: ''ہم نے انسان کو پیدا کیا ہے اور اس کے دل میں جو خیالات اٹھتے ہیں ان سے ہم واقف ہیں اور ہم اس کی رگِ جان سے بھی زیادہ اس سے قریب ہیں، جس وقت دو لینے والے جا لیتے ہیں ایک دائیں طرف اور ایک بائیں طرف بیٹھا ہوا ہے، انسان منہ سے کوئی لفظ نکال نہیں پاتا مگر کہ اس کے پاس نگہبان تیار ہے''

وہ فرشتے جنہیں بندوں کے اعمال کی کتابت کی ڈیوٹی سونپی گئی ہے، وہ بندوں کے تمام اعمال واقوال لکھ لیتے ہیں، حتی کہ بندے اگر کسی نیکی یا بدی کا ارادہ کریں تو وہ بھی نوٹ کر لیتے ہیں، چنانچہ صحیح بخاری (۷۵۰۱) اور صحیح مسلم (۲۰۳) میں ہے:

عن ابی هريرة رضی اللہ عنہ ان رسول الله ﷺ قال: [يقول الله: إذا اراد عبدی ان يعمل سيئة فلا تكتبوها عليه حتى يعملها، فإن عملها فاكتبوها بمثلها، وإن تركها من أجلي فاكتبوها له حسنة، وإن اراد ان يعمل حسنة فلم يعملها فاكتبوها لها حسنة، فإن عملها فاكتبوها له بعشر امثالها إلى سبعمأة]

ترجمہ: ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: [جب میرا

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

بندہ کسی برائی کا ارادہ کرے تو اسے اس وقت تک نہ لکھو جب تک کر نہ لے اور جب کر لے تو ایک ہی گناہ لکھو، اور اگر اسے میرے خوف سے چھوڑ دے تو اس کیلئے ایک نیکی لکھ دو۔ اور جب بندہ کسی نیکی کا ارادہ کرلے، تو اگر وہ نیکی نہ کرسکا تو بھی اس کیلئے ایک نیکی لکھ دو، اور اگر اس نے وہ نیکی کرلی، تو اسے دس گنا سے لیکر سات سو گنا تک بڑھا کر لکھ دو۔]

اور جہاں تک فرشتوں کو انسانوں کی حفاظت کی ڈیوٹی سونپنے کا تعلق ہے، تو یہ ان امور سے حفاظت ہے جو اللہ تعالیٰ چاہتا اور حکم فرماتا ہے، اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ لَهُ مُعَقِّبَٰتٌ مِّنۢ بَيۡنِ يَدَيۡهِ وَمِنۡ خَلۡفِهِۦ يَحۡفَظُونَهُۥ مِنۡ أَمۡرِ ٱللَّهِ ﴾

ترجمہ: ''اس کے پہرے دار انسان کے آگے پیچھے مقرر ہیں، جو اللہ کے حکم سے اس کی نگہبانی کرتے ہیں'' (الرعد:۱۱)

واضح ہو کہ بندوں کے اعمال واقوال، فرشتے لکھیں یا نہ لکھیں، اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ (یعنی اللہ تعالیٰ اعمال واقوال کے علم کیلئے ملائکہ کی کتابت کا محتاج نہیں ہے)

اللہ رب العزت نے کتابت کا حکم اس لئے فرما رکھا ہے کہ فرشتے بندوں کے اعمال واقوال کا شمار واحصاء کرکے، قیامت کے دن بندوں کو آگاہ کردیں، یوں اللہ تعالیٰ کے عدل وانصاف کا اظہار واعلان ہوگا، اور اللہ تعالیٰ بندوں کو ان کے نیک اعمال سے باخبر کردے گا (اور انہیں ان کا عظیم صلہ عطا فرمادے گا) اور بُرے اعمال کی اطلاع دے کر انہیں ان کی سزا دے گا، جیسا کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے:

﴿ فَمَن يَعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّةٍ خَيۡرٗا يَرَهُۥ وَمَن يَعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّةٖ شَرّٗا يَرَهُۥ ﴾

ترجمہ: ''پس جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا، اور جس نے ذرہ برابر بُرائی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا۔'' (الزلزال:۷...۸)

گناہوں میں سے شرک کی سزا تو لازمی ملے گی، دیگر گناہوں کی سزا، اللہ تعالیٰ کی مشیت کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

تحت ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ ﴾

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ شرک کو معاف نہیں فرماتا اور شرک کے علاوہ جس گناہ کو چاہے معاف فرمادے'' (النساء:۴۸)

(۳) ملائکہ پر ایمان لانے میں، ان ملائکہ پر ایمان لانا بھی شامل ہے، جنھیں موت (قبض ارواح) کی ڈیوٹی سونپی گئی ہے۔

قرآن حکیم میں ''اَلتَّوَفِّي'' یعنی موت دینے کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف بھی ہے اور ملائکہ کی طرف بھی۔ اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت اس آیت کریمہ میں مذکور ہے:

﴿ اللَّهُ يَتَوَفَّى الْأَنْفُسَ حِينَ مَوْتِهَا وَالَّتِي لَمْ تَمُتْ فِي مَنَامِهَا فَيُمْسِكُ الَّتِي قَضَىٰ عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْأُخْرَىٰ إِلَىٰ أَجَلٍ مُسَمًّى ﴾ (الزمر:۴۲)

ترجمہ: ''اللہ ہی روحوں کو ان کی موت کے وقت اور جن کی موت نہیں آئی انہیں ان کی نیند کے وقت قبض کر لیتا ہے، پھر جن پر موت کا حکم لگ چکا ہے انہیں روک لیتا ہے اور دوسری (روحوں) کو ایک مقرر وقت تک کیلئے چھوڑ دیتا ہے''

ملائکہ کی طرف موت دینے کی نسبت اس آیت کریمہ میں مذکور ہے:

﴿ حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُونَ ﴾ (الانعام:۶۱)

ترجمہ: ''یہاں تک کہ جب تم میں سے کسی کو موت آ پہنچتی ہے تو اس کی روح ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) قبض کر لیتے ہیں، اور وہ ذرا کوتاہی نہیں کرتے''

جب کہ ایک مقام پر ملک الموت کی طرف بھی موت دینے کی نسبت مذکور ہے:

﴿ قُلْ يَتَوَفَّاكُمْ مَلَكُ الْمَوْتِ الَّذِي وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُمْ تُرْجَعُونَ ﴾

ترجمہ: ''کہہ دیجئے! کہ تمہیں موت کا فرشتہ فوت کرے گا جو تم پر مقرر کیا گیا ہے پھر تم سب

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اپنے پروردگار کی طرف لوٹائے جاؤ گے" (السجدۃ:11)

واضح ہو کہ موت دینے سے متعلق، ان تین مختلف نسبتوں میں کوئی منافات یا تعارض نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف موت دینے کی نسبت اس لئے ہے کہ وہ موت کا حکم اور فیصلہ فرمانے والا ہے، وہی موت کا مقدر و موجد ہے، اور ملک الموت کی طرف اس لئے نسبت ہے کہ وہ مباشرۃً (یعنی اپنے ہاتھوں سے) روح قبض کرتا ہے، جبکہ ملائکہ کی طرف موت دینے کی نسبت اس لئے وارد ہوئی ہے کہ وہ ملک الموت سے، جب وہ روح قبض کر لیتا ہے، لے لیتے ہیں (اور اسے اس کے اصل ٹھکانے تک پہنچا دیتے ہیں)

ان تمام امور کا بیان مسند احمد کی ایک حدیث (۱۸۵۳۴) میں وارد ہے، جو براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے بسند حسن مروی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

[بندۂ مومن پر جب دنیا سے قطع تعلق اور آخرت کے سفر پر روانگی کا وقت آتا ہے تو آسمان سے روشن چہرہ فرشتے نازل ہوتے ہیں، شدید روشنی کی وجہ سے ان کے چہرے سورج معلوم ہوتے ہیں ان کے ساتھ جنت کے کفن اور جنت کی خوشبو ہوتی ہے، وہ اس بندے سے نگاہ بھر کے فاصلے پر بیٹھ جاتے ہیں، پھر ملک الموت علیہ السلام آجاتا ہے، اور اس کے سرہانے بیٹھ کر کہتا ہے: اے نفسِ طیبہ اپنے پروردگار کی مغفرت اور رضاء کی طرف نکل جا۔ اس کی روح اس طرح نکلتی ہے جیسے مشکیزے کے منہ سے پانی کا قطرہ بہتے ہوئے نکل جاتا ہے۔ ملک الموت اس روح کو پکڑ لیتا ہے اور جونہی پکڑتا ہے وہ فرشتے فوراً پہنچ جاتے ہیں اور پلک جھپکنے کے اندر ہی ملک الموت سے اس روح کو لے لیتے ہیں، اور اسے جنت کا کفن پہنا کر خوشبوؤں سے معطر کر دیتے ہیں، چنانچہ اس روح سے روئے زمین پر پائی جانے والی سب سے عمدہ خوشبو کے بھبکے نکلتے رہتے ہیں.....

(رسول اللہ ﷺ نے مزید فرمایا) کافر پر جب دنیا کو چھوڑ کر آخرت کے سفر پہ روانگی کا وقت آتا ہے تو آسمان سے سیاہ چہروں والے فرشتے اپنے ہاتھوں میں ٹاٹ لئے اترتے ہیں، اور اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

سے نگاہ بھر کی دوری پہ بیٹھ جاتے ہیں، پھر ملک الموت فرشتہ اترتا ہے اور اس کے سرہانے بیٹھ کر کہتا ہے: اے نفس خبیثہ! تو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور غضب کی طرف نکل جا، پھر وہ اس کے جسم سے روح کو اس طرح نکالتا ہے جیسے بھیگی ہوئی اون سے لوہے کی سیخ کھینچ کر نکالی جاتی ہے۔

جب ملک الموت اس کی روح نکال لیتا ہے، وہ فرشتے پلک جھپکنے کے اندر اس روح کو لے لیتے ہیں اور اس ٹاٹ میں لپیٹ لیتے ہیں، اور اس میں سے روئے زمین پر موجود سب سے بدبودار مردار کی بدبو کے بھبکے پھوٹتے ہیں۔

صحابۂ کرام کا بیان

۲۶۔ "وأن خیر القرون القرن الذین رأوا رسول الله ﷺ وآمنوا به، ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم، وأفضل الصحابة الخلفاء الراشدون المهدیون؛ أبوبکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی رضی الله عنهم أجمعین.

وأن لا یذکر أحد من صحابة الرسول ﷺ إلا بأحسن ذکر، والإمساک عما شجر بینهم، وأنهم أحق الناس أن یلتمس لهم أحسن المخارج، ویظن بهم احسن المذاهب"

ترجمہ: "اور بے شک سب سے بہترین زمانہ ان لوگوں کا ہے جنھوں نے بحالت ایمان رسول اللہ ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل کیا، پھر ان لوگوں کا جو صحابہ کے بعد آئے، پھر ان کے بعد آنے والوں کا۔ صحابہ کرام میں سے سب سے افضل خلفاء راشدین ہیں جو ہدایت یافتہ ہیں، وہ ابوبکر صدیق پھر عمر پھر عثمان پھر علی رضی اللہ عنہم اجمعین ہیں۔"

ضروری ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ہر صحابی کو اچھے ذکر سے یاد کیا جائے، ان کے آپس

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کے مشاجرات واختلافات کے متعلق خاموشی اختیار کی جائے، وہ اس بات کے مستحق ہیں کہ (ان کے مشاجرات میں) ان کیلئے بہتر مخرج تلاش کیا جائے، اور ان کے بارہ میں سب سے اچھا گمان قائم کیا جائے۔

شرح

(یہاں بہت سے مسائل مذکور ہیں)

(۱) سب سے پہلے صحابی کی تعریف، صحابی ہر وہ شخص ہے جو ایمان کے ساتھ، رسول اللہ ﷺ کو ملا ہو اور اسلام ہی پر اس کا خاتمہ ہوا ہو۔ یہ تعریف حافظ ابن حجر نے اپنی کتاب "الاصابة فی تمییز الصحابة" کے مقدمہ (ص:۱۰) میں نقل فرمائی ہے۔ فرماتے ہیں: "واصح ما وقفت علیه من ذلک ان الصحابی من لقی النبی ﷺ مؤمنا به ومات علی الاسلام" یعنی: میرے علم کے مطابق صحابی کی سب سے صحیح تعریف یہ ہے کہ جو نبی ﷺ پر ایمان کے ساتھ، نبی ﷺ کو ملا ہو اور اسلام ہی پر فوت ہوا ہو۔

حافظ ابن حجر (ص:۱۲) میں مزید فرماتے ہیں: "یہ تعریف محققین مثلاً: امام بخاری اور ان کے شیخ امام احمد بن حنبل اور ان کے اتباع، کے نزدیک سب سے اصح اور پسندیدہ قرار پائی ہے۔

حافظ ابن حجر، اس تعریف کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: تعریف میں "نبی ﷺ سے ملنے" کی جو قید ہے اس میں ہر وہ صحابی داخل ہے جسے نبی ﷺ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا، خواہ صحبت طویل رہی یا مختصر، خواہ آپ ﷺ سے حدیث روایت کی یا نہ، اور خواہ آپ ﷺ کے ساتھ کوئی غزوہ کیا یا نہ۔ اسی طرح یہ تعریف اس صحابی کو بھی شامل ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہو، خواہ مجالست کا شرف نہ ملا ہو۔ اسی طرح یہ تعریف اس صحابی کو بھی شامل ہے جس نے کسی عارضے کی وجہ سے نبی ﷺ کو نہ دیکھا ہو، مثلاً: اندھا پن وغیرہ۔

"بحالتِ ایمان" دیکھنے کی قید سے وہ شخص نکل گیا جس نے آپ ﷺ کو بحالتِ کفر دیکھا،

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

خواہ بعد میں اسلام قبول کر لیا ہو، بشرطیکہ دوبارہ آپ ﷺ سے نہ ملا ہو۔

"نبی ﷺ پر ایمان" کی قید سے وہ شخص خارج ہو گیا جو کسی اور پر ایمان رکھتا ہو، مثلاً: وہ مومن اہل کتاب جو بعثت سے قبل آپ ﷺ سے ملے تھے۔ البتہ وہ اہل کتاب جنہوں نے آپ ﷺ سے ملاقات کی اور اس بات پر ایمان واقرار کا اظہار کیا کہ عنقریب آپ ﷺ کی بعثت ہونے والی ہے، ان پر صحابیت کا اطلاق ہوتا ہے یا نہیں، اس بارہ میں علماء کی دونوں رائیں ملتی ہیں۔ اس قسم کے لوگوں میں راہب بحیرا، اور اس جیسے دیگر لوگ شامل ہیں۔

آپ ﷺ پر ایمان لانے کی قید میں ہر مکلف داخل ہے، خواہ وہ انسان ہو یا جن۔

"اسلام پر فوت ہونے" کی قید سے وہ لوگ زمرۂ صحابیت سے خارج ہو گئے جنہوں نے بحالتِ ایمان آپ ﷺ سے ملاقات تو کی، لیکن مرتد ہو کر مرے (والعیاذ باللہ)

اس زمرہ میں بہت تھوڑے لوگوں کا نام آتا ہے، ان میں سے ایک عبیداللہ بن جحش ہے، جو ام حبیبہ کا شوہر تھا، یہ شخص اُمِ حبیبہ کے ساتھ ہی اسلام لایا تھا، بلکہ حبشہ کی طرف ہجرت بھی کی تھی، لیکن بعد میں نصرانی ہو گیا اور نصرانیت پر ہی مر گیا۔

دوسرا نام عبداللہ بن خطل کا ہے، جسے فتح مکہ کے موقعہ پر جبکہ وہ غلاف کعبہ سے لٹکا ہوا تھا (نبی ﷺ کے حکم پر) قتل کر دیا گیا تھا۔

ایک اور نام ربیعہ بن امیہ بن خلف کا ہے، میں اس کا تفصیلی ذکر اپنی کتاب "الاصابة" کی چوتھی قسم، "حرف الراء" میں کروں گا۔

اس قید، یعنی "اسلام پر فوت ہوا ہو"، کے تحت وہ شخص بھی زمرۂ صحابیت میں داخل ہو گا جو نبی ﷺ پر ایمان لا کر مرتد ہو گیا، لیکن موت سے قبل دوبارہ اسلام قبول کر لیا، خواہ دوبارہ اسلام قبول کرنے کے بعد نبی ﷺ سے ملا ہو یا نہ۔ یہی بات صحیح اور معتمد ہے۔

اس میں پہلی شق یعنی دوبارہ اسلام قبول کرنے کے بعد نبی ﷺ سے ملا ہو، کی صورت میں اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

کے صحابی ہونے میں کوئی اختلاف نہیں، لیکن دوسری شق یعنی دوبارہ ملاقات نہ ہونے کی صورت میں بعض لوگوں نے اس کے صحابی ہونے کو تسلیم نہیں کیا، لیکن یہ احتمال مردود ہے؛ کیونکہ تمام اہل الحدیث کا اشعث بن قیس کو صحابہ کی فہرست میں شامل کرنے پر اور اس کی احادیث کو اپنی صحاح ومسانید میں روایت کرنے پر اجماع ہے، حالانکہ وہ اسلام قبول کرنے کے بعد مرتد ہو گیا تھا، پھر دوبارہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اسلام قبول کیا تھا۔

ابن ابی زید (مؤلف) کا یہ فرمانا: ''اور بے شک سب سے بہترین زمانہ ان لوگوں کا ہے جنہوں نے بحالت ایمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل کیا'' اس قول کے بالکل مطابق اور موافق ہے جو حافظ ابن حجر نے امام بخاری، امام احمد بن حنبل اور ان کے اتباع کے حوالے سے نقل فرمایا ہے۔ جس کا ماحصل یہ ہے کہ جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رؤیت، دونوں چیزوں سے مشرف ہو گیا، اسے شرف صحابیت حاصل ہو گیا۔ یہ بات اس دور کی پیداوار، مبتدع شخص (مالکی) کے قول کے خلاف ہے، جس کا ذکر حوض رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بحث میں گزر چکا ہے۔ جس کذب اور بہتان پر مبنی یہ زعم باطل ہے کہ صلح حدیبیہ کے بعد اسلام لانے والے اور ہجرت کرنے والے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی نہیں ہیں، بلکہ ان کی صحبت کفار ومنافقین کی صحبت کی مانند ہے، میں نے اس ظالمانہ زعم کا بطلان اپنی کتاب ''الانتصار للصحابة الأخيار في رد أباطيل حسن المالكي'' میں بڑی تفصیل سے واضح کیا ہے۔

فضائل صحابہ کتاب وسنت سے

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ، اس امت کے سب سے بہترین انسان ہیں، اور یہ امت، سابقہ تمام امتوں سے افضل ہے۔ صحابۂ کرام کے بعد، تابعین اور ان کے بعد، تبع تابعین کا درجہ اور مقام ہے۔ قرآن وحدیث میں صحابۂ کرام کی فضیلت وذہانت کا جابجا تذکرہ موجود ہے۔

قرآن حکیم کی چند آیات ملاحظہ ہوں: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

﴿ وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴾ (التوبۃ:۱۰۰)

ترجمہ: ”اور جو مہاجرین اور انصار سابق اور مقدم ہیں اور جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اس سے راضی ہوئے“

﴿ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ ﴾ الی قولہ ﴿ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ﴾ (الفتح:۲۹)

ترجمہ: ”محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں کافروں پر سخت ہیں آپس میں رحمدل ہیں، تو انہیں دیکھے گا کہ رکوع، اور سجدے کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل اور رضامندی کی جستجو میں ہیں، ان کا نشان ان کے چہروں پر سجدوں کے اثر سے ہے، ان کی یہی مثال تورات میں ہے اور ان کی مثال انجیل میں ہے، مثل اس کھیتی کے جس نے اپنا پٹھا نکالا پھر اسے مضبوط کیا اور وہ موٹا ہو گیا پھر اپنے تنے پر سیدھا کھڑا ہو گیا اور کسانوں کو خوش کرنے لگا تا کہ ان کی وجہ سے کافروں کو چڑائے، ان ایمان والوں اور نیک اعمال والوں سے اللہ نے بخشش کا اور بہت بڑے ثواب کا وعدہ کیا ہے“

نیز فرمایا: ﴿ وَمَا لَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَا يَسْتَوِیْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا ﴾ (الحدید:۱۰)

ترجمہ: ”تمہیں کیا ہو گیا ہے جو تم اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے؟ دراصل آسمانوں اور زمینوں کی میراث کا مالک (تنہا) اللہ ہی ہے۔ تم میں سے جن لوگوں نے فتح سے پہلے فی سبیل اللہ دیا ہے اور قتال کیا ہے وہ (دوسروں کے) برابر نہیں، بلکہ ان سے بہت بڑے درجے کے ہیں جنہوں نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

فتح کے بعد خیراتیں دیں اور جہاد کیے"

نیز فرمایا: ﴿ لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِیْنَ الَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّیَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ. وَالَّذِیْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِیْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ یُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَیْهِمْ وَلَا یَجِدُوْنَ فِیْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَیُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ. وَالَّذِیْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ﴾ (الحشر:۸تا۱۰)

ترجمہ: "(فی کا مال) ان فقراء مہاجرین کیلئے ہے جو اپنے گھروں سے اور اپنے مالوں سے نکال دیئے گئے ہیں وہ اللہ کے فضل اور اس کی رضامندی کے طلب گار ہیں اور اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں یہی راست باز ہیں۔ اور (ان کیلئے) جنہوں نے اس گھر میں (یعنی مدینہ) اور ایمان میں ان سے پہلے جگہ بنالی ہے اور اپنی طرف ہجرت کرکے آنے والوں سے محبت کرتے ہیں اور مہاجرین کو جو کچھ دے دیا جائے اس سے وہ اپنے دلوں میں کوئی تنگی نہیں رکھتے بلکہ خود اپنے اوپر انہیں ترجیح دیتے ہیں گو خود کو کتنی ہی سخت حاجت ہو (بات یہ ہے) کہ جو بھی اپنے نفس کے بخل سے بچالیا گیا وہی کامیاب (اور بامراد) ہے۔ اور ان کے لئے بھی جو ان (مہاجرین) کے بعد آئے اور دعا کرتے ہیں کہ ہمارے پروردگار! ہمارے اور ہمارے بھائیوں کے، کہ جو ہم سے پہلے ایمان لاچکے ہیں گناہ معاف فرما اور مؤمنوں کے واسطے ہمارے دلوں میں کینہ (بغض) نہ پیدا ہونے دے۔ اے ہمارے رب! بے شک تو بڑا شفقت کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے"

اب چند احادیث جو صحابہ کرام کی فضیلت پر مشتمل ہیں پیش کی جاتی ہیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:[خیر الناس قرني ،ثم الذین یلونهم ،ثم الذین یلونهم] یعنی:[سب سے بہترین لوگ میرے زمانے کے لوگ ہیں، پھر وہ جو ان کے بعد آئیں گے، پھر وہ جو ان کے بعد آئیں گے](صحیح بخاری (۳۶۵۱) اور صحیح مسلم)

یہ حدیث عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت سے ہے، اور الفاظ صحیح بخاری کے ہیں جبکہ بخاری ومسلم نے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

[خیر أمتي قرني ،ثم الذین یلونهم ،ثم الذین یلونهم ، قال عمران :فلاأدري أذکر بعد قرنه قرنین أو ثلاثة]

یعنی:[میری امت میں سب سے بہترین لوگ میرے دور کے ہیں ، پھر وہ جو ان کے بعد آئیں گے اور پھر وہ جو ان کے بعد آئیں گے۔عمران فرماتے ہیں: مجھے یاد نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے دور کے بعد دو زمانے ذکر فرمائے یا تین]

اس حدیث کے الفاظ بھی صحیح بخاری (۳۶۵۰) سے نقل کئے گئے ہیں۔

ایک اور حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

[یأتي علی الناس زمان، یغزو فئام من الناس، فیقال لهم: فیکم من رأی رسول الله ﷺ ؟ فیقولون : نعم! فیفتح لهم، ثم یغزو فئام من الناس ، فیقال لهم: فیکم من رأی من صحب رسول الله ﷺ ؟فیقولون :نعم ! فیفتح لهم،ثم یغزو فئام من الناس، فیقال لهم: هل فیکم من رأی من صحب من صحب رسول الله ﷺ ؟فیقولون :نعم! فیفتح لهم]

ترجمہ:[(عنقریب)ایک دور آنے والا ہے،لوگوں کی ایک جماعت غزوہ کرے گی، ان سے کہا جائے گا: کیا تمہارے بیچ ایسے لوگ ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی ہو؟ وہ کہیں گے: جی ہاں۔تو انہیں فتح عطا فرمادی جائے گی۔پھر لوگوں کی ایک جماعت جہاد کرے گی، ان

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

سے پوچھا جائے گا: کیا تمہارے اندر ایسے لوگ ہیں، جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کو دیکھا ہو؟ وہ کہیں گے: جی ہاں۔ انہیں بھی فتح دے دی جائے گی۔ پھر لوگوں کی ایک جماعت جہاد کرے گی، ان سے پوچھا جائے گا: کیا تمہارے بیچ ایسے لوگ ہیں، جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کے ساتھیوں کو دیکھا ہو؟ وہ کہیں گے: جی ہاں۔ تو انہیں بھی فتحیاب کر دیا جائے گا]

(صحیح بخاری (۳۶۴۹) صحیح مسلم (۲۵۳۲) یہ الفاظ صحیح مسلم کے ہیں)

رسول اللہ ﷺ کا ایک اور فرمان ہے: [لا تسبوا اصحابی، فلو أن أحدکم أنفق مثل أحد ذھباً مابلغ مد أحدھم ولا نصیفه]

ترجمہ: [میرے صحابہ پر گالی گلوچ یا طعنہ زنی نہ کرو، تم میں سے کوئی شخص، اگر احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کر دے تو ان کے پاؤ بھر خرچ کی ہوئی کھجوروں کے ثواب کو بھی نہیں پہنچ سکتا]

(صحیح بخاری (۳۶۷۳) صحیح مسلم (۲۵۴۱) بروایت: ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ)

ایک اور حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

[النجوم أمنة للسماء، فإذا ذھبت أتی السماء ما توعد، وأنا أمنة لأصحابی، فإذا ذھبت أتی أصحابی ما یوعدون، وأصحابی أمنة لأمتی، فإذا ذھب أصحابی أتی أمتی مایوعدون]

ترجمہ: [ستارے آسمان کی امان ہیں، جب ستارے چلے جائیں گے تو آسمان پر وہ چیز آجائے گی، جس کا وعدہ کیا گیا ہے (یعنی وہ ٹوٹ پھوٹ جو قیامت کے وقوع کے موقع پر ہوگی)۔ اور میں اپنے اصحاب کی امان ہوں جب میں چلا جاؤں گا تو میرے صحابہ کو (وہ فتنے) لاحق ہوں گے، جن کا وعدہ کیا گیا ہے، اور میرے صحابہ، میری امت کے امان ہیں، جب میرے صحابہ چلے جائیں گے تو میری امت اُن فتنوں میں گھر جائے گی، جن کا وعدہ کیا گیا ہے]

(صحیح مسلم (۲۵۳۱) بروایت: ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

(۳) اصحاب رسول ﷺ میں سب سے افضل، خلفاء راشدین ہیں، جو ہدایت یافتہ اور ہدایت دینے والے ہیں، وہ: ابو بکر، پھر عمر، پھر عثمان، اور پھر علی رضی اللہ عنہم ہیں، جو ان کی خلافت کی ترتیب ہے وہی ان کے شان و مرتبہ کی ترتیب ہے، اس کی دلیل صحیح بخاری (۳۶۷۱) کی حدیث ہے، جو محمد بن الحنفیہ، جو علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہیں، سے مروی ہے۔

محمد کہتے ہیں: [میں نے اپنے والد علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا: رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے افضل کون ہے؟ فرمایا: ابو بکر رضی اللہ عنہ۔ میں نے پوچھا: پھر کون؟ فرمایا: عمر رضی اللہ عنہ۔ پھر میں نے اس ڈر سے کہ آگے عثمان رضی اللہ عنہ کا نام نہ لے لیں، کہا: پھر آپ؟ فرمایا: میں تو مسلمانوں میں ایک عام سا شخص ہوں]

امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند جو شعیب الارنؤوط اور عادل مرشد کی تحقیق سے شائع ہوئی ہے کے (رقم: ۸۳۵) میں روایت لائے ہیں:

ترجمہ: [ہمیں حدیث بیان کی اسمٰعیل بن ابراہیم نے، وہ فرماتے ہیں: ہمیں حدیث بیان کی منصور بن عبدالرحمٰن الغدانی الاشل نے، انہوں نے شعبی سے سنا، وہ فرماتے ہیں: ہمیں ابو جحیفہ، جنہیں علی رضی اللہ عنہ "وہب الخیر" کا نام دیا کرتے تھے، نے حدیث بیان کی فرماتے ہیں: مجھ سے علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا: اے ابو جحیفہ کیا تمہیں بتاؤں کہ اس امت میں نبی ﷺ کے بعد سب سے افضل کون ہے؟ میں نے عرض کیا: کیوں نہیں؟ (ابو جحیفہ فرماتے ہیں: میرے خیال میں علی رضی اللہ عنہ سے افضل کوئی نہیں تھا) لیکن انہوں نے فرمایا: نبی ﷺ کے بعد، اس امت میں سب سے افضل ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں، اور ان کے بعد عمر رضی اللہ عنہ ہیں، اور ان دونوں کے بعد ایک تیسری شخصیت ہے، جس کا انہوں نے نام نہیں بتایا] (اس حدیث کی سند صحیح ہے، اس کے راوی بخاری و مسلم کے راوی ہیں علاوہ منصور بن عبدالرحمٰن کے کہ وہ صحیح مسلم کے رواۃ میں سے ہیں۔ علی رضی اللہ عنہ کا یہ اثر جو ابو جحیفہ سے مروی ہے، مسند احمد میں بھی وارد ہے، اور ان کے بیٹے عبداللہ کی زوائد میں بھی صحیح یا حسن اسناد کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ساتھ وارد ہے، جن کے ارقام (۸۳۴ تا ۸۳۳) ہیں، نیز (۸۷۱) بھی ہے۔

صحیح بخاری (۳۶۵۵) میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنھما سے مروی ہے، فرماتے ہیں: [ہم رسول اللہ ﷺ کے دور میں صحابہ کے درمیان از روئے مرتبہ، درجہ بندی کرتے تھے، چنانچہ ہم سب سے افضل ابوبکر رضی اللہ عنہ کو قرار دیتے تھے، پھر عمر رضی اللہ عنہ کو پھر عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو۔]

حافظ ابن حجر نے "تقریب التھذیب" میں علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ترجمہ میں لکھا ہے:

علی رضی اللہ عنہ ماہِ رمضان، چالیس ہجری میں فوت ہوئے، اور اس وقت وہ زمین پر موجود تمام زندہ افراد میں سب سے افضل تھے، اس پر تمام اہل السنۃ کا اجماع ہے۔

خلفاءِ راشدین اور ان کی خلافت کی فضیلت میں، عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان مبارک وارد ہے:

[...فإنه من يعش منكم بعدي فسيرى اختلافا كثيرا، فعليكم بسنتي وسنة الخلفاء المهديين الراشدين، تمسكوا بها وعضوا عليها بالنواجذ وإياكم ومحدثات الأمور، فإن كل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة]

ترجمہ: [...میرے بعد تم میں سے جو زندہ رہا وہ بہت زیادہ اختلافات دیکھے گا، اس وقت تم میری سنت کو لازم پکڑ لینا، نیز خلفاءِ راشدین جو ہدایت یافتہ ہیں، کی سنت کو بھی، اسے مضبوطی سے تھام لینا، بلکہ اپنی داڑھوں میں دبا لینا، اور نئے نئے امور سے بچنا، ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے] (ابوداؤد (۴۶۰۷) ترمذی (۲۶۷۶) امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے)

نیز خلفاءِ راشدین اور ان کی خلافت کی فضیلت، سفینہ رضی اللہ عنہ جو رسول اللہ ﷺ کے غلام تھے، کی حدیث سے بھی واضح ہوتی ہے، ارشادِ گرامی ہے: [خلافة النبوة ثلاثون سنة، ثم يؤتي الله الملك أو ملكه من يشاء] یعنی: [خلافت علی منہاج النبوۃ کی مدت تیس سال ہے، اس کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

بعد اللہ تعالیٰ بادشاہت یا اپنی بادشاہت، جسے چاہے گا عطا فرمادے گا](سنن ابی داؤد (۴۶۴۶) وغیرہ۔ یہ حدیث صحیح ہے، اسے شیخ البانی نے السلسلۃ الصحیحۃ (۴۶۰) میں ذکر کیا ہے اور نو علماء سے اس کی تصحیح نقل فرمائی ہے)

(۴) رسول اللہ ﷺ کے تمام صحابہ عادل ہیں؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ نے، ان کی ثناء بیان کی ہے، اس عظیم الشان تعدیل کے بعد وہ کسی معدِّل کی تعدیل، اور کسی موثق کی توثیق کے محتاج نہیں ہیں، اسی لئے علماءِ سلف اپنی کتبِ تراجم میں جب کسی صحابی کا ترجمہ لکھتے ہیں تو صرف صحابی کہنے پر ہی اکتفاء کرتے ہیں، دیگر رجال کی طرح ان کی توثیق کے اقوال نقل نہیں کرتے (کیونکہ ان کی ثقاہت وعدالت کتاب وسنت کے نصوص سے مسلّم ہے)

حافظ ابن عبدالبر اپنی کتاب "التمھید" (۲۲/۴۷) میں فرماتے ہیں:

"تابعی، جب رسول اللہ ﷺ کے کسی صحابی سے حدیث روایت کرتا ہے تو اس حدیث پر وجوبِ عمل کیلئے، اس صحابی کا نام لے یا نہ لے، کوئی فرق نہیں پڑتا؛ کیونکہ تمام صحابہ عادل، ثقہ، ثبت اور انتہائی پسندیدہ ہیں، تمام علماءِ الحدیث اس بات پر متفق ومجتمع ہیں"

امام قرطبی، اپنی تفسیر (۱۶/۲۹۹) میں فرماتے ہیں:

"صحابۂ کرام، سب کے سب عادل ہیں، اللہ تعالیٰ کے اولیاء واصفیاء ہیں، انبیاء ورسل کے بعد تمام خلق میں سب سے افضل ہیں۔ یہی اہل السنۃ کا مذہب ہے، اور اس امت کے ائمہ کا قول بھی۔ ایک چھوٹی سی جماعت، جو قطعاً کسی پرواہ کیے جانے کے قابل نہیں ہے کا خیال ہے کہ صحابۂ کرام کا حال بھی عام انسانوں جیسا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ایسے لوگوں کی اپنی عدالت کی چھان بین کی ضرورت ہے"

حافظ ابن حجر "الاصابۃ" (۱/۱۷) میں فرماتے ہیں:

"تمام اہل السنۃ، تمام صحابۂ کرام کے عادل ہونے پر متفق ہیں، اس اجماع کی مخالفت صرف

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ایک چھوٹے سے بدعتی ٹولے نے کی ہے "

امام سیوطی نے "تدریب الراوی" (۴۰۰) میں اس بدعتی ٹولے کی نشاندہی کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ یہ معتزلہ ہیں جن کا کہنا ہے کہ علی رضی اللہ عنہ سے قتال کرنے والوں کے علاوہ تمام صحابہ عدول ہیں

شیخ ابن الصلاح "علوم الحدیث" (۲۶۴) میں فرماتے ہیں: "صحابہ کرام کو ایک خصوصی اور امتیازی شرف حاصل ہے، اور وہ یہ کہ کسی صحابی کی عدالت کا سوال نہیں کیا جا سکتا؛ کیونکہ ان کی عدالت ایک طے شدہ حقیقت ہے؛ کیونکہ کتاب وسنت کے نصوص اور اجماع معتد بہ سے، علی الاطلاق ان کی عدالت ثابت ہے۔

شیخ ابن الصلاح (ص:۲۶۵) میں مزید فرماتے ہیں: پھر تمام امت، تمام صحابہ کو عادل قرار دینے میں متفق ہے، حتی کہ ان صحابہ کی تعدیل پر بھی جن کے فتنوں میں شامل ہونے کی نقول ملتی ہیں، اس پر ان علماء کرام کا اجماع ہے جن کے اجماع کو معتد بہ سمجھا جاتا ہے۔ صحابۂ کرام کی تعدیل پر یہ اجماع ان کے ساتھ حسن ظن اور ان سے ثابت شدہ مآثر ومناقب کی بناء پر ہے، گویا تعدیل صحابہ پر اجماع، اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک امر مقدر ہے، جس کی وجہ یہ ہے کہ صحابۂ کرام شریعت کے ناقلین اولین ہیں۔ " (واللہ اعلم)

امام نووی صحیح مسلم کی شرح (۱۵/۱۴۹) میں فرماتے ہیں:

" اسی لئے تمام اہل حق اور وہ ائمہ جن کا اجماع معتد بہ مانا جاتا ہے، صحابۂ کرام کی شہادات، روایات اور کمال عدالت پر متفق ہیں "

خطیب بغدادی "الکفایۃ" (ص:۴۶) میں فرماتے ہیں:

" ہر وہ حدیث جس کی سند راوی سے لیکر نبی ﷺ تک متصل ہو، اس پر اس وقت تک عمل واجب نہیں ہوتا جب تک اس کے تمام راویوں کی عدالت ثابت نہ ہو جائے، چنانچہ اس صحابی کے علاوہ جو اسے نبی ﷺ سے مرفوعاً نقل فرما رہا ہے، تمام رجال حدیث کے احوال کی چھان بین

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ضروری ہے، صحابہ کے احوال کی چھان بین کی اس لئے ضرورت نہیں ہے کہ ان سب کی عدالت اللہ تعالیٰ کی تعدیل سے ثابت ہے، اللہ تعالیٰ ان کی طہارت کی خبر دیتا ہے، اور انہیں پسندیدہ جماعت قرار دیتا ہے۔" (اس کے بعد خطیب بغدادی نے متعلقہ آیات واحادیث نقل فرمائیں)

عدالتِ صحابہ کا نکتہ اس بات سے مزید واضح ہوتا ہے کہ تمام کتب حدیث، خواہ وہ صحیح ہوں یا جامع یا سنن یا مسند یا معجم، ایسی روایات پر بھی مشتمل ہیں جنہیں روایت کرنے والے صحابی کا نام مبہم ہے، اہل السنۃ کے نزدیک یہ روایات بھی صحیح اور حجت ہیں (بشرطیکہ ان تک پہنچنے والی سند صحیح ہو) ان روایات میں صحابی کے نام کا مذکور نہ ہونا قطعاً نقصان دہ نہیں ہے؛ کیونکہ مجہول الاسم صحابی، بحکم معلوم الاسم ہے۔

واضح ہو کہ اہل السنۃ والجماعۃ کے عدالتِ صحابہ کی بابت قول کا معنی یہ نہیں ہے کہ صحابۂ کرام معصوم ہیں؛ کیونکہ اہل السنۃ کے نزدیک عصمت صرف انبیاء ومرسلین کے ساتھ خاص ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ "العقیدۃ الواسطیۃ" (ص:۲۸) میں فرماتے ہیں:

"اہل السنۃ والجماعۃ (جو عدالتِ صحابہ پر متفق ہیں مگر اس کے ساتھ ساتھ وہ) یہ عقیدہ نہیں رکھتے کہ صحابۂ کرام کبائر وصغائر سے معصوم تھے، ان سے فی الجملۃ گناہوں کا ارتکاب ممکن ہے، لیکن ان کے سوابق وفضائل ان کیلئے موجبِ مغفرت ہیں، انہیں گناہوں کی بخشش کے تعلق سے جو مواقع میسر ہیں، وہ بعد میں آنے والوں کیلئے ممکن نہیں۔

رسول اللہ ﷺ کی زبانِ مبارک سے ان کا خیر القرون ہونا ثابت ہے، ان کا مٹھی بھر اناج کا صدقہ، بعد میں آنے والوں کے احد پہاڑ کے برابر سونے کے صدقہ سے افضل ہے۔

پھر صحابہ کرام سے اگر کوئی گناہ سرزد ہو تو وہ ان کے توبہ کرنے یا کوئی نیک عمل کر لینے سے مٹ جاتا ہے، اسی طرح وہ گناہ ان کے سبقت الی الاسلام کی فضیلت کی بناء پر بخش دیا جاتا ہے، نیز وہ نبی ﷺ کی شفاعت کے ذریعے بھی اس گناہ کی بخشش کا حق رکھتے ہیں، بلکہ رسول اللہ ﷺ کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

شفاعت کے سب سے زیادہ مستحق صحابۂ کرام ہی ہیں، اس کے علاوہ ان کا دنیا میں کسی آزمائش میں مبتلا ہونا بھی اس گناہ کا کفارہ بن سکتا ہے۔

یہ سارا معاملہ تو ایسے امور کے ارتکاب پر ہے جن کا گناہ ہونا محقق ہے، تو پھر ایسے امور جن میں صحابۂ کرام نے اجتہاد فرمایا ہو، ان میں وہ یقینی طور پر درست اجتہاد پر دو اجروں اور غلط اجتہاد پر ایک اجر کے مستحق ہیں، اور خطا معاف ہو جاتی ہے۔

پھر صحابۂ کرام کی سیرت میں قابلِ اعتراض یا قابلِ انکار حصہ جو بہت تھوڑے صحابہ سے منقول ہے، کی مقدار انتہائی کم بلکہ نہ ہونے کے برابر ہے، بلکہ وہ حصہ بھی صحابہ کرام کے فضائل اور ان کے محاسن جن کا تعلق ایمان باللہ، ایمان بالرسول، جہاد فی سبیل اللہ، ہجرت و نصرت اور علم نافع و عمل صالح کے سامنے دب کے رہ جاتا ہے۔ علم و بصیرت اور انصاف کی نظروں سے صحابۂ کرام کی سیر و فضائل کا مطالعہ کرنے والا لامحالہ اس علم یقین کو پالے گا کہ صحابۂ کرام، انبیاء کرام کے بعد خیر الخلق اور افضل الخلق ہیں، ان جیسا نہ کوئی ہوا اور نہ ہوگا، امت محمدیہ ﷺ جسے خیر الامم ہونے کا شرف حاصل ہے، میں صحابۂ کرام کی حیثیت کریم کی سی ہے "

اہل السنۃ کا تعدیلِ صحابہ پر مبنی قول جس طرح کتاب وسنت کے نصوص سے منصوص و مستند ہے اسی طرح ان کے ساتھ ان کے حسنِ ظن کا مظہر بھی ہے، اور اس عظیم و مقدس جماعت کے ساتھ یہ حسنِ ظن یقیناً موجب اجر و ثواب ہے۔ جبکہ جو لوگ عدالتِ صحابہ کے قائل نہیں وہ اس مقدس جماعت کے ساتھ بدگمانی کی راہ پر قائم ہیں جو کہ گناہ کو مستوجب و مستلزم ہے۔

صحابہ کرام کے متعلق اُمت پر کیا واجب ہے

(۵) رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کے ساتھ دوستی، محبت اور حسنِ ثناء جو ان کے شایانِ شان ہو ضروری ہے، ان کا ذکر خیر ہمیشہ انتہائی احسن الفاظ کے ساتھ ہو۔ امام طحاوی "عقیدۃ اہل السنۃ والجماعۃ" میں فرماتے ہیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

" ہم اصحاب رسول ﷺ کے ساتھ محبت کرتے ہیں، ان کی محبت میں افراط وتفریط کا راستہ اختیار نہیں کرتے، نہ ہی کسی صحابی سے اظہار برأت کرتے ہیں، اور جو صحابہ کا بغض رکھتا ہے اور ان کا ذکر خیر نہیں کرتا ہے، ہم اس سے سخت بغض وعداوت رکھتے ہیں۔ ہم ہمیشہ صحابہ کرام کا ذکر خیر کرتے ہیں، ان کی محبت دین، ایمان اور احسان ہے، جبکہ ان کا بغض کفر، نفاق اور طغیان (سرکشی) ہے۔

خطیب بغدادی نے اپنی کتاب "الکفایة" (ص:۴۹) میں اپنی سند سے ابو زرعة الرازی کا یہ قول نقل فرمایا ہے: [إذا رأيت الرجل ينتقص أحدا من أصحاب رسول الله ﷺ فاعلم أنه زنديق، وذلك أن رسول الله ﷺ عندنا حق والقرآن حق، وإنما أدى إلينا هذا القرآن والسنن أصحاب رسول الله ﷺ، وإنما يريدون أن يجرحوا شهودنا ليبطلوا الكتاب والسنة، والجرح بهم أولى وهم زنادقة]

ترجمہ: [جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے کسی صحابی پر طعنہ زنی کر رہا ہے، تو جان لو کہ وہ زندیق ہے؛ کیونکہ ہمارے نزدیک قرآن بھی حق ہے اور رسول اللہ ﷺ بھی حق ہیں، اور قرآن اور رسول اللہ ﷺ کے فرامین ہم تک پہنچانے والے صحابہ کرام ہیں، وہ (زندیق) یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے ان گواہوں کو مجروح قرار دیکر قرآن وحدیث کا بطلان ثابت کردیں۔ حالانکہ وہ خود جرح کے مستحق ہیں اور زندیق ہیں]

امام بغوی "شرح السنة" (۱/۲۲۹) میں فرماتے ہیں کہ امام مالک کا قول ہے:

"من يبغض أحدا من أصحاب رسول الله ﷺ وكان في قلبه عليه غل فليس له حق في فيئ المسلمين"

ترجمہ: "جو کسی صحابی کا بغض رکھے اور اس کے دل میں خیانت بھی ہو تو اس کا مسلمانوں کے مال فیئ میں کوئی حصہ نہیں" (مال فیئ کفار کا وہ مال ہے جو قتال کے بغیر حاصل ہو جائے)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

امام مالک اپنے اس قول پر اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے استدلال کیا کرتے تھے:

﴿ مَا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ مِنْ أَهْلِ الْقُرَىٰ ﴾ الی قولہ ﴿ وَالَّذِينَ جَاءُوا مِن بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ ...الآية ﴾

ترجمہ: ''بستیوں والوں کا جو (مال) اللہ تعالیٰ تمہارے لڑے بھڑے بغیر اپنے رسول کے ہاتھ لگائے وہ اللہ کا ہے اور رسول کا اور قرابت والوں کا اور یتیموں مسکینوں کا اور مسافروں کا ہے تاکہ تمہارے دولت مندوں کے ہاتھ میں ہی یہ مال گردش کرتا نہ رہ جائے اور تمہیں جو کچھ رسول دے لے لو، اور جس سے روکے رک جاؤ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو، یقیناً اللہ تعالیٰ سخت عذاب والا ہے۔ (فئ کا مال) ان مہاجر مسکینوں کیلئے ہے جو اپنے گھروں سے اور اپنے مالوں سے نکال دیئے گئے ہیں وہ اللہ کے فضل اور اس کی رضامندی کے طلب گار ہیں اور اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں یہی راست باز ہیں۔ اور (ان کیلئے) جنہوں نے اس گھر میں (یعنی مدینہ) اور ایمان میں ان سے پہلے جگہ بنالی ہے اور اپنی طرف ہجرت کر کے آنے والوں سے محبت کرتے ہیں اور مہاجرین کو جو کچھ دے دیا جائے اس سے وہ اپنے دلوں میں کوئی تنگی نہیں رکھتے بلکہ خود اپنے اوپر انہیں ترجیح دیتے ہیں گو خود کو کتنی ہی سخت حاجت ہو (بات یہ ہے) کہ جو بھی اپنے نفس کے بخل سے بچالیا گیا وہی کامیاب (اور بامراد) ہے۔ اور ان کے لئے بھی جو ان (مہاجرین) کے بعد آئے اور دعا کرتے ہیں کہ ہمارے پروردگار! ہمارے اور ہمارے بھائیوں کے، کہ جو ہم سے پہلے ایمان لاچکے ہیں گناہ معاف فرما اور مؤمنوں کے واسطے ہمارے دلوں میں کینہ (بغض) نہ پیدا ہونے دے۔ اے ہمارے رب! بے شک تو بڑا شفقت کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے'' (الحشر: ۷ تا ۱۰)

امام مالک کے سامنے ایک شخص کا ذکر ہوا، جو اصحاب رسول ﷺ کی تنقیص شان کیا کرتا تھا تو امام مالک نے اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی:

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

﴿ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ ﴾ إلى قوله ﴿ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ﴾ (الفتح:٢٩)

ترجمہ: "محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں کافروں پر سخت ہیں آپس میں رحمدل ہیں، تو انہیں دیکھے گا کہ رکوع، اور سجدے کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل اور رضامندی کی جستجو میں ہیں، ان کا نشان ان کے چہروں پر سجدوں کے اثر سے ہے، ان کی یہی مثال تورات میں ہے اور ان کی مثال انجیل میں ہے، مثل اس کھیتی کے جس نے اپنا پٹھا نکالا پھر اسے مضبوط کیا اور وہ موٹا ہو گیا پھر اپنے تنے پر سیدھا کھڑا ہو گیا اور کسانوں کو خوش کرنے لگا تاکہ ان کی وجہ سے کافروں کو چڑائے"

پھر فرمایا: جس شخص کے دل میں اصحاب رسول ﷺ میں سے کسی ایک کا بغض یا حقد ہو گا، اس پر یہ آیت کریمہ (مذکورہ آیت) پوری طرح چسپاں ہو گی۔"

امام احمد بن حنبل "کتاب السنۃ" میں فرماتے ہیں:

"ومن السنة ذكر محاسن أصحاب رسول الله ﷺ كلهم أجمعين، والكف عن الذي جرى بينهم، فمن سب أصحاب رسول الله ﷺ أو واحدا منهم فهو مبتدع رافضي، حبهم سنة، والدعاء لهم قربة، والاقتداء بهم وسيلة، والأخذ بآثارهم فضيلة"

ترجمہ: "بلا استثناء تمام صحابہ کرام کے محاسن کا ذکر کرنا سنت ہے، ان کے مابین رونما ہونے والے بعض مشاجرات وتنازعات سے پہلوتہی ضروری ہے، جو شخص اصحاب رسول ﷺ کو یا ان میں سے کسی ایک کو گالی دیتا ہے وہ بدعتی اور رافضی ہے، ان کی محبت سنت ہے، ان کیلئے دعا قربِ الٰہی ہے، ان کی اقتدا ذریعہ نجات ہے اور ان کے نقش قدم کی پیروی موجب فضیلت ہے"

امام احمد بن حنبل مزید فرماتے ہیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

"کسی شخص کیلئے جائز نہیں کہ وہ اصحابِ رسول ﷺ کو برے الفاظ سے یاد کرے، یا کسی صحابی پر طعنہ زنی کرے، اگر کسی نے ایسی حرکت کی تو حاکم وقت پر اُسے سزا دینا ضروری ہو جائے گا، اسے معاف کرنا جائز نہیں ہوگا، بلکہ ضروری ہوگا کہ اسے سزا دے، اس کی اس حرکت پر توبہ طلب کرے، اگر توبہ کرلے تو معاف کر دے، نہ کرے تو پھر سزا دے اور اس وقت تک قید خانے میں بند رکھے جب تک توبہ کر کے رجوع نہ کرلے"

ابن ابی حاتم اپنی کتاب "الجرح والتعدیل" (۸۷/۱) میں فرماتے ہیں:

"اصحابِ رسول ﷺ وہ مبارک لوگ ہیں، جنہوں نے وحی اور نزولِ قرآن کا مشاہدہ کیا، اور اس کی تفسیر کی معرفت حاصل کی، یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کی صحبت ونصرت نیز دین کی اقامت اور حق کے اظہار کیلئے چن لیا، نبی ﷺ کی صحبت ورفاقت کے تعلق سے وہ پسندیدہ ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں نشانِ ہدایت اور بعد میں آنے والوں کیلئے قدوہ اور مثال بنا دیا۔ انہوں نے نبی ﷺ سے وہ سارا دین جو آپ ﷺ نے ان تک پہنچایا لیکر محفوظ کر لیا، نیز جو امور آپ ﷺ نے مسنون ومشروع قرار دیے، جو فیصلے فرمائے، جن مستحبات، مندوبات، مامورات، منہیات اور محظورات کا ذکر فرمایا، اور جتنے بھی آداب سکھائے ان سب کو بڑی پختگی اور اتقان کے ساتھ یاد کر لیا۔

چنانچہ وہ دین کے فقیہ بن گئے اور نبی ﷺ کی ذاتِ گرامی کی مسلسل رفاقت اور آپ ﷺ سے تفسیرِ قرآن اور استنباطِ احکام کے مشاہدہ کے ساتھ، اللہ تعالیٰ کے اوامر ونواہی کے عالم بن گئے، جس پر اللہ تعالیٰ نے انہیں امت کیلئے مثال اور قدوہ ہونے کا شرف عطا فرما دیا۔۔۔ (مزید فرماتے ہیں) وہ اس امت کا سرمایہ عدل، ائمہ ہدایت، دین کے دلائل وحجج اور قرآن وحدیث کے حاملین وناقلین بن گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا طریقہ اپنانے، ان کے منہج پر چلنے اور ان کے راستہ کو اختیار کرنے کو انتہائی ضروری قرار دے دیا، چنانچہ فرمایا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

﴿ وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّى وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا ﴾ (النساء:115)

ترجمہ:"جو شخص باوجود راہِ ہدایت کے واضح ہو جانے کے بھی رسول (ﷺ) کا خلاف کرے اور تمام مومنوں کی راہ کو چھوڑ کر چلے، ہم اسے ادھر ہی متوجہ کر دیں گے جدھر وہ خود متوجہ ہو اور دوزخ میں ڈال دیں گے، وہ پہنچنے کی بہت ہی بری جگہ ہے"

ہم دیکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بہت سی احادیث میں صحابہ کرام کو مخاطب کر کے اپنا دین پہنچانے کا حکم ارشاد فرمایا ہے، چنانچہ کچھ احادیث میں دین پہنچانے پر دعا دی، جیسا کہ فرمان ہے: [نضر الله امرأ سمع مقالتي فحفظها ووعاها حتى يبلغها غيره]

یعنی: [اللہ تعالیٰ اس شخص کو تر و تازہ کر دے جو میری حدیث سنے، اسے اچھی طرح یاد کر لے اور دوسروں تک پہنچا دے]

آپ ﷺ نے ایک خطبہ میں ارشاد فرمایا تھا: [فليبلغ الشاهد منكم الغائب] یعنی: [جس نے میرا یہ خطبہ سنا وہ ان تک پہنچا دے جو نہیں سن سکے]

ایک اور حدیث میں ارشاد گرامی ہے:

[بلغوا عني ولو آية وحدثوا عن بني اسرائيل ولا حرج]

یعنی: [پہنچا دو میری طرف سے خواہ ایک مسئلہ ہی کیوں نہ ہو، اور بنی اسرائیل سے روایت بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں]

اس کے بعد صحابہ کرام مختلف خطوں، ملکوں اور سرحدوں میں پھیل گئے، یہ پھیل جانا علاقوں کو فتح کرنے، غزوات میں شریک ہونے اور مختلف مقامات پر امارت وقضاء کا منصب سنبھالنے کی بناء پر تھا، جو صحابی جس علاقے میں گیا، اس میں نبی ﷺ سے یاد کیا ہوا تمام علم پھیلا دیا، اللہ تعالیٰ کی شریعت سے فیصلے صادر فرمائے، نبی ﷺ کے طریقہ کے مطابق امور انجام دیے، جو سوال

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ہوتے ان پر نبی ﷺ کے اس جواب کی روشنی میں فتویٰ دیتے جو آپ ﷺ نے اس مسئلے کے تقاضے پر دیا ہوتا۔انہوں نے حسن نیت کے ساتھ، نیز اللہ عزوجل کے قرب کے حصول کیلئے، اپنے آپ کو لوگوں کی تعلیم وتربیت کیلئے وقف کر دیا، تاکہ انہیں فرائض، احکام، سنن اور حلال وحرام کے علم سے مالا مال کر دیں۔تعلیم وتربیت کا یہ سلسلہ ان کی موت تک جاری رہا۔(رضوان اللہ ومغفرتہ ورحمتہ علیھم اجمعین)

ابوعثمان الصابونی اپنی کتاب ''عقیدۃ السلف وأصحاب الحدیث'' میں فرماتے ہیں:

''(اہل السنہ) صحابۂ کرام کے مابین ہونے والے مشاجرات اور منازعات کے حوالے سے خاموشی اور پہلوتہی اختیار کرنا ضروری سمجھتے ہیں، نیز ہر ایسی چیز کے ذکر سے اپنی زبانوں کو پاک رکھنا ضروری قرار دیتے ہیں، جو کسی وجہ سے صحابۂ کرام کی شان میں کسی عیب یا نقص کو متضمن ہو (اہل السنہ) تمام صحابۂ کرام کیلئے اللہ تعالیٰ کی رحمت اور رضاء کی دعا، نیز تمام صحابہ سے محبت اور دوستی کو فرض قرار دیتے ہیں''

حافظ ابن حجر نے فتح الباری (۳۶۵/۴) میں ابو مظفر السمعانی کا یہ قول نقل کیا ہے:

'' صحابۂ کرام کی تنقیص شان کے درپے ہونا، اس شخص کی ذلت اور گھٹیا پن کی علامت ہے، بلکہ یہ عمل بدعت وضلالت ہے''

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اپنی کتاب ''العقیدۃ الواسطیۃ'' میں فرماتے ہیں:

''اھل السنۃ والجماعۃ کے اصول میں یہ بات بھی شامل ہے کہ صحابہ کرام کے متعلق اپنے دلوں اور زبانوں کی حفاظت کی جائے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس سوچ کے حامل لوگوں کی تعریف فرمائی ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَالَّذِينَ جَآءُو مِنۢ بَعۡدِهِمۡ يَقُولُونَ رَبَّنَا ٱغۡفِرۡ لَنَا وَلِإِخۡوَٰنِنَا ٱلَّذِينَ سَبَقُونَا بِٱلۡإِيمَٰنِ وَلَا تَجۡعَلۡ فِي قُلُوبِنَا غِلّٗا لِّلَّذِينَ ءَامَنُواْ رَبَّنَآ إِنَّكَ رَءُوفٞ رَّحِيمٌ ﴾

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ترجمہ: ''اور ان کے لئے بھی جو ان (مہاجرین) کے بعد آئے اور دعا کرتے ہیں کہ ہمارے پروردگار! ہمارے اور ہمارے بھائیوں کے، کہ جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں گناہ معاف فرما اور مؤمنوں کے واسطے ہمارے دلوں میں کینہ (بغض) نہ پیدا ہونے دے۔ اے ہمارے رب! بے شک تو بڑا شفقت کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے'' (الحشر:١٠)

اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کا بھی یہی تقاضہ ہے چنانچہ فرمان نبوی ہے:

[لا تسبوا أصحابي ،فوالذي نفسي بيده لو أن أحدكم أنفق مثل أحد ذهبا مابلغ مد أحدهم ولا نصيفه]

ترجمہ: [میرے صحابہ کو گالیاں مت دو، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم میں سے کوئی اُحد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کردے تو وہ ان میں سے کسی ایک کے ایک مد یا نصف مد کے خرچ کے برابر ثواب کو بھی نہیں پہنچ سکتا]

(شیخ الاسلام مزید فرماتے ہیں:) اہل السنۃ والجماعۃ روافض کے طرز عمل سے بری ہیں، جو کہ صحابۂ کرام سے بغض رکھتے ہیں اور انہیں گالیاں دیتے ہیں، اسی طرح اہل السنۃ نواصب کے طرز عمل سے بھی بری ہیں جو کہ اہل بیت کو اپنے قول وعمل سے ایذاء پہنچاتے ہیں۔

اہل السنۃ مشاجرات صحابہ میں سکوت اختیار کرتے ہیں ان کی لغزشوں سے متعلق مروی آثار کے متعلق اہل السنۃ کا موقف یہ ہے کہ بعض آثار تو جھوٹے ہیں بعض میں کمی وبیشی کرکے حقیقت کو مسخ کردیا گیا ہے البتہ بعض آثار صحیح ہیں۔ ایسی لغزشوں کے متعلق اہل السنۃ صحابہ کو معذور سمجھتے ہیں کیونکہ یہ اجتہادی غلطیاں ہیں اور مجتہد مصیب ہوسکتا ہے اور مخطی بھی (اور دونوں صورتوں میں اس کیلئے اجر ہے)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ آیت کریمہ ﴿ وَالسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ﴾ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

"یہاں اللہ تعالیٰ نے ان مہاجرین وانصار صحابہ سے اپنے راضی ہونے کی خبر دی ہے جنہیں قبول اسلام میں سبقت وتقدم کا شرف حاصل ہے، نیز اُن تمام سے بھی جو بطریق احسن اُن کے نقش قدم کے پیروکار بن گئے۔ لیکن افسوس ہے اُن لوگوں پر جو تمام صحابہ یا اُن میں سے بعض کا اپنے سینوں میں بغض رکھتے ہیں، یا انہیں سب وشتم کا نشانہ بناتے ہیں۔ خاص طور پر رسول اللہ ﷺ کے بعد تمام صحابہ کے سردار اور سب سے افضل ہستی، صدیق اکبر اور خلیفۂ اعظم، ابوبکر بن ابی قحافہ رضی اللہ عنہ، کہ روافض میں سے ایک انتہائی گمراہ ٹولہ ان سے عداوت قائم کئے ہوئے ہے، بلکہ ان کے دل تو تمام صحابۂ کرام کے بغض اور دشنام طرازیوں سے لبریز ہیں، جو اس بات کا ثبوت ہے کہ ان کے عقول اور قلوب الٹے ہو چکے ہیں، بھلا ان لوگوں کا قرآن حکیم پر کیا ایمان رہا، کہ قرآن تو ان سب سے اللہ تعالیٰ کی رضا کا اعلان کرتا ہے، اور وہ ان سب کو گالیوں سے نوازتے رہتے ہیں۔ لیکن اہل السنۃ کا منہج یہ ہے کہ وہ ان سب سے راضی ہیں جن سے اللہ راضی ہو گیا اور ان سب کی تنقیص وتنقید کرتے ہیں جنہیں اللہ اور اس کے رسول نے مورد سب وشتم ٹھہرایا، ان سب سے دوستی قائم کرتے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ کی دوستی قائم ہے، اور ان سب سے عداوت قائم کرتے ہیں جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عداوت قائم ہے۔ لہذا اہل السنۃ اتباع اور اقتداء کرنے والے ہیں، بدعات کا ارتکاب کرنے والے نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی فلاح پانے والی جماعت ہے، اور اللہ تعالیٰ کے ایمان والے بندے ہیں۔"

ابن ابی العز "العقیدۃ الطحاویہ" کی شرح (ص:۴۶۹) میں فرماتے ہیں:

"جن لوگوں کے دل افضل ترین مومنین اور انبیاء کرام کے بعد تمام اولیاء کے سرداروں کے متعلق خیانت سے بھرے ہوں، ان سے بڑا گمراہ کون ہو سکتا ہے، اس حوالے سے یہود ونصاریٰ ان پر سبقت لے گئے، چنانچہ یہودیوں سے پوچھو: تمہاری ملت میں سب سے افضل کون ہے؟ وہ جواب دیں گے: اصحاب موسیٰ علیہ السلام۔ عیسائیوں سے پوچھو: تمہاری ملت میں سب سے افضل کون

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ہے؟ جواب دیں گے: اصحاب عیسیٰ علیہ السلام۔ اب روافض سے پوچھو: تمہاری ملت میں سب سے بدترین کون ہے؟ جواب دیتے ہیں: اصحاب محمد ﷺ۔ وہ صحابہ کرام میں سے بہت تھوڑی تعداد کو اپنے بغض وعداوت سے مستثنیٰ قرار دیتے ہیں، اور جنہیں اپنی ناپاک گالیوں کا نشانہ بناتے ہیں اُن میں اُن صحابہ سے کہیں افضل صحابہ موجود ہیں، جن کا استثناء کرتے ہیں۔"

اس بغض کا اظہار بارہویں اور تیرہویں صدی ہجری کے درمیان پیدا ہونے والے ایک رافضی عالم، کاظم الأزری نے اپنے ایک شعر میں بھی کیا ہے، وہ کہتا ہے:

أهم خير أمة أخرجت للنا　　س هيهات ذاک بل اشقاها !!!

ترجمہ: کیا یہ صحابہ امت میں سب سے افضل ہیں؟ یہ بات انتہائی بعید اور ناممکن ہے وہ تو امت کی سب سے بدبخت جماعت ہے (والعیاذ باللہ)

مجھے اس شعر کا علم، استاذ محمود الملاح کے اس نقد سے ہوا جو انہوں نے کاظم کے اس قصیدے پر وارد کیا ہے، ان کا یہ نقد "الرزية في القصيدة الأزرية" کے عنوان سے مطبوع ہے۔ اور مذکورہ شعر (ص:۵۱) میں مذکور ہے۔ اس شعر کا مضمون جو خبث وجفاء کی انتہاء کو پہنچا ہوا ہے، اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے متصادم ومتضاد ہے: ﴿ كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ ﴾ (آل عمران:۱۱۰)

حافظ ابن حجر اپنی کتاب "فتح الباری" (۳۴/۱۳) میں فرماتے ہیں:

"اہل السنۃ اس بات پر متفق ہیں کہ صحابہ کرام پر، بسبب ان کے مابین قائم ہونے والی جنگوں کے، طعنہ زنی کرنے سے قطعی طور پر باز رہا جائے، اگرچہ کسی کو یہ بات معلوم بھی ہو جائے کہ ان جنگوں میں حق پر کون تھا؛ کیونکہ صحابہ کرام نے ان جنگوں میں محض اپنے اجتہاد کی بناء پر قتال کیا تھا، اور اللہ تعالیٰ اجتہاد میں خطأ کرنے والے کو معاف فرما دیتا ہے، بلکہ یہ بات ثابت ہے کہ اجتہاد میں مخطئی کو ایک اجر اور مصیب کو دو اجر ملتے ہیں۔"

شیخ یحییٰ بن ابی بکر العامری اپنی کتاب "الرياض المستطابة في من له رواية في

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

الصحیحین من الصحابۃ" (ص:۳۱۱) فرماتے ہیں:

"ہر متدین اور متورع شخص کے لائق ہے کہ وہ مشاجرات صحابہ میں چشم پوشی سے کام لے، اور کسی صحابی سے سرزد ہونے والی خطأ کا نہ صرف یہ کہ اعتذار کرے بلکہ اس کیلئے اچھا مخرج تلاش اور بیان کرے، اور جس چیز پر صحابہ کا اجماع ثابت ہوا سے تسلیم وقبول کر لے؛ کیونکہ انہیں احوال کی زیادہ آگاہی حاصل تھی، اور شخص حاضر کا علم ومشاہدہ شخص غائب سے زیادہ ہوتا ہے۔ عارفین کا طریقہ، لوگوں کے عیوب ونقائص سے اعتذار ہے، جبکہ منافقین کا طریقہ عیوب کی تلاش اور تشہیر ہے۔ جب عام مسلمانوں کے عیوب پر پردہ پوشی ایک لازمی امر قرار پا چکی، اور یہی منہج اسلام ہے، تو پھر اس جماعت کے بارہ میں کیا خیال ہے جو خاتم النبیین کے اصحاب ہیں، اور جن کے حق میں یہ فرمان بھی موجود ہے: [لا تسبوا أحدا من أصحابی] یعنی: [میرے کسی صحابی کو گالی نہ دو] رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: [من حسن اسلام المرء ترکه مالا یعنیه] یعنی: [آدمی کے حسنِ اسلام کی دلیل، اس کا ہر لایعنی امر کو چھوڑ دینا ہے] سلف صالحین کا یہی طریقہ ثابت ہے، اس کے سوا ہر راستہ ہلاکت اور بربادی کا گڑھا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

مسلمانوں کے حکام اور علماء کی اطاعت بھی ضروری ہے

۲۷۔ "والطاعة لأئمة المسلمين من ولاة أمورهم وعلمائهم"

ترجمہ: "اور (اہل السنۃ) مسلمانوں کے حکام اور علماءِ کرام کی اطاعت بھی (ضروری) قرار دیتے ہیں"

شرح

(یہاں بہت سے اہم امور کا ذکر ہے)

(۱) اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ ﴾ (النساء:۵۹)

ترجمہ: "اے ایمان والو! فرمانبرداری کرو اللہ تعالیٰ کی اور فرمانبرداری کرو رسول (ﷺ) کی اور تم میں سے اختیار والوں کی"

اس آیت کریمہ میں "اولی الامر" سے مراد علماء وامراء ہیں۔ علماء کی بات سنی جائے اور جو امور دین وہ بیان کرتے ہیں، اُن میں ان کی اطاعت کی جائے۔ اسی طرح امراء کی بات بھی سنی جائے اور ان کا جو امر اللہ تعالیٰ کی معصیت نہ بنتا ہو، میں ان کی اطاعت کی جائے۔

"اولی الامر" سے علماء وامراء دونوں مراد ہونے کو امام قرطبی اور حافظ ابن کثیر نے اپنی اپنی تفسیروں میں راجح قرار دیا ہے، چنانچہ امام قرطبی نے اس تفسیر کو ابوھریرۃ، ابن عباس رضی اللہ عنھما اور جمہور علماء کی طرف منسوب کیا ہے، اور یہ بھی فرمایا ہے کہ جابر بن عبداللہ اور مجاہد کے نزدیک "اولی الامر" سے مراد اہل القرآن والعلم ہیں، امام مالک کے نزدیک بھی یہی راجح ہے۔ ضحاک سے بھی اسی قسم کی تفسیر منقول ہے، وہ فرماتے ہیں: اس سے مراد فقہاء اور علماءِ دین ہیں۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ، اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں: علی بن ابی طلحہ، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنھما سے بیان فرماتے ہیں: "اولی الامر" سے مراد اہل الفقہ والدین ہیں۔ مجاہد، عطاء، حسن

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

بصری اور ابوالعالیہ نے بھی "اولی الامر" سے علماء مراد لیے ہیں۔

علماء کی اطاعت کیلئے درج ذیل آیات سے بھی استدلال ہوتا ہے، اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿ فَسْئَلُوْا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴾ (النحل:۴۳)

ترجمہ: "پس اگر تم نہیں جانتے تو اہل علم سے دریافت کرلو"

ایک اور مقام پر فرمایا: ﴿ لَوْ لَا يَنْهٰهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْأَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْإِثْمَ وَأَكْلِهِمُ السُّحْتَ ﴾ (المائدۃ:۶۳)

ترجمہ: "انھیں ان کے عابد وعالم جھوٹ باتوں کے کہنے اور حرام چیزوں کے کھانے سے کیوں نہیں روکتے"

جہاں تک امراء وحکام کی اطاعت کا تعلق ہے تو اس کے وجوب کی دلیل، رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان ہے: [السمع والطاعة على المرء المسلم فيما أحب وكره ما لم يؤمر بمعصية، فإذا أمر بمعصية فلا سمع ولا طاعة]

ترجمہ: [ایک مسلمان پر (اپنے حاکم کی) سمع واطاعت پسندیدہ وناپسندیدہ ہر امر میں واجب ہے، جب تک اس کا حکم معصیت پر مشتمل نہ ہو، اور اگر اس کا حکم معصیت ہو تو پھر کوئی سمع واطاعت نہیں ہے] (صحیح بخاری (۷۱۴۴) صحیح مسلم (۱۸۳۹) بروایت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما)

نیز رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: [إنما الطاعة في المعروف]

یعنی: [اطاعت تو معروف یعنی نیکی کے کاموں میں ہے] (صحیح بخاری (۷۱۴۵) اور صحیح مسلم (۱۸۴۰) بروایت علی بن ابی طالب ﷺ)

نیز رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: [عليك السمع والطاعة في عسرك ويسرك، ومنشطك ومكرهك وأثرة عليك]

ترجمہ: [تم پر، تنگی اور آسانی، خوشی اور ناخوشی میں اور اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دینے کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

باوجود، اپنے حاکم کی سمع واطاعت واجب ہے] (صحیح مسلم (۱۸۳۶) بروایت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ)

صحیح مسلم (۱۸۳۷) میں ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں:

میرے خلیل (ﷺ) نے مجھے وصیت فرمائی ہے کہ [میں اپنے حاکم کی سمع واطاعت کروں، خواہ وہ ہاتھ پاؤں کٹا غلام ہی کیوں نہ ہو۔]

سہل بن عبداللہ التستری فرماتے ہیں: "لوگ اس وقت تک خیر پر قائم رہیں گے جب تک اپنے حاکم اور علماء کی تعظیم کرتے رہیں گے، جب ان دونوں کی تعظیم کریں گے اللہ تعالیٰ ان کی دنیا اور آخرت سنوار دے گا، اور جب ان دونوں کا استخفاف اور تنقیصِ شان کریں گے اللہ تعالیٰ ان کی دنیا وآخرت دونوں کو بگاڑ دے گا" (تفسیر قرطبی (۲۶۰/۵))

(۲) منصب امارت یا حکومت پر فائز و متمکن ہونا، مندرجہ ذیل چار امور میں سے کسی ایک امر سے پایۂ تکمیل کو پہنچتا ہے۔

"الف": رسول اللہ ﷺ کی طرف سے نصاً کسی کے نام کا تعین ہو جائے، تو وہ شخص آپ ﷺ کے بعد خلیفہ ہوگا۔ بعض اہل علم کا کہنا ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت اسی طریق سے حاصل وثابت ہوئی۔ لیکن صحیح اور راجح بات یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے، آپ کے بعد خلیفہ کے تعین کے سلسلہ میں خاص نص وارد نہیں ہے، نہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کیلئے، اور نہ کسی اور کیلئے۔

امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے جب ان کے مرض الموت میں، ان کے بعد خلیفہ کے تعین کا مطالبہ کیا گیا تو انہوں نے ارشاد فرمایا: "إن استخلف فقد استخلف من هو خير مني: ابوبكر، وإن أترك فقد ترك من هو خير مني: رسول الله ﷺ"

یعنی: "اگر میں اپنے بعد آنے والے خلیفہ کا تعین کروں تو مجھ سے بہتر شخصیت، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تعین فرمایا تھا، اور اگر تعین نہ کروں تو مجھ سے بہتر ہستی، رسول اللہ ﷺ نے تعین نہیں فرمایا تھا۔" (صحیح بخاری (۷۲۱۸) صحیح مسلم (۱۸۲۳)) تو گویا جناب عمر رضی اللہ عنہ کے اس قول سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

صراحتاً یہ بات ثابت ہوگئی کہ رسول اللہ ﷺ نے خلیفہ کا تعین نہیں فرمایا تھا)

لیکن رسول اللہ ﷺ سے بہت سے ایسے نصوص وارد اور ثابت ہیں جو دلالت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کے بعد خلافت کے سب سے زیادہ حقدار ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی تھے۔ مثلاً: رسول اللہ ﷺ کا اپنے مرض الموت میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نماز کی امامت کیلئے آگے کرنا (اور پھر نبی ﷺ جتنے دن زندہ رہے، انہی کا امامت کراتے رہنا)

اس سلسلہ میں سب سے واضح نص صحیح بخاری (۵۶۶۶) اور صحیح مسلم (۲۳۸۷) میں مروی ہے (اور یہ الفاظ صحیح مسلم کے ہیں)

عن عائشة رضي الله عنها قالت :قال لي رسول الله ﷺ في مرضه :[ادعي لي ابا بكر واخاك حتى أكتب كتابا، فإني اخاف أن يتمنى متمن ويقول قائل: انا اولى ، ويابى الله والمؤمنون إلا ابابكر]

ترجمہ: عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، فرماتی ہیں: مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے اپنے مرض میں فرمایا: [ابوبکر کو، اور اپنے بھائی کو میرے پاس بلاؤ تاکہ میں ایک خط لکھوں؛ کیونکہ میں ڈرتا ہوں کوئی تمنا کرنے والا تمنا کر بیٹھے اور کہے: میں (تولیتِ امر کا) سب سے زیادہ مستحق ہوں، اللہ تعالیٰ اور تمام مؤمنین، ابوبکر صدیق کے علاوہ سب کا انکار کرتے ہیں۔]

"ب" دوسرا طریق جس سے خلیفہ یا امیر کا تعین ہوتا ہے وہ اہل حل وعقد کا اتفاق ہے، اس کی دلیل، رسول اللہ ﷺ کے بعد صحابہ کرام کا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بالاتفاق خلیفہ چن لینا ہے، صحابہ کرام کا یہ اتفاق، ان دلائل اور نصوص کی بناء پر بھی تھا جو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے احق بالخلافہ ہونے پر دال تھے، جن میں سے بعض نصوص کی طرف اشارہ گزر چکا۔

"ج" تیسرا طریق یہ ہے کہ خلیفۂ وقت اپنے بعد آنے والے خلیفہ کا خود تقرر کر دے جیسا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے، عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا بطورِ خلیفہ تعین فرمادیا تھا، نیز جناب عمر رضی اللہ عنہ کا مذکورہ اثر

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

بھی دلیل بن سکتا ہے۔

"د" چوتھا طریق یہ ہے کہ کوئی شخص قہر وطاقت سے اقتدار پر غالب آجائے، اور اس کا معاملہ رعیت میں استقرار پکڑ لے، جیسا کہ ابو العباس السفاح نے، بنو امیہ سے خلافت چھین کر اقتدار پر قبضہ اور غلبہ حاصل کر لیا تھا۔

یہ چاروں امور، امام قرطبی رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں قولہ تعالیٰ ﴿ وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً ﴾ کے تحت ذکر فرمائے ہیں۔

ہمارے استاد، شیخ محمد الامین الشنقیطی رحمہ اللہ اپنی کتاب "اضواء البیان" میں اسی آیت کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"امام قرطبی فرماتے ہیں: جس شخص میں امامت وامارت کی اہلیت وصلاحیت موجود ہو، اور وہ قہر وغلبہ سے اسے حاصل کر لے تو اسے حصولِ اقتدار کی چوتھی شکل کے طور پر قبول کیا گیا ہے۔ سہل بن عبداللہ التستری رحمہ اللہ سے پوچھا گیا: کوئی شخص امامت کا اہل ہو اور وہ ہمارے ملک کے اقتدار پر غالب آجائے تو ہم پر کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے؟ فرمایا: اسے قبول کر لو، اور وہ تم سے اپنے جس حق کا مطالبہ کرے اسے ادا کرو، اس کے کسی اچھے فعل کا انکار نہ کرو، اور نہ ہی اس سے فرار اختیار کرو، اگر وہ کسی امرِ دین کا تمہیں رازدان بنائے تو اس کا راز کبھی افشاء نہ کرو۔

ابن خویز منداد فرماتے ہیں: اگر کوئی شخص، لوگوں کے مشورہ اور چناؤ کے بغیر اقتدار پر قابض ہوجائے، اور وہ اقتدار کا اہل ہو، اور لوگ اس کی بیعت کر لیں تو وہ بیعت صحیح اور مکمل شمار ہوگی (واللہ اعلم) "

امام نووی نے صحیح مسلم کی شرح (۱۲/۲۳۳) میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل فرمایا ہے:

"أطعه في طاعة الله، واعصه في معصية الله" یعنی: "اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں امیر کی اطاعت کرو، اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں امیر کی نافرمانی کرو" امام نووی اس قول کے تحت فرماتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ہیں: یہ قول اس امیر کی اطاعت کے واجب ہونے کی بھی دلیل ہے جو کسی اتفاق یا تعین کے بغیر قہراً اقتدار پر قابض ہو جائے۔

حافظ ابن حجر فتح الباری (۱۳/۱۲۲) میں فرماتے ہیں:

"اگر کوئی شخص بزور طاقت، حقیقۃً، اقتدار پر غلبہ حاصل کرلے تو فتنہ کی آگ بجھانے کیلئے اس کی اطاعت واجب ہو جائے گی، بشرطیکہ کسی معصیت کا حکم نہ دے۔"

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اپنے "اعتقاد" میں فرماتے ہیں:

"جو شخص مسلمانوں کے امام یا سربراہ پر بغاوت یا خروج اختیار کرتا ہے، حالانکہ لوگ اس کی امامت پر مجتمع ہو چکے ہیں اور اس کی خلافت کا اقرار کر چکے ہیں، وہ امامت جیسے بھی حاصل ہوئی ہو، خواہ ارباب حل وعقد کی رضا سے یا قہر وغلبہ سے، تو اس بغاوت کرنے والے نے مسلمانوں کی جماعت اور وحدت کو پارہ پارہ کرنے کی کوشش کی، نیز رسول اللہ ﷺ سے ثابت آثار واحادیث کی مخالفت کی، یہ شخص اگر اسی حالت میں مر گیا تو وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔"

حافظ ابن حجر فتح الباری (۱۳/۷) میں حدیث رسول ﷺ: [جو اپنے امیر کی کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھے تو اس پر صبر کرے؛ کیونکہ جو جماعت سے ایک بالشت علیحدہ ہو جائے پھر اسی حال میں مر جائے تو اس کی موت جاہلیت کی ہوگی] کے تحت فرماتے ہیں:

"ابن بطال فرماتے ہیں: یہ حدیث اس بات پر حجت ہے کہ بادشاہ، خواہ ظلم ہی کیوں نہ کرے، پر خروج ناجائز ہے۔ فقہاء کا اس بات پر اجماع ہے کہ زبردستی اقتدار پر غلبہ حاصل کرنے والے حاکم کی اطاعت اور اس کے ساتھ مل کر دشمن سے جہاد کرنا واجب ہے، اس کی اطاعت کرنا اس پر بغاوت کرنے سے بہتر ہے؛ کیونکہ بغاوت میں لوگوں کے قتل وغارت گری کا بہت امکان ہوتا ہے۔ ان کی دلیل حدیث مذکور اور دیگر بہت سی احادیث ہیں۔ فقہاء نے صرف ایک ہی استثنائی صورت ذکر کی ہے، اور وہ یہ کہ بادشاہ سے کسی صریح کفر کا ارتکاب ثابت ہو جائے، ایسی صورت

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

میں اس کی اطاعت جائز نہیں ہوگی، بلکہ اگر قدرت ہو تو اس کے خلاف جہاد واجب ہو جائے گا، جیسا کہ اس سے بعد والی حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔

واضح ہو کہ وہ بعد والی حدیث، عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے، فرماتے ہیں: [ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر اپنے دلی امر کی ہر پسند و ناپسند میں اور ہر تنگی و آسانی میں اور دوسروں کے ہم پر ترجیح دینے کے باوجود، سمع و اطاعت کرتے رہنے پر بیعت کی اور یہ کہ ہم اپنے صاحب امر سے (بسلسلۂ اقتدار) جھگڑا مول نہ لیں، الا یہ کہ تم ان کا کسی صریح کفر کا مرتکب ہونا کہ جس کے کفر پر تمہارے پاس واضح برہان ہو، دیکھ لو]

حکام کے ساتھ خیر خواہی

(۳) حکام کا رعیت پر یہ حق ہے کہ وہ ان کے ساتھ خیر خواہی کا برتاؤ کریں، خیر خواہی کی بہت سی صورتیں ہیں: (۱) معروف یعنی نیکی کے کاموں میں ان کی سمع و اطاعت (۲) ان کیلئے سداد و استقامت کی دعا (۳) ان پر خروج یعنی بغاوت سے یکسر گریز کرنا، خواہ وہ ظلم ہی کیوں نہ کرتے ہوں۔

اس خیر خواہی کے بہت سے ادلہ ہیں:

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: [الدين النصيحة ، قلنا : لمن ؟ قال : لله ولكتابه ولرسوله ولأئمة المسلمين وعامتهم]

یعنی: [دین تو خیر خواہی کا نام ہے، ہم نے پوچھا: کس کیلئے؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ کیلئے، اسکی کتاب کیلئے، اسکے رسول کیلئے، مسلمانوں کے ائمہ و حکام کیلئے، اور عامۃ الناس کیلئے] (صحیح مسلم (۹۵)

موطا امام مالک (۲/۹۹۰) میں سہیل بن ابی صالح اپنے والد ابو صالح، اور وہ ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: [إن الله يرضى لكم ثلاثا، ويسخط لكم ثلاثا ، يرضى لكم أن تعبدوه ولا تشركوا به شيئا ، وأن تعتصموا

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

يسخط لكم قيل وقال، ويسخط لكم قيل وقال، وإضاعة المال، وكثرة السؤال]

یعنی: [بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے لئے تین چیزیں پسند فرماتا ہے، اور تین ناپسند۔ جو چیزیں پسند فرماتا ہے وہ یہ ہیں کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس عبادت میں کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، اور یہ کہ تم سب ملکر اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو، اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے جنھیں تمہارے امور کا نگران اور حاکم مقرر فرمایا ہے، ان کے ساتھ خیر خواہی کرو۔ اور جو چیزیں اللہ تعالیٰ کی ناپسندیدگی اور ناراضگی کا باعث ہیں وہ: قیل وقال، مال کو ضائع کرنا اور کثرت سے سوال کرنا ہیں۔] اس حدیث کو امام احمد نے بھی اپنی مسند (۸۷۹۹) میں روایت فرمایا ہے، اور یہ صحیح حدیث ہے۔

مسند احمد (۲۱۵۹۰) میں، بسند صحیح، زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی ایک طویل حدیث میں یہ الفاظ بھی مروی ہیں: [ثلاث لا يغل عليهن قلب مسلم أبدا: إخلاص العمل لله، ومناصحة ولاة الأمر، ولزوم الجماعة، فإن دعوتهم تحيط من ورائهم]

ترجمہ: [تین خصلتیں ایسی ہیں جن پر کسی مسلمان کا دل فریب خوردہ نہیں ہوسکتا، ایک اللہ تعالیٰ کیلئے اخلاصِ عمل، دوسری حکام کے ساتھ خیر خواہی، تیسری جماعت کے ساتھ چمٹے رہنا۔...

حافظ ابن القیم "مفتاح دار السعادة" (ص:۷۰) میں مذکورہ حدیث کے ٹکڑے [لا يغل عليهن قلب مسلم] کا معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"یعنی جب تک مسلمان کے دل میں یہ تین چیزیں باقی اور موجود ہیں، تب تک اس کا دل غل یعنی دھوکا، فریب، ہر قسم کے فساد اور میل کچیل سے پاک ہوگا۔

پھر مزید فرماتے ہیں: حکام کے ساتھ خیر خواہی بھی فریب خوردگی کے منافی ہے؛ کیونکہ خیر خواہی اور فریب اکٹھے نہیں ہوسکتے، بلکہ خیر خواہی، فریب کی ضد ہے، جو ائمہ اور اُمت کا خیر خواہ ہوگا وہ ہر قسم کے فریب سے پاک ہوگیا۔ اور رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان: [ولزوم جماعتهم] یعنی

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ چمٹے رہنا بھی دل کو دھوکے سے پاک کرتا ہے: کیونکہ جب تک ایک شخص بھی مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ چمٹا رہے گا تب تک وہ ان کیلئے وہی کچھ پسند کرے گا یا ناپسند کرے گا، جو اپنے لئے پسند یا ناپسند کرے گا، اور تب تک جو چیز اس کیلئے خوشی یا تکلیف کا موجب ہوگی، اسی چیز کو ان کیلئے بھی خوشی یا تکلیف کی موجب تصور کرے گا۔"

امام نووی شرح مسلم (۲/۳۸) میں فرماتے ہیں:

"مسلمان حکام کے ساتھ خیر خواہی کا معنی یہ ہے کہ امور حق پر ان کی معاونت اور اطاعت کرے، نیز انتہائی نرم خوئی اور لطف ومحبت کے ساتھ انہیں حق کی تلقین وتبلیغ کرتا رہے، اگر حکام کی طرف سے مسلمانوں کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی یا غفلت کا ارتکاب دیکھے تو ان پر تنقید کا طوفان بپا کرنے کے بجائے انہیں اچھے طریقے سے باخبر کرے۔ ان پر خروج یعنی بغاوت سے یکسر گریز کرے، عامۃ الناس کو بھی ان کی اطاعت کی ترغیب دے۔ امام خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حکام کے ساتھ خیر خواہی کا معنی یہ بھی ہے کہ ان کے پیچھے نماز پڑھے، ان کے ساتھ مل کر جہاد کرے، اپنے صدقات انہی کو ادا کرے، اور اگر ان سے ظلم یا بدمعاملگی ظاہر ہو تو ان سے بغاوت کی راہ اختیار نہ کرے، ان کی جھوٹی تعریفیں کرکے انہیں دھوکے میں نہ رکھے، اور ان کی رشد وصلاح کی دعائیں کرتا رہے۔"

حافظ ابن حجر فتح الباری (۱/۱۳۸) میں فرماتے ہیں:

"ائمۃ المسلمین کے ساتھ خیر خواہی کا مطلب یہ ہے کہ ان کے کاندھوں پر جو بار سلطنت ڈال دیا گیا ہے اس پر ان کی اعانت کرے، بصورت غفلت انہیں آگاہی دے کر بیدار کرے، کسی کوتاہی یا غلطی کی صورت میں ان کی اصلاح کردے، ان پر رعیت کا شیرازہ بکھیرنے کی بجائے مجتمع رکھے، جو دل حکام سے متنفر ہوں ان کی اصلاح کرکے انہیں حکام کے قریب کردے۔

سب سے بڑی خیر خواہی یہ ہے کہ انہیں ارتکاب ظلم سے، بطریق احسن باز رکھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

أئمۃ المسلمین کے زمرے میں، ائمۂ اجتہاد (علماء وقضاۃ) بھی آتے ہیں، جن کے ساتھ خیر خواہی کا تقاضہ یہ ہے کہ ان کے علوم کو پھیلایا جائے، ان کی مناقب (اچھائیاں) عام کی جائیں اور ان کے ساتھ ہمیشہ اچھا گمان رکھا جائے۔"

واضح ہو کہ حکام کے ساتھ، بلکہ ہر کسی کے ساتھ خیر خواہی تنہائی میں، انتہائی رفق اور نرم خوئی کے ساتھ ہونی چاہیے، اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا موسیٰ اور ھارون علیھما السلام سے یہ فرمانا ہے:

﴿ اِذْهَبَا اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى . فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى ﴾

ترجمہ: "تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ اس نے بڑی سرکشی کی ہے۔ اسے نرمی سے سمجھاؤ کہ شاید وہ سمجھ لے یا ڈر جائے" (طہ: ۴۳،۴۴)

عن عائشة رضي الله عنها عن النبي ﷺ قال: [إن الرفق لا يكون في شيء إلا زانه، ولا ينزع من شيء إلا شانه] یعنی: ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [رفق یعنی نرمی جس چیز میں آ جائے اسے خوبصورت کر دیتی ہے، اور جس چیز سے چھین لی جائے اسے بدصورت کر دیتی ہے] (صحیح مسلم (۲۵۹۴)

صحیح بخاری (۳۲۶۷) اور صحیح مسلم (۲۹۸۹) میں، ابو وائل شقیق بن سلمۃ سے مروی ہے، فرماتے ہیں: اسامہ سے کہا گیا: [آپ امیر المؤمنین عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر داخل ہو کر ان سے بات کیوں نہیں کرتے؟ فرمایا: تم سمجھتے ہو کہ میں ان سے بات کروں تا کہ تم سنو؟ واللہ! میں نے ان سے تنہائی میں بات کی ہے، اور میں نہیں چاہتا کہ میں ایک ایسی روش شروع کروں، جس کا شروع کرنا میرے ساتھ منسوب کر دیا جائے۔ الحدیث] (یہ الفاظ صحیح مسلم کے ہیں)

حافظ ابن حجر فتح الباری (۱۳/۵۱) میں اس قول کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اسامہ کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ جس بات کی طرف تم نے اشارہ کیا ہے وہ میں امیر المؤمنین سے تنہائی میں کر چکا ہوں! کیونکہ مصلحت اور ادب کا یہی تقاضہ ہے، میں نہیں چاہتا کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

میری بات کسی فتنہ کا سبب بن جائے "

عن عیاض بن غنم رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ ﷺ قال: [من أراد أن ینصح السلطان بأمر فلا یبدله علانیة ولکن لیأخذ بیده فیخلو به، فإن قبل منه فذاک، وإلا کان قد أدی الذی علیه له]

ترجمہ: [جس شخص کا بادشاہِ وقت کو کوئی نصیحت کرنے کا ارادہ ہو تو وہ علی الاعلان اس کا اظہار نہ کرے، بلکہ اس کا ہاتھ تھام کر اسے تنہائی میں لے جائے (اور وہ نصیحت پیش کر دے) اگر وہ اسے قبول کر لے تو بہت بہتر ہے، ورنہ اس نے اپنا فریضہ ادا کر دیا] (مسند احمد (۱۵۳۳۳) مستدرک حاکم (۳/۲۹۰) کتاب السنۃ لابن ابی عاصم (۱۰۹۶، ۱۰۹۸) شیخ البانی اس کی تخریج (۵۲۳/۲) میں فرماتے ہیں: یہ حدیث اپنے طرق کے مجموعے کی بناء پر صحیح ہے۔)

اگر حاکم کو نصیحت کرنا، رفق ولین (نرمی) سے خالی ہو، اور وہ اعلانیہ بھی ہو، تو وہ فائدہ مند ہونے کی بجائے نقصان دہ ہوگی۔ ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ جب اس میں کوئی عیب ہو تو اسے نرمی سے تنہائی میں نصیحت کی جائے، تو پھر اسے بھی دوسرے لوگوں کے ساتھ ایسا ہی برتاؤ کرنا چاہئے جو وہ اپنے بارہ میں چاہتا ہے (اور خصوصاً حکام اس سلوک کے زیادہ مستحق ہیں)

صحیح مسلم (۱۸۴۴) میں عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ایک طویل حدیث میں یہ الفاظ بھی وارد ہیں: [جو شخص جہنم سے بچاؤ اور جنت کا داخلہ چاہتا ہے تو اس کی موت اس طرح آنی چاہئے کہ اس کا اللہ تعالیٰ اور روزِ آخرت پر ایمان ہو، اور لوگوں کے ساتھ وہ سلوک اور معاملہ کرے جو اپنے بارہ میں چاہتا ہے]

حکام کی اطاعت معروف میں ہے معصیت میں نہیں

(۳) حکام کے ساتھ خیر خواہی میں یہ انتہائی اہم نکتہ شامل ہے کہ ہر معروف میں ان کی اطاعت کی جائے اور اگر وہ کسی معصیت کا حکم دیں تو ان کی سمع واطاعت سے گریز کیا جائے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ ﴾ (النساء:٥٩)

ترجمہ: ''اے ایمان والو! فرمانبرداری کرو اللہ تعالیٰ کی اور فرمانبرداری کرو رسول (ﷺ) کی اور تم میں سے اختیار والوں کی''

حکام کی سمع واطاعت پر بے شمار احادیث مروی ہیں، جن میں سے عبداللہ بن عمر، ابوھریرۃ، ابوذر غفاری اور عبادۃ بن الصامت رضی اللہ عنھم کی احادیث اسی بحث میں گزر چکی ہیں۔

سنن نسائی (۴۱۶۸) میں صحیح سند کے ساتھ، جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، فرماتے ہیں:

[بايعت النبي ﷺ على السمع والطاعة وأن أنصح لكل مسلم] یعنی: [میں نے نبی ﷺ کے ہاتھ پر حکام کی سمع واطاعت کرنے اور ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کرتے رہنے کی بیعت کی ہے]

صحیح مسلم (۱۸۴۷) میں حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے مروی ایک طویل حدیث میں، رسول اللہ ﷺ کے یہ الفاظ بھی ہیں: [تسمع وتطيع للأمير، وإن ضرب ظهرك وأخذ مالك، فاسمع وأطع]

یعنی: [امیر کی سمع واطاعت کرو، اور اگر وہ تمہاری پشت پر کوڑے مارتا ہو اور تمہارے مال کی زکوٰۃ وصول کرتا ہو تو ضرور اس کی بات سنو اور اطاعت کرو]

عن أبي هريرة عن النبي ﷺ قال: [من أطاعني فقد أطاع الله، ومن يعصني فقد عصى الله، ومن يطع الأمير فقد أطاعني، ومن يعص الأمير فقد عصاني]

ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [جس نے میری اطاعت کی، اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی، اور جس نے میری نافرمانی کی، اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی، اور جو اپنے امیر کی اطاعت کرتا ہے، اس نے میری اطاعت کی، اور جو اپنے امیر کی نافرمانی کرتا ہے اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

نے میری نافرمانی کی] (صحیح بخاری (۷۱۳۷) صحیح مسلم (۱۸۳۵) یہ الفاظ صحیح مسلم کے ہیں)

صحیح مسلم (۱۸۴۶) میں وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں: سلمہ بن یزید الجعفی نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا: اے اللہ کے نبی! اگر ہم پر ایسے امراء مسلط ہو جائیں جو ہم سے اپنے حقوق کا تو تقاضہ کریں، مگر ہمیں ہمارے حقوق سے منع کر دیں؟ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: [سنو اور اطاعت کرو، ان پر ان کی ذمہ داریاں ہیں اور تم پر تمہاری ذمہ داریاں ہیں]

تفسیر قرطبی (۲۵۹/۵) میں ہے: "سہل بن عبداللہ التستری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جب حاکم وقت، کسی عالم کو فتویٰ دینے سے روک دے، تو اسے فتویٰ دینا جائز نہیں ہوگا، اور اگر وہ فتویٰ دے گا تو نافرمان قرار پائے گا، خواہ وہ حاکم ظالم ہی کیوں نہ ہو"

اس کی دلیل عوف بن مالک الاشجعی رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [لا یقص إلا أمیر أو مأمور أو مختال] یعنی: [تقریر یا تو حاکم کرتا ہے، یا حاکم کا مامور، یا پھر متکبر] (مسند احمد (۲۴۰۰۵) ابوداؤد (۳۶۶۵) یہ حدیث اپنے جملہ طرق کے ساتھ صحیح ہے، شیخ البانی کی مشکوۃ کی حدیث (۲۴۰) پر تعلیق ملاحظہ ہو)

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ حج تمتع کا فتویٰ دیتے تھے، انہیں یہ خبر پہنچی کے امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حج افراد کا حکم ارشاد فرمایا ہے، تو انہوں نے لوگوں سے کہا: [ہم نے جسے حج تمتع کا فتویٰ دیا ہے وہ رک جائے؛ کیونکہ امیر المومنین تشریف لانے والے ہیں، انہی کے حکم کی اقتداء کرنا] (صحیح مسلم (۱۲۲۱))

السنن الکبری للبیہقی (۱۴۳/۳) میں ہے، عبدالرحمن بن یزید کہتے ہیں: [ہم عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ میدان منیٰ میں تھے جب وہ (ابن مسعود) منیٰ کی مسجد میں داخل ہوئے تو پوچھا: امیر المومنین نے کتنی رکعت پڑھی ہیں؟ لوگوں نے کہا: چار رکعت، تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بھی چار رکعت پڑھیں۔ ہم نے عرض کیا: آپ ہی تو حدیث بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

نے میدان منیٰ میں دو رکعت پڑھیں (یعنی نماز قصر کی)؟ نیز ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی دو رکعت پڑھیں؟

فرمایا: کیوں نہیں، یہ حدیث میں اب بھی بیان کرتا ہوں، لیکن چونکہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہمارے امیر ہیں، مجھے ان کی مخالفت گوارہ نہیں! اور اختلاف تو انتہائی بُری چیز ہے]

یہ حدیث ابوداؤد (۱۹۶۰) میں بھی ہے بیہقی (۱۴۳/۳) نے اسے اپنی سند سے روایت کیا ہے مگر اس میں ایک مبہم راوی ہے بیہقی ایک اور سند بھی لائے ہیں، اس میں بھی ایک مبہم راوی ہے، اس میں یہ الفاظ بھی ہیں: [میں اختلاف کو ناپسند کرتا ہوں]

سفر میں پوری نماز پڑھنا اگرچہ خلافِ اَولیٰ ہے، مگر ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے امیر المومنین کی مخالفت ترک کرنے کو بہتر سمجھا اور پوری نماز پڑھی۔

صحیح بخاری (۹۵۶) اور صحیح مسلم (۸۸۹) میں، مروان کا عید کے دن، نماز سے قبل خطبہ دینے اور ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ کے انکار کرنے کا قصہ مذکور ہے۔ اس کے تحت حافظ ابن حجر فتح الباری (۴۵۰/۲) میں لکھتے ہیں: اس حدیث سے حاصل ہونے والے فوائد میں سے ایک فائدہ یہ ہے کہ ایک عالم کا خلافِ اَولیٰ مسئلہ پر عمل کرنا جائز ہے، اس وقت جب حاکم اَولیٰ مسئلہ پر موافقت نہ کرے؛ کیونکہ ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ اس انکار کے بعد میدانِ عید سے واپس نہیں گئے بلکہ امیر کے ساتھ خطبہ اور نماز ادا کی۔ جس سے یہ استدلال بھی کیا جاسکتا ہے کہ عید کے دن ابتداء بالصلاۃ، صحتِ نماز کیلئے شرط نہیں ہے (واللہ اعلم)

حافظ ابن رجب رحمہ اللہ "جامع العلوم والحکم" (۱۱۷/۲) میں فرماتے ہیں:

"مسلمانوں کے حکام کی سمع واطاعت، سعادتِ دنیا کی موجب ہے، اس سمع واطاعت کے ساتھ بندوں کی معیشت کی مصلحتوں کا منظم ہونا وابستہ ہے، اور اسی سے پروردگار کی اطاعت کے اظہار پر مدد ملتی ہے۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

حکام کے ساتھ خیر خواہی کا تقاضا

(۵) حکام کے ساتھ خیر خواہی کا ایک تقاضہ یہ بھی ہے کہ ان کی استقامت وسداد کیلئے دعا کی جائے، اور بددعا نہ کی جائے۔ اہل السنۃ والجماعۃ کا یہی طریقہ تھا۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ "السیاسة الشرعیة" (ص:۱۲۹) میں فرماتے ہیں:

"اسی لئے سلف صالحین، مثلاً: فضیل بن عیاض اور احمد بن حنبل وغیرہ فرمایا کرتے تھے: "لو کان لنا دعوة مجابة لدعونا بها للسلطان" یعنی: اگر ہمیں کسی دعا کے قبول ہونے کا علم ہو جائے تو وہ دعا ہم بادشاہ وقت کیلئے کریں گے۔

شیخ ابو محمد الحسن البربھاری اپنی کتاب "شرح السنة" (ص:۱۱۶) میں فرماتے ہیں:

"جب تم کسی شخص کو بادشاہ پر بددعا کرتے ہوئے دیکھو تو سمجھ لو کہ وہ شخص بدعتی ہے، اور جب تم کسی شخص کو بادشاہ کی درستگی واصلاح کی دعا کرتے ہوئے دیکھو تو سمجھ لو کہ وہ ان شاء اللہ صاحب سنت ہے، فضیل بن عیاض فرمایا کرتے تھے: اگر میرے پاس کوئی دعاء مستجاب ہو تو میں وہ دعا صرف حاکم وقت کو دوں گا۔ (امام بربھاری، فضیل بن عیاض کے اس قول کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:) کسی نے ان سے کہا: اے ابوعلی! اپنے اس قول کی وضاحت کرو، فرمایا: وہ دعاء مستجاب اگر میں اپنے لئے مانگوں گا تو اس کا اثر میری ذات تک محدود رہے گا، آگے نہیں بڑھے گا، اور اگر وہ دعا حاکم کو دوں گا تو اس کی اصلاح ہوگی، اور اس کی اصلاح سے لوگوں اور شہروں کی اصلاح ہوگی، تو ہمیں یہ حکم ہے کہ ہم حکام کی اصلاح کی دعا کریں، یہ حکم نہیں کہ ان پر بددعا کریں، خواہ وہ ظالم ہی کیوں نہ ہوں؛ کیونکہ ان کا ظلم وجور ان کی ذات پر ہے، اور ان کی اصلاح ان کی ذات اور تمام مسلمانوں کی اصلاح ہے"

امام طحاوی "عقیدة اهل السنة والجماعة" میں فرماتے ہیں:

"ہم اپنے ائمہ اور ولاۃ امور، خواہ وہ ظالم ہی کیوں نہ ہوں، پر خروج وبغاوت جائز نہیں سمجھتے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

نہ ہم ان پر بددعا کرتے ہیں، نہ ان کی اطاعت سے ہاتھ کھینچتے ہیں، ان کی اطاعت کو، اللہ تعالیٰ کی اطاعت قرار دیتے ہوئے شرعی فریضہ قرار دیتے ہیں، جب تک وہ کسی معصیت کا حکم نہ دیں، ان کیلئے ہمیشہ اصلاح وعافیت کی دعائیں کرتے رہتے ہیں"

(شرح العقیدۃ الطحاویۃ لابن ابی العز (۵۴۰)

شیخ ابواسمٰعیل الصابونی اپنی کتاب "عقیدۃ السلف أصحاب الحدیث" (ص:۹۲ تا ۹۳) میں فرماتے ہیں:

"اصحاب الحدیث ہر مسلم حکمران، خواہ وہ نیک ہوں یا فاجر، کے پیچھے، جمعہ، عیدین اور دیگر نمازیں ادا کرنا جائز سمجھتے ہیں، نیز ان کے ظلم وجور اور فسق وفجور کے باوجود ان کے ساتھ مل کر کفار سے جہاد ضروری قرار دیتے ہیں، اس کے ساتھ ساتھ ان کیلئے اصلاح، توفیق، استقامت اور رعیت میں عدل وانصاف عام کرنے کی دعائیں مانگتے رہنے کی تلقین کرتے ہیں"

(۶) حکام سے اگر کسی قسم کے ظلم یا گناہ کا ارتکاب ثابت ہوجائے تو ان پر خروج یا بغاوت جائز نہیں؛ کیونکہ بغاوت پر جو بے انتہا فتنہ وفساد مرتب ہوسکتا ہے وہ حکام کے ظلم یا معصیت سے کہیں زیادہ ہوگا، الا یہ کہ وہ کسی واضح اور کھلم کھلا کفر کا ارتکاب کر بیٹھیں۔ اس موقف پر رسول اللہ ﷺ کی احادیث اور سلف صالحین کا عمل، بطور دلیل موجود ہے۔

صحیح بخاری (۷۰۵۵) اور صحیح مسلم (۱۷۰۹) میں، عبادۃ بن صامت ؓ کی یہ حدیث موجود ہے، فرماتے ہیں:

[بایعنا رسول اللہ ﷺ علی السمع والطاعۃ فی منشطنا ومکرھنا وعسرنا ویسرنا، وأثرۃ علینا، وأن لا ننازع الأمر أھلہ، إلا أن تروا کفرا بواحا عندکم من اللہ فیہ برھان]

ترجمہ: [ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر اپنے ولی امر کی ہر پسند وناپسند میں اور ہر تنگی

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

وآسانی میں اور دوسروں کے ہم پر ترجیح دینے کے باوجود، سمع واطاعت کرتے رہنے پر بیعت کی ہے اور یہ کہ ہم اپنے صاحب امر سے (بسلسلۂ اقتدار) جھگڑا مول نہ لیں، اِلا یہ کہ تم ان کا کسی صریح کفر کا مرتکب ہونا کہ جس کے کفر پر تمہارے پاس واضح برہان ہو، دیکھ لو]

عن عوف بن مالك الأشجعي رضي الله عنه قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول: [خياركم أئمتكم الذين تحبونهم ويحبونكم، وتصلون عليهم ويصلون عليكم، وشرار أئمتكم الذين تبغضونهم ويبغضونكم، وتلعنونهم ويلعنونكم، قالوا: قلنا: يارسول الله! أفلا ننابذهم عند ذلك؟ قال: لا! ماأقاموا فيكم الصلاة، لا! ماأقاموا فيكم الصلاة، ألا من ولي عليه وال، فرآه يأتي شيئا من معصية، فليكره مايأتي من معصية الله، ولاينزعن يدا من طاعة]

ترجمہ: عوف بن مالک الاشجعی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: [تمہارے بہترین حکمران وہ ہیں جن سے تم محبت کرو اور وہ تم سے محبت کریں، تم انہیں دعائیں دو اور وہ تمہیں دعائیں دیں، جبکہ بدترین حکمران وہ ہیں، جن سے تم بغض وعداوت رکھو اور وہ تم سے بغض وعداوت رکھیں، تم ان پر لعنتیں برساؤ اور وہ تم پر لعنتیں برسائیں۔ صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! اگر ہم ایسے حکمران پائیں تو ان سے اپنا اطاعت کا ہاتھ کھینچ نہ لیں؟ فرمایا: نہیں، جب تک نماز قائم کرتے ہوں۔ نہیں، جب تک نماز قائم کرتے ہوں۔ پھر ارشاد فرمایا: جس شخص پر کوئی حاکم مقرر ہو، اور وہ اس کے اندر کسی گناہ کا ارتکاب دیکھتا ہو تو اس گناہ سے نفرت کرے، لیکن اس کی اطاعت سے ہاتھ نہ کھینچے] (صحیح مسلم(۱۸۵۵)

عن أم سلمة رضي الله عنها عن النبي ﷺ أنه قال: [إنه يستعمل عليكم أمراء، فتعرفون وتنكرون، فمن كره فقد برئ، ومن أنكر فقد سلم، ولكن من رضي وتابع، قالوا: يارسول الله ألا نقاتلهم؟ قال: لا ما صلوا]

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ترجمہ: ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: [عنقریب تم پر ایسے امراء و حکام مقرر ہونگے جن کے کچھ امور کو تم (شریعت کی موافقت کی وجہ سے) پہچانتے ہوگے، جبکہ کچھ امور کا (عدم موافقت کی وجہ سے) انکار کرتے ہوگے، جس نے قابلِ انکار امور کو ناپسند کیا وہ بری ہوگیا، اور جس نے انکار کر دیا اس نے سلامتی پالی، لیکن جو ان امور پر راضی ہوگیا اور متابعت بھی کرلی (وہ بربادی کی راہ پر چل نکلا) صحابہ نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ کیا ہم ایسے حکام سے قتال نہ کریں؟ فرمایا: نہیں، جب تک وہ نماز پڑھتے ہوں] (صحیح مسلم (۱۸۵۴)

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما عن النبی ﷺ قال: من رأى من أميره شيئا يكرهه فليصبر عليه، فإنه من فارق الجماعة شبرا فمات إلا مات ميتة جاهلية [

ترجمہ: عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [جو شخص اپنے امیر میں کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھے تو وہ اس پر صبر کرے؛ کیونکہ جو شخص ایک بالشت بھر جماعت سے جدا ہوا اور مرگیا تو اس کی موت جاہلیت کی موت ہوگی]

(صحیح بخاری (۷۰۵۴) اور صحیح مسلم (۱۸۴۹)

حافظ ابن حجر فتح الباری (۷/۱۳) میں فرماتے ہیں:

"ابن ابی جمرۃ فرماتے ہیں: اس حدیث میں جماعت سے مفارقت یعنی جدائی سے مراد یہ ہے کہ امیر کو جو عقدِ بیعت حاصل ہے اس کی گرہ کھولنے کی کوشش کرے، خواہ وہ کوشش کتنی ہی معمولی ہی کیوں نہ ہو، اس معمولی کوشش کی مقدار کو "شبر" یعنی بالشت کی تعبیر سے واضح فرمایا؛ کیونکہ اس کوشش کا نتیجہ، ناحق خون ریزی کے سوا کچھ نہیں"

امام احمد اپنے "الاعتقاد" میں فرماتے ہیں:

"کسی شخص کیلئے بادشاہ سے قتال کرنا یا اس پر خروج و بغاوت اختیار کرنا حلال نہیں ہے، جس شخص نے ایسا کیا وہ سنت وہدایت کے راستے سے بھٹک کر بدعتی بن جائے گا"

(السنة للالکائی (۱/۱۶۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ابھی ابھی امام طحاوی کا قول گزرا ہے، (افادیت کیلئے دوبارہ نقل کیا جاتا ہے:)

"ہم اپنے ائمہ اور ولاۃ امور، خواہ وہ ظالم ہی کیوں نہ ہوں، پر خروج وبغاوت جائز نہیں سمجھتے، نہ ہم ان پر بددعا کرتے ہیں، نہ ان کی اطاعت سے ہاتھ کھینچتے ہیں، ان کی اطاعت کو، اللہ تعالیٰ کی اطاعت قرار دیتے ہوئے، شرعی فریضہ قرار دیتے ہیں، جب تک وہ کسی معصیت کا حکم نہ دیں، ان کیلئے ہمیشہ اصلاح وعافیت کی دعائیں کرتے رہتے ہیں"

امام صابونی "عقیدۃ السلف اصحاب الحدیث" (ص:۹۳) میں فرماتے ہیں:

" (أهل السنة) حکام پر خروج بالسیف جائز قرار نہیں دیتے، خواہ وہ انہیں راہِ عدل سے انحراف اختیار کرکے، ظلم وستم کی راہ پر مائل کیوں نہ دیکھیں"

شریعت کے قواعد میں سے ایک قاعدہ یہ ہے کہ اگر دو ضرر مسلط ہوں تو ان میں سے ہلکے ضرر کا ارتکاب کیا جائے تاکہ بڑے ضرر سے بچ سکیں۔

حافظ ابن القیم رحمہ اللہ اپنی کتاب "اعلام الموقعین" (۱۵/۳) میں فرماتے ہیں:

"رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کیلئے برائی کے انکار کے واجب ہونے کو مشروع قرار دیا ہے؛ تاکہ برائی کے انکار سے، اس کی جگہ وہ نیکی آجائے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو پسند ہے، لیکن جب کسی برائی کا انکار، اس سے بڑی برائی کو مستلزم ہو، جو اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول ﷺ کو زیادہ مبغوض وناپسندیدہ ہو، تو پھر اس چھوٹی برائی کا انکار جائز نہیں ہوگا، اگرچہ وہ چھوٹی برائی بھی اللہ تعالیٰ کے بغض اور ناراضگی کا باعث ہو۔ اس کی مثال حکام وملوک پر انکار، خروج اور بغاوت سے دی جاسکتی ہے (اگرچہ ان حکام کا باقی رہنا ایک برائی ہوسکتا ہے) لیکن ان پر بغاوت کا راستہ اختیار کرنے سے، ایک ایسی اس سے بھی بڑی برائی جنم لے سکتی ہے جو قیامت تک ہر شر اور فتنہ کی بنیاد بن سکتی ہے۔

عبداللہ بن مسعود ؓ نے کیا خوب فرمایا ہے: "تكون امور مشتبهات، فعليكم

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

بالتؤدة، فإن أحدكم أن يكون تابعا في الخير خير من أن يكون رأسا في الشر"

یعنی: "بہت سے ایسے امور ہونگے جوتم پر مشتبہ ہونگے، ان امور کے تعلق سے تم تحمل، بردباری اور دھیما پن اختیار کرو؛ کیونکہ تم اگر خیر میں تابعدار بن کر رہو تو یہ اس سے کہیں بہتر ہے کہ تم شر میں لیڈر بن کر رہو" (شعب الایمان للبیهقی (۲۹۷/۷)

سلف صالحین کے نقشِ قدم کی پیروی کا بیان

۲۸ .قولہ: "واتباع السلف الصالح واقتفاء آثارهم و الاستغفار لهم"

ترجمہ: "سلف صالحین کی اتباع، ان کے نقشِ قدم کی پیروی اور ان کیلئے استغفار کرتے رہنا (اہل السنۃ کے معتقدات میں شامل ہے)"

شرح:

تمام تر خیر وسعادت، رسول اللہ ﷺ، صحابہ کرام اور ان کے اتباع کی پیروی میں ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے اس امت کے تہتر فرقوں میں بٹ جانے کی پیش گوئی فرمائی ہے، اور یہ خبر بھی دی ہے کہ ان فرقوں میں ایک کے علاوہ سب جہنم میں جائیں گے، پوچھا گیا: یا رسول اللہ ﷺ وہ ایک (جنتی) گروہ کون ہے؟ فرمایا: وہ "الجماعۃ" ہے۔ یہ حدیث پیچھے بیان ہوچکی، نیز رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان بھی گزر چکا:

]...فإنه من يعش منكم بعدي فسيرى إختلافا كثيرا، فعليكم بسنتي وسنة الخلفاء المهديين الراشدين، تمسكوا بها وعضوا عليها بالنواجذ وإياكم ومحدثات الأمور فإن كل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة[

ترجمہ: [...میرے بعد تم میں سے جو زندہ رہا وہ بہت زیادہ اختلافات دیکھے گا، اس وقت تم میری سنت کو لازم پکڑ لینا، نیز خلفاءِ راشدین جو ہدایت یافتہ ہیں، کی سنت کو بھی، اسے مضبوطی سے تھام

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

لینا، بلکہ اپنی داڑھوں میں دبالینا، اور نئے نئے امور سے بچنا، ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے]

امام مالک رحمہ اللہ کا یہ قول بھی گزر چکا: "لن يصلح آخر هذه الأمة إلا بما صلح به أولها" یعنی: اس امت کا آخری دور اسی چیز کے ساتھ سنور سکتا ہے، جس چیز کے ساتھ اس امت کا پہلا دور سنورا تھا۔

امام احمد بن حنبل "الاعتقاد" کے شروع میں فرماتے ہیں:

"اصول السنة عندنا التمسك بما كان عليه أصحاب رسول الله ﷺ والاقتداء بهم، وترك البدع، وكل بدعة فهي ضلالة، وترك الخصومات والجلوس مع أصحاب الأهواء، وترك المراء والجدال والخصومات في الدين"

ترجمہ: "صحابۂ کرام کے منہج کے ساتھ تمسک اور ان کی اقتداء، ہمارے نزدیک اصولِ دین میں سے ہے، نیز بدعات کو چھوڑ دینا بھی؛ کیونکہ ہر بدعت گمراہی ہے۔ اس کے علاوہ بدعتیوں کے ساتھ بیٹھنے اور جھگڑنے سے گریز کرنا، نیز دین میں جدال وخصومت سے بچنا بھی اصولِ دین میں شامل ہے" (السنة للالكائي (١٥٦/١)

اللہ تعالیٰ نے ان صحابۂ کرام کی ثنا فرمائی جو انصار ومہاجرین کے بعد آئے اور ان کیلئے استغفار کرتے رہے، نیز اللہ تعالیٰ سے یہ سوال کرتے رہے کہ ان کی بابت ہمارے دلوں میں کوئی کینہ یا خیانت پیدا نہ فرمانا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَالَّذِينَ جَآءُوا مِنۢ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِّلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ﴾

ترجمہ: "اور ان کے لئے بھی جو ان (مہاجرین) کے بعد آئے اور دعا کرتے ہیں کہ ہمارے

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

پروردگارا! ہمارے اور ہمارے بھائیوں کے، کہ جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں گناہ معاف فرما اور مومنوں کے واسطے ہمارے دلوں میں کینہ (بغض) نہ پیدا ہونے دے ۔اے ہمارے رب! بے شک تو بڑا شفقت کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے" (الحشر:۱۰)

اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جب بعض لوگوں کو صحابہ کرام پر طعنہ زنی کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: [أمروا أن یستغفروا لأصحاب النبي ﷺ فسبوھم]

یعنی: [انہیں تو حکم دیا گیا تھا کہ وہ نبی ﷺ کے صحابہ کیلئے استغفار کریں، مگر یہ انہیں گالیوں سے نواز رہے ہیں] (صحیح مسلم:۳۰۲۲)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ﴾ (النساء:۱۱۵)

ترجمہ:"جو شخص باوجود راہ ہدایت کے واضح ہو جانے کے بھی رسول (ﷺ) کا خلاف کرے اور تمام مومنوں کی راہ کو چھوڑ کر چلے، ہم اسے ادھر ہی متوجہ کر دیں گے جدھر وہ خود متوجہ ہو اور دوزخ میں ڈال دیں گے، وہ پہنچنے کی بہت ہی بری جگہ ہے"

"جامع بیان العلم وفضلہ" لابن عبدالبر(۲/۹۷) میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ قول مذکور ہے:

"من کان منکم متاسیا فلیتاس بأصحاب محمد ﷺ؛ فإنھم کانوا أبر ھذہ الأمة قلوبا، وأعمقھا علما، وأقلھا تکلفا، وأقومھا ھدیا، وأحسنھا حالا، قوما اختارھم اللہ تعالیٰ لصحبة نبیه ﷺ، فاعرفوا لھم فضلھم، واتبعوھم في آثارھم؛ فإنھم کانوا علی الھدی المستقیم"

ترجمہ:"تم میں سے جو شخص کسی کو مثال بنا کر پیروی کرنا چاہتا ہے تو وہ محمد ﷺ کے اصحاب کو مثال بنالے؛ کیونکہ یہ لوگ باعتبار دلوں کے اس امت کے سب سے نیک لوگ ہیں، باعتبار علم

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

سب سے گہرے ہیں، باعتبار تکلف سب سے کم ہیں، باعتبار ہدایت سب سے سیدھے ہیں، باعتبار حالت سب سے اچھے ہیں۔ یہ وہ قوم ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کی صحبت کیلئے چن لیا، ان کے فضل کو پہچانو اور ان کے نقشِ قدم کے پیروکار بن جاؤ؛ کہ یہی لوگ صراطِ مستقیم پر قائم ہیں۔"

سنن الدارمی (۲۱۱) میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ قول بھی مذکور ہے:

"اتبعوا ولا تبتدعوا فقد كفيتم" یعنی: "تم (اصحابِ رسول ﷺ) کی اتباع کرو اور نئے طریقے اور راستے مت نکالو، ان کی پیروی میں ہی کفایت ہے"

عثمان بن حاضر فرماتے ہیں: "میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا، عرض کیا: مجھے نصیحت فرمائیے، فرمایا: ہاں، تم اللہ تعالیٰ کے خوف اور استقامت کا راستہ اختیار کیے رکھو، اصحابِ رسول کی اتباع کرو اور بدعت کے اختیار سے گریز کرو" (سنن الدارمی (۱۴۱))

محمد بن سیرین فرمایا کرتے تھے: "كانوا يرون أنه على الطريق ما كان على الأثر" یعنی: "(صحابہ وتابعین) کا یہ مسلک تھا کہ بندہ جب تک حدیثِ رسول ﷺ کے ساتھ وابستہ ہے، تب تک صراطِ مستقیم پر قائم ہے" (سنن الدارمی (۱۴۲))

سنن الدارمی (۱۴۴) میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ قول بھی مذکور ہے:

"تعلموا العلم قبل أن يقبض، وقبضه أن يذهب أهله، ألا وإياكم والتنطع والتعمق والبدع، وعليكم بالعتيق"

ترجمہ: "علم حاصل کرو قبل اس کے کہ اسے قبض کر لیا جائے، اس کا قبض کرنا علماء کو اٹھا لینا ہے۔ خبردار دین میں غلو، ضرورت سے زیادہ تعمق اور بدعات سے بچو، اور تم "عتیق" کو لازم پکڑ لو"

"عتیق" سے مراد وہ مسئلہ جس پر قرآن وحدیث کی دلیل موجود ہو، اور جس پر سلف صالحین کا عمل ہو، اور جو محدث یعنی نیا نہ ہو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

محمد بن نصر المروزی کی کتاب "السنۃ" (ص:۸۰) میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ قول بھی مذکور ہے: "تم آج فطرت دین پر قائم ہو، اور تم احادیث بیان کرتے ہو، اور تمہارے سامنے احادیث بیان کی جاتی ہیں، لیکن جب تم کوئی بھی نئی چیز دیکھو تو پہلی ہدایت (یعنی اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ) کے ساتھ چمٹ جاؤ۔"

حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: "اے قراء کی جماعت! تم سیدھے راستے پر چلتے رہو، اللہ کی قسم! اگر تم صراط مستقیم پر چلتے رہو گے تو بڑی واضح سبقت حاصل کر لو گے، اور اگر تم دائیں بائیں پھر گئے تو پرلے درجے کے گمراہ ہو جاؤ گے۔" (حوالہ مذکور (ص:۸۷)

ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: "اقتصاد في سنة خير من اجتهاد في بدعة، إنك إن تتبع خير من أن تبتدع، ولن تخطئ الطريق ما اتبعت الأثر"

ترجمہ: "سنت کی راہ میں تھوڑا عمل، بدعت کی راہ میں ڈھیروں عمل سے افضل ہے، تمہارا اتباع کا راستہ اختیار کرنا، بدعت کے راستے سے بہتر ہے، تم اس وقت تک راستہ نہیں بھٹک سکتے جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے آثار پر چل رہے ہو" (حوالہ مذکور (ص:۱۰۰)

خلیفہ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے لوگوں کے نام ایک کھلے خط میں فرمایا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مقابلے میں کسی کی رائے نہیں چل سکتی۔ (حوالہ مذکور (ص:۹۴)

عروۃ بن زبیر رحمہ اللہ کا قول ہے: "السنن! السنن! فإن السنن قوام الدين"

یعنی: "سنتوں کو تھامے رہو! سنتوں کو تھامے رہو! کیونکہ سنتیں دین کا قوام ہیں" (یعنی سنتوں پر عمل کرنے سے دین سیدھا رہتا ہے) (حوالہ مذکور (ص:۱۱۰)

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

دين النبي محمد أخبار — نعم المطية للفتى آثار

لا ترغبن عن الحديث وأهله — فالرأي ليل والحديث نهار

ولربما جهل الفتى أثر الهدى — والشمس بازغة لها أنوار

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ترجمہ: محمد ﷺ کا دین تو احادیث ہیں، ایک نوجوان کی سب سے بہترین سواری احادیث وآثار ہیں۔ کبھی حدیث یا اہل الحدیث سے بے رغبتی نہ برتنا، کہ رائے تو اندھیری رات ہے اور حدیث جگمگاتا دن۔ کئی لوگوں کو آثار ہدایت دکھائی نہیں دیتے (اور یہ انتہائی تعجب خیز بات ہے کیونکہ) سورج تو اپنی شعاؤں کے ساتھ چمک دمک رہا ہے۔

ایک اور شاعر نے بہت ہی خوب فرمایا:

الفقه في الدين بالآثار مقترن فاشغل زمانك في فقه وفي اثر
فالشغل بالفقه والآثار مرتفع بقاصد الله فوق الشمس والقمر

ترجمہ: دین کی فقہ تو احادیث کے ساتھ مربوط ومنسلک ہے، لہذا اپنے اوقات کو حدیث وفقہ دونوں کو ساتھ حاصل کرنے میں گزارو۔ حدیث اور فقہ میں اشتغال، اللہ تعالیٰ جو شمس وقمر سے اوپر ہے کے قاصد کے ذریعہ اللہ تعالیٰ تک پہنچاتا ہے۔

دین میں جھگڑے سے یکسر گریز کیا جائے

۴۹۔ "وترک المراء والجدال في الدين"

ترجمہ: "(اہل السنۃ کے منہج میں یہ بات بھی شامل ہے کہ) دین میں جھگڑنے سے یکسر گریز کی جائے"

شرح

کتاب وسنت کی اتباع، اور ان کے نصوص پر مکمل استسلام اور انقیاد، اہل السنۃ والجماعۃ کا منہج

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ہے، یہ منہج صافی ان لوگوں کے طریقہ کے خلاف ہے جو عقل پر اعتماد کرنے اور نقل یعنی قرآن وحدیث میں کیڑے نکالنے کی روش پر قائم ہیں، جو اپنے باطل کو لیکر حق سے ٹکرانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں تاکہ کسی بھی طریقہ سے حق کو دبا دیں۔

حالانکہ قرآن وحدیث اس طرزِ جدال کی مخالفت کرتا ہے، اس سے تحذیر کے حوالے سے کئی دلائل موجود ہیں: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ أَلَا إِنَّ الَّذِينَ يُمَارُونَ فِي السَّاعَةِ لَفِي ضَلَٰلٍ بَعِيدٍ ﴾ (الشوریٰ:۱۸)

ترجمہ: "یاد رکھو جو لوگ قیامت کے معاملہ میں لڑ جھگڑ رہے ہیں، وہ دور کی گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں"

نیز فرمایا: ﴿ وَجَٰدَلُوا بِالْبَٰطِلِ لِيُدْحِضُوا بِهِ الْحَقَّ ﴾ (غافر:۵)

ترجمہ: "اور باطل کے ذریعے کج بحثیاں کیں، تاکہ ان سے حق کو بگاڑ دیں"

نیز فرمایا: ﴿ وَمِنَ النَّاسِ مَن يُجَٰدِلُ فِي اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطَٰنٍ مَّرِيدٍ ﴾

ترجمہ: "بعض لوگ اللہ کے بارے میں باتیں بناتے ہیں اور وہ بھی بے علمی کے ساتھ اور سرکش شیطان کی پیروی کرتے ہیں" (الحج:۳)

نیز فرمایا: ﴿ وَمِنَ النَّاسِ مَن يُجَٰدِلُ فِي اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلَا كِتَٰبٍ مُّنِيرٍ ﴾

ترجمہ: "بعض لوگ اللہ کے بارے میں بغیر علم کے اور بغیر ہدایت کے اور بغیر روشن کتاب کے جھگڑتے ہیں" (الحج:۸)

عن عائشة رضي الله عنها عن النبي ﷺ قال: [إن أبغض الرجال إلى الله الألد الخصم]

ترجمہ: اُم المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [جھگڑالو شخص اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ مبغوض اور ناپسندیدہ ہے]

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

حافظ ابن حجر نے فتح الباری (۱۳/۱۸۱) میں جھگڑالو شخص سے مراد کا فرمایا وہ مسلمان جو اپنے باطل کے ذریعے حق کے ساتھ مجادلہ کرے، بتلایا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا ایک اور فرمان ہے: [ہدایت پالینے کے بعد کسی قوم کا گمراہ ہو جانا "جدل" یعنی جھگڑنے کی وجہ سے ہوتا ہے، پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:

﴿ مَا ضَرَبُوهُ لَكَ إِلَّا جَدَلًا بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُونَ ﴾ (الزخرف:۵۸)

ترجمہ: "تجھ سے ان کا یہ کہنا محض جھگڑے کی غرض سے ہے، بلکہ یہ لوگ ہیں ہی جھگڑالو"

(جامع ترمذی (۳۲۵۳) امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے)

صحیح مسلم (۲۶۶۶) میں عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنھما سے مروی ہے، فرماتے ہیں: ایک دن میں دوپہر کے وقت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ ﷺ نے دو آدمیوں کی آوازیں سنیں، جو ایک آیت کریمہ میں اختلاف کر رہے تھے، رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے اور غضب کے آثار آپ کے چہرۂ انور پر نمایاں تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: [تم سے پہلے لوگ اپنی اپنی کتابوں میں اختلاف کرنے کی بناء پر برباد ہوگئے]

سنن ابن ماجہ (۲۵۴) میں ہے، جابر بن عبداللہ الانصاری رضی اللہ عنھما فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: [علم اس نیت سے حاصل نہ کرو کہ علماء پر فخر کرو، اور نہ ہی اس نیت سے کہ سفہاء کے ساتھ جھگڑو، اور نہ ہی اس نیت سے کہ مجالس پر چھا جاؤ، جس نے ان مقاصد کیلئے علم حاصل کیا اس کیلئے آگ ہے، اس کیلئے آگ ہے۔]

ابن ابی العز الحنفی نے امام طحاوی کے قول "ولا نماری في دين الله" کی شرح کرتے ہوئے فرمایا ہے: "اس سے مراد یہ ہے کہ ہمارا یہ منہج نہیں ہے کہ ہم اہل الحق پر بدعتیوں کے شبہات وارد کر کے ان سے خصومت یا جدال کریں، تاکہ انہیں جتلائے شک کر کے، انہیں اہل بدعت کی طرف مائل کر دیں؛ کیونکہ یہ معاملہ باطل کی طرف دعوت دینے، حق کو خلط ملط کرنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

اور دین اسلام کو بگاڑنے کے زمرے میں آتا ہے۔"

جو لوگ کجی اور گمراہی کا شکار ہیں ان کا طریقہ یہ بھی ہے کہ وہ اپنی خرافات کے ساتھ جدال کرتے ہیں، نیز قرآن کی متشابہات کا اتباع کرتے ہیں۔ جبکہ اہل الحق کا طریقہ اس کے برعکس ہے، وہ محکم اور متشابہ ہر آیت پر ایمان رکھتے ہیں اور متشابہ کے فہم کیلئے اسے محکم کی طرف لوٹا دیتے ہیں، اللہ عزوجل کا فرمان ہے:

﴿ هُوَ الَّذِيْ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَاْوِيْلِهٖ وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ. رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ﴾ (آل عمران:۷،۸)

ترجمہ:"وہی اللہ تعالیٰ ہے جس نے تجھ پر کتاب اتاری جس میں واضح مضبوط آیتیں ہیں جو اصل کتاب ہیں اور بعض متشابہ آیتیں ہیں، پس جن کے دلوں میں کجی ہے وہ تو اس کی متشابہ آیتوں کے پیچھے لگ جاتے ہیں، فتنے کی طلب اور ان کی مراد کی جستجو کیلئے، حالانکہ ان کی حقیقی مراد کو سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا اور پختہ ومضبوط علم والے یہی کہتے ہیں کہ ہم تو ان پر ایمان لاچکے، یہ ہمارے رب کی طرف سے ہیں اور نصیحت تو صرف عقل مند حاصل کرتے ہیں۔ اے ہمارے رب! ہمیں ہدایت دینے کے بعد ہمارے دل ٹیڑھے نہ کردے اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا فرما، یقیناً تو ہی بہت بڑی عطا دینے والا ہے"

صحیح بخاری (۴۵۴۷) اور صحیح مسلم (۲۶۶۵) میں ہے: ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے آیت کریمہ: ﴿ هُوَ الَّذِيْ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ﴾ تلاوت فرمائی، پھر ارشاد فرمایا: "جب تم

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

ایسے لوگ دیکھو جو متشابہ آیات کی اتباع کرتے ہیں تو ان سے بچو۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے (اہل زیغ) قرار دیا ہے]

سنن الدارمی (۲۰۶) میں ابوجعفر محمد بن علی الباقر کا یہ قول مذکور ہے: ''جھگڑا کرنے والوں کے ساتھ مت بیٹھو یہ وہ لوگ ہیں جو آیات متشابہات میں غور وخوض کرتے رہتے ہیں''

''جامع بیان العلم وفضلہ'' لابن عبدالبر (۱/۱۳۳) میں امام مالک رحمہ اللہ کا یہ قول مذکور ہے:

''دین میں جھگڑنا دل کو سخت کر دیتا ہے، اور کینہ وبغض پیدا کر دیتا ہے''

اسی کتاب (۲/۹۳) میں عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا یہ قول مذکور ہے:

''جو شخص اپنے دین کو خصومتوں کا نشانہ بنا لیتا ہے وہ بے پناہ قلابازیاں کھاتا رہتا ہے''

واضح ہو کہ مجادلہ اس صورت میں حق اور ضروری ہے جب وہ بطریق احسن ہو، اور مقصود اظہار حق اور رد باطل ہو، اس قسم کے مجادلہ کا اللہ تعالیٰ نے خود حکم دیا ہے، چنانچہ فرمایا:

﴿ اُدْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ﴾ (النحل:۱۲۵)

ترجمہ: ''اپنے رب کی راہ کی طرف لوگوں کو اللہ کی وحی اور بہترین نصیحت کے ساتھ بلایئے اور ان سے بہترین طریقے سے گفتگو کیجئے''

نیز فرمایا: ﴿ وَلَا تُجَادِلُوا أَهْلَ الْكِتَابِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ إِلَّا الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ ﴾ (العنکبوت:۴۶)

ترجمہ: '' اور اہل کتاب کے ساتھ بحث ومباحثہ نہ کرو مگر اس طریقہ پر جو عمدہ ہو مگر ان کے ساتھ جو ان میں سے ظالم ہیں''

حافظ ابن عبدالبر نے اپنی کتاب ''جامع بیان العلم وفضلہ'' میں ایک باب مناظرہ، خصومت اور جدال کی ناپسندیدگی واضح کرنے کیلئے قائم فرمایا ہے۔ (دیکھئے ص ۹۲ تا ۹۹) پھر ایک

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

باب مناظرہ اور مجادلہ کے اثبات کیلئے قائم فرمایا ہے، جس کا مقصود وا قامت حجت ہو (دیکھئے ص ۹۹ تا ۱۰۸) ان دونوں ابواب میں انہوں نے بہت سے نصوص اور اہل علم کے آثار نقل فرمائے ہیں۔

بدعات کو کلی طور پر ترک کرنے کا بیان

۳۰۔ " وترک ما احدثه المحدثون . "

ترجمہ: "اہل بدعت نے، دین میں جو اضافے کیے ہیں، انہیں کلی طور پر ترک کر دینا (بھی اہل السنہ والجماعہ کے منہج میں شامل ہے)"

شرح:

مؤلف، ابن ابی زید رحمہ اللہ نے پچھلے صفحات میں یہ بتلایا ہے کہ اہل السنہ والجماعہ کا طریق ومنہج، سلف صالحین کی اتباع، ان کے نقشِ قدم کی پیروی اور ان کیلئے استغفار کرتے رہنا ہے، نیز دین کے معاملے میں خصومت وجدال سے گریز کرنا ہے۔

یہ سب کچھ بتا کر اب یہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ اہل بدعت کے اس دین میں اضافوں اور زیادتیوں سے بچنا اور گریز کرنا بھی اہل السنہ والجماعہ کا طریقہ ہے۔

قرآن وحدیث اور سلف صالحین کے آثار سے بدعات ومحدثات کے سلسلہ میں بڑی تنبیہ اور تحذیر وارد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿ وَأَنَّ هَٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَن سَبِيلِهِ ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴾

ترجمہ: "اور یہ کہ یہ دین میرا راستہ ہے جو مستقیم ہے سو اس راہ پر چلو اور دوسری راہوں پر مت چلو کہ وہ راہیں تم کو اللہ کی راہ سے جدا کر دیں گی۔ اس کا تم کو اللہ تعالیٰ نے تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

تم پرہیزگاری اختیار کرو۔" (الانعام:۱۵۳)

نیز فرمایا ہے: ﴿ اتَّبِعُوا مَا أُنزِلَ إِلَيْكُم مِّن رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا مِن دُونِهِ أَوْلِيَاءَ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ ﴾ (الاعراف:۳)

ترجمہ: "تم لوگ اس کی اتباع کرو جو تمہارے رب کی طرف سے آئی ہے اور اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسرے رفیقوں کی اتباع مت کرو تم لوگ بہت ہی کم نصیحت مانتے ہو۔"

اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی متفق علیہ حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان منقول ہے: [من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد]

یعنی: [جس شخص نے ہمارے دین میں کوئی بھی نئی چیز نکالی، وہ مردود ہوگی]

صحیح مسلم میں یہ الفاظ بھی وارد ہیں: [من عمل عملا ليس عليه أمرنا فهو رد]

یعنی: [جس شخص نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا امر نہ ہو تو وہ مردود ہوگا]

رسول اللہ ﷺ نے عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے آخر میں ارشاد فرمایا تھا:

[وإياكم ومحدثات الأمور فإن كل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة]

یعنی: [اور تم بچو (دین میں) نئے نئے امور کی اختراع سے؛ کیونکہ ہر نئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے]

یہ مکمل حدیث "الفائدة الاولیٰ" کے ضمن میں گزر چکی ہے۔

نیز صحیح مسلم (۸۶۷) میں مروی حدیث جابر رضی اللہ عنہ بھی بیان ہو چکی، جس میں رسول اللہ ﷺ کا ہر خطبۂ جمعہ میں ان الفاظ کے کہنے کا ذکر ہے: [أما بعد فإن خير الحديث كتاب الله وخير الهدى هدى محمد ﷺ وشر الأمور محدثاتها وكل بدعة ضلالة]

ترجمہ: [أما بعد، بے شک سب سے بہترین حدیث، کتاب اللہ ہے اور سب سے بہترین طریقہ، محمد ﷺ کا ہے، اور سب سے بدترین کام وہ ہے جو نیا ہو (یعنی قرآن وحدیث سے ثابت

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

نہ ہو) اور ہر بدعت گمراہی ہے]

پچھلے صفحات میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی ایک طویل حدیث گزری ہے، جس کے آخر میں رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان بھی مذکور ہے: [فمن رغب عن سنتی فلیس منی]

یعنی: [جس نے میری سنت سے بے رغبتی اختیار کی وہ مجھ سے نہیں ہے]

ایک اور حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

[إن اللہ حجب التوبة عن كل صاحب بدعة حتى يدع بدعته]

یعنی: [بے شک اللہ تعالیٰ نے ہر بدعتی شخص سے توبہ چھپالی ہے، جب تک وہ اپنی بدعت کو چھوڑ نہ دے] امام منذری فرماتے ہیں: اس حدیث کو امام طبرانی نے روایت کیا ہے، اور اس کی سند حسن ہے، جیسا کہ "الترغيب والترهيب" (۱/۶۵) میں بھی ہے۔ شیخ البانی نے "صحيح الترغيب" (۵۲) میں اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

ہماری اس کتاب کے فقرہ نمبر (۱) میں اس صحابی کا قصہ بیان ہو چکا ہے، جس نے اپنی قربانی کا جانور عید کی نماز سے قبل ذبح کر لیا تھا، رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا تھا: [شاتك شاة لحم] یعنی: [تمہاری یہ بکری محض گوشت کی بکری ہے] (یعنی قربانی نہیں ہوئی)

اس کے علاوہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا اثر بھی گزر چکا، جس میں انہوں نے ان لوگوں کے عمل کا انکار فرمایا تھا جو کنکریوں پر تسبیح پڑھ رہے تھے، انہوں نے فرمایا تھا: "فعدوا سيئاتكم فأنا ضامن أن لا يضيع من حسناتكم شيء" یعنی: "اس کی بجائے تم اپنے گناہ شمار کر لو، میں ضمانت دیتا ہوں کہ اس طرح کم از کم تمہاری کوئی نیکی ضائع نہیں ہوگی" (اس کے برعکس جو تسبیح کا عمل جس طریقے سے انجام دے رہے ہو یہ چونکہ بدعت ہے لہذا اس بدعت کے ارتکاب کی وجہ سے تمہاری تمام نیکیاں برباد ہو جائیں گی)

امام محمد بن نصر المروزی کی "كتاب السنة" (۸۲) میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ قول

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

مذکور ہے: ''كل بدعة ضلالة وإن رآها الناس حسنة''

یعنی: ''ہر بدعت گمراہی ہے، خواہ لوگ اسے کتنا ہی اچھا سمجھتے ہوں''

امام شاطبی کی کتاب ''الاعتصام'' (۲۸/۱) میں ہے، ابن الماجشون فرماتے ہیں: میں نے امام مالک رحمہ اللہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے ''من ابتدع في الإسلام بدعة يراها حسنة، فقد زعم أن محمدا خان الرسالة؛ لأن الله يقول: ﴿ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ ﴾ فما لم يكن يومئذ دينا فلا يكون اليوم دينا''

ترجمہ: ''جس شخص نے دین اسلام میں کوئی بدعت ایجاد کر ڈالی اور اسے اچھا سمجھا، تو گویا وہ شخص اس زعم باطل میں مبتلا ہے کہ محمد ﷺ نے رسالت پہنچانے میں خیانت سے کام لیا ہے؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ترجمہ: ''آج میں نے تمہارے لئے، تمہارا دین مکمل کر دیا ہے'' تو جو چیز رسول اللہ ﷺ اور صحابۂ کرام کے دور میں دین نہیں تھی وہ آج بھی دین نہیں ہو سکتی''

ابو نعیم الاصبہانی ''حلیۃ الاولیاء'' (۲۴۴/۱۰) میں ابو عثمان النیساپوری کا یہ قول نقل فرماتے ہیں:

''من أمر السنة على نفسه قولا وفعلا نطق بالحكمة، ومن أمر الهوىٰ على نفسه قولا وفعلا نطق بالبدعة''

یعنی: ''جس شخص نے اپنے نفس پر، قولاً وفعلاً، رسول اللہ ﷺ کی سنت کی حاکمیت قائم کر لی، وہ ناطق حکمت ہے، اور جس شخص نے اپنے نفس پر قولاً وفعلاً خواہشات نفس کی حکمرانی قائم کر لی، وہ ناطق بدعت ہے''

سہل بن عبداللہ التستری رحمہ اللہ کا قول ہے:

''جس شخص نے علم میں کوئی نئی چیز جاری کی اس سے قیامت کے دن اس کی بابت سوال ہوگا، اگر وہ چیز سنت کے مطابق ہوئی تو وہ نجات پا جائے گا، ورنہ تباہ و برباد ہو جائے گا''

حافظ ابن عبدالبر ''جامع بیان العلم وفضلہ'' (۹۵/۲) میں فرماتے ہیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

"ہر علاقے کے تمام محدثین وفقہاء کا اس بات پر اجماع ہے کہ اہل کلام (متکلمین) بدعتی اور مجروح ہیں، نیز علماء کے نزدیک وہ لوگ طبقۂ علماء میں شمار نہیں ہوتے، علماء تو صرف وہ ہیں جو رسول اللہ ﷺ کی احادیث حاصل کرتے اور ان میں تفقہ کرتے ہیں، اور احادیث میں اتقان وتمیز کی بناء پر ایک دوسرے پر فوقیت وفضیلت حاصل کرتے ہیں"

امام ابن امام، عبداللہ بن ابی داؤد السجستانی اپنے "منظومۃ حائیۃ" کے مطلع میں کیا خوب فرماتے ہیں:

تمسک بحبل الله واتبع الهدى ولا تک بدعيا لعلک تفلح

ودن بكتاب الله والسنن التي أتت عن رسول الله تنجو وتربح

ترجمہ: اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لے، راہِ ہدایت کی اتباع کرلے، اور بدعتی نہ بن، شاید کہ تو فلاح پا جائے۔

کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ ﷺ کا فرمانبردار بن جا، نجات پا جائے گا، اور خوب نفع حاصل کرے گا۔

آج کے دور میں بڑی بدعات ومحدثات میں سے ایک بدعت کی نشاندہی ہم حوضِ کوثر کی بحث میں کر چکے ہیں، جس میں ایک معاصر نے شرفِ صحابیت کو ان انصار ومہاجرین تک محدود کر دیا ہے جو صلح حدیبیہ سے قبل اسلام لا چکے تھے، وہ ان صحابہ کرام کو جو حدیبیہ کے بعد اسلام لائے یا ہجرت کی، صحابی تسلیم نہیں کرتا، اسی طرح جن صحابہ نے ہجرت نہیں کی لیکن انہیں نبی ﷺ سے لقاء کا شرف حاصل ہو گیا تھا، انہیں بھی صحابی تسلیم نہیں کرتا، وہ ان تمام صحابہ کی صحبت کو جن میں سرِ فہرست عباس بن عبدالمطلب اور ان کے بیٹے عبداللہ جیسے صحابہ کا نام آتا ہے، منافقین وکفار جیسی صحبت قرار دیتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.kitabosunnat.com

یہ بدعت ضلالت ہے، گزشتہ صدیوں میں ایسی بات کوئی نہ کہہ سکا، ایک مثل مشہور ہے: "کم ترک الاول للآخر" جس کا مفہوم یہ ہے کہ پہلے دور میں گذرے ہوئے بدعتیوں نے، بعد میں آنے والے بدعتیوں کیلئے بہت سی باتیں چھوڑ رکھی ہیں، چنانچہ سابقہ ادوار کے مبتدعین کو تو یہ بدعت نہ سوجھی، لیکن معاصر بدعتی (مالکی) کے ہاتھ لگ گئی۔

ان بدعات کا بوجھ، سابقہ مبتدعین پر بھی ہے اور بعد میں آنے والے وہ مبتدعین بھی اس ہولناک بوجھ کے متحمل ہونگے جوان کے نقش قدم کے پیروکار بن گئے۔

"وصلى الله على سيدنا محمد نبيه، وعلى آله وأزواجه وذريته، وسلم تسليما كثيرا"

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ ہمارے سردار، نبی پاک محمد ﷺ پر، آپ کی آل، ازواج مطہرات اور ذریات پر رحمتیں اور بہت زیادہ سلامتیاں نازل فرمائے۔

شرح:

مؤلف ابن ابی زید رحمہ اللہ نے اپنے رسالہ کے مقدمہ کا اختتام رسول اللہ ﷺ پر صلاۃ وسلام سے فرمایا ہے، یہی سلف صالحین کا طریقہ تھا، بہت سے مؤلفین نے اپنی مؤلفات کا اختتام اسی مبارک طریقہ یعنی رسول اللہ ﷺ پر صلاۃ وسلام کے ساتھ کیا ہے۔

اس شرح کی تالیف سے، جمعرات کی صبح، جمادی الاولی کی آٹھ تاریخ ۱۴۲۳ھ کو فراغت حاصل ہوئی۔

(مترجم عبداللہ ناصر الرحمانی کہتا ہے اس ترجمہ کی براہ راست کمپیوٹر پر املاء سے یکم شعبان ۱۴۲۶ھ بمطابق ۶ ستمبر 2005، بروز منگل فراغت حاصل ہوئی۔)

والحمد لله أولا وآخرا على نعمه الظاهرة والباطنة، وصلى الله وسلم وبارك على عبده ورسوله نبينا وإمامنا محمد ومن سلك سبيله واهتدى بهديه إلى يوم الدين.

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ